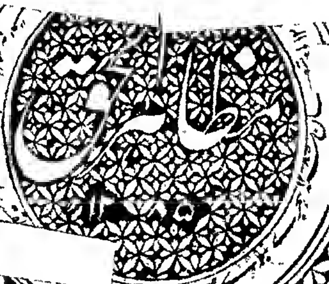
لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین

خوشنویس ابن زادہ العلی	کتابت ... سید احمد



ما الف از روے بشارت	شد مطبوع دار الوقات ۱۲

طبع مطبع نولکشور منشی ... لال رونق انطباع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد سید امداد العلی اکبرآبادی

کہ جناب سید احمد خان صاحب نے فی احکام طعام اہل کتاب میں جو مداہنت کو کام فرمایا تھا اس خیرخواہ اہل اسلام نے امداد الاحتساب میں اسکی شرح

اوس مداہنت کو ظاہر کردیا اب یہ رسالہ بطرز مختصر کہ نام اسکا تاریخی مظاہر الحق ہے جس میں سوا کئی ساتھ اہل کتاب کے عام فہم لکھا

اور اسمیں بیان کرتا چند اغلاط جناب سید احمد خان صاحب کا اس واسطے کہ لوگ علم اور فضل اونکا اور نیز

احکام اسلام اہل کتاب میں جو کہ لکھا تیں بہی مد نظر ہے ہر چند جیسے تفسیر توریت و انجیل کو جو اونکے تصنیف کرنا شروع

اور نیز احتیاط سے خوب آگاہ ہے اسکے اوسکے رد کی کچھ حاجت نہیں ہے چنانچہ جناب سید احمد خان صاحب نے تفسیر

توراۃ و انجیل میں ضمن مقدمہ سابقہ بقصد انکار وقوع تحریف لفظی یہ عبارت فتح الباری نقل فرما کے اوسکا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ

سے تحریف کا مسئلہ پوچھا گیا اونہوں نے جواب دیا کہ علما کے اسمیں دو قول ہیں ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بہی ہوئی

یہ کہ تبدیل نہیں ہوئی مگر صرف معنوں میں اور اس دوسری بات پر بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں انتہے حالانکہ فتح الباری میں

ابن تیمیہ سے سوال ہے لیکن جو دوسری بات بیان کی گئی ہیں منقول ہے یعنی ابن تیمیہ سے یہ لکھا کہ دوسری بات کے

بہت دہونا سے حجت لائی گئی ہے ہر ایک وجہ کو بیان کیا ہے اور کتاب ہذا صفحہ ۲۲ تفسیر توراۃ و انجیل میں عبارت

تفسیر کبیر واقعہ تفسیر سورہ نساء کا ترجمہ کرکے ایک ٹکڑا اپنے مطلب کے موافق نقل کردیا ہے حالانکہ امام رازی نے

مسئلۂ ثالثہ میں کیفیت تحریف میں تین وجہیں ذکر کی ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ اہل کتاب بدل ڈالتے تھے لفظ کو ساتھ اوس لفظ کے

دوسری وجہ باطل شبہوں کو ڈالنا اور دلیلیں فاسدہ بیان کرنا ہے تیسری وجہ حق کے کلام کو بدل ڈالنا ہے اور بعد تمام اس مسئلہ کے

لکہا ہے المسئلۃ الرابعۃ ذکر اللہ تعالی ہہنا عن مواضعہ وفی المائدۃ من بعد مواضعہ والفرق انا اذا فسرنا التحریف بالتاویلات الباطلۃ فہہنا

یحرفون الکلم عن مواضعہ معناہ انہم یذکرون التاویلات الفاسدۃ لتلک النصوص ولیس فیہ بیان انہم یخرجون تلک اللفظۃ من الکتاب

واما الآیۃ المذکورۃ فی سورۃ المائدۃ فہی دالۃ علی انہم جمعوا بین الامرین فکانوا یذکرون التاویلات الفاسدۃ وکانوا یخرجون اللفظ ایضا من

الکتاب فقولہ یحرفون الکلم اشارۃ الی التاویل الباطل وقولہ من بعد مواضعہ اشارۃ الی اخراجہ عن الکتاب یعنی چوتھا مسئلہ یہ ہے

کہ ذکر فرمایا اللہ تعالی نے یہاں یعنی سورہ نساء میں عن مواضعہ اور سورہ مائدہ میں من بعد مواضعہ فرق یہ ہے کہ تحقیق ہم جب کہ تفسیر

کریں تحریف کے ساتھ تاویلات باطلہ کے تو سورہ نساء میں یحرفون الکلم عن مواضعہ کے معنے یہ ہیں کہ ذکر کرتے تھے اہل کتاب تاویلات

فاسدہ کو ان نصوص کے لئے اور نہیں ہے اسمیں بیان اسکا کہ وہ نکال ڈالتے تھے لفظوں نصوص کو کتاب سے اور آیت سورہ مائدہ

کی دلالت ہے اسپر کہ جمع کیا تھا اہل کتاب نے درمیان دونوں کاموں کے ذکر کرتے تھے تاویلات فاسدہ اور نکالتے تھے

ساتھ یحرفون الکلم کے اشارہ ہے طرف ذکر کرنے تاویل باطل کی اور ساتھ من بعد مواضعہ کی اشارہ ہے طرف نکالنے

سو جناب سید احمد خان صاحب نے مسئلہ ثالثہ میں صرف وجہ ثانی کو ساتھ اعتراض اور جواب جابجا کے نقل کیا ہے اور وجہ ثالث اور دلیل مسئلہ اربعہ کو کہ وجہ اول اور مسئلہ رابعہ سے وقوع تحریف لفظی ثابت ہے چھوڑ دیا ہے اور علی ہذا القیاس اس قسم کی امور تفسیر توراۃ و انجیل میں بشمار ہیں اور اغلاط احکام طعام اہل کتاب میں بہت ہیں بالاستیعاب اوسکا معلوم ہونا بملاحظہ **ادلۃ الاحتساب** آسان ہی لیکن بطور مشتی نمونہ از خروارے اوس غلطی اوسکی جو رسالہ کی خاتمہ پر مندرج نقشہ میں **تحقیق زہری** کہ بحث حکم طعام اہل کتاب میں دو امر تنقیح طلب ہیں اول حکم نفس طعام کا دوم حکم اہل کتاب کی ساتھ مشتبہ کھانیکا سوہم بہ نسبت **امر دوم** بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب اور کل کافروں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا ناجائز ہی بیہقی نے **شعب الایمان** میں ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کہا ابو امامہ نے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبیل جفا سے یہ ہے کہ کھاوے تو ساتھ غیر اہل دین اپنی کے اور ترمذی اور ابو داؤد اور احمد اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ ابو سعید خدری نے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کا فرمایا کہ نہ کر ہمنشینی مگر ساتھ مسلمان کے اور نکھاوے تیرا کھانا مگر پرہیزگار خطابی نے **معالم السنن** میں جو سنن ابی داؤد کی شرح ہے **امر اول** کے بیان میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحبت سے ایسے شخص کے کہ نہو تقوی دار منع کیا اور اوسکی مخالطت و مواکلت سے اسلئے کہ باہم کھانا کھانا والا سبب الفت اور مودت کا دلوں میں گویا کہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہ الفت کر اوس سے جو نہیں ہے اہل تقوی اور ورع میں سے اور نہ اوسکو ساتھ بیٹھنے والا کر کھانا کھلاتی تو اوسکو اور ہمنشین بنائی تو اوسکو انتہی اور **مرقاۃ الصعود** حاشیہ سنن ابی داؤد میں بھی ایسا ہی مرقوم ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ **مشکوۃ** میں لکھا ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواکلت سے ساتھ کافروں کے اور فاجروں کے بسبب محبت اور الفت کے ہونے اور ہمصحبتی اونکی سے صفات ذمیمہ سرایت کرتی ہیں انتہے اور یہی مواکلت ساتھ کافروں کی اور نافرمانوں کے باعث ہوئی ہی خرابی علمائے بنی اسرائیل کا جیسا کہ ترمذی نے اپنی جامع میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پڑ گئے بنی اسرائیل گناہوں میں منع کیا اونکو اونکے عالموں نے سو باز نہ آئے بنی اسرائیل پھر بیٹھے اونکے عالم اونکے ساتھ اونکی مجلسوں میں اور کھایا اونکے عالموں نے اونکے ساتھ اور پیا اونکے ساتھ تب مارا اللہ نے بعض کے دلوں کو ساتھ بعض کے پھر لعنت کی اونکو زبان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسی بیٹے مریم کے یہ اسلئے کہ نافرمان ہوئے تھے وہ اور حد سے بڑھتے کہا عبد اللہ بن مسعود نے پھر بیٹھ گئے آپ تکیہ چھوڑ کر اور تھے تکیہ لگائے ہوئے پھر فرمایا آپ نے نہ معذور رکھے جاؤگے تم قسم ہے مجکو اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے جبتک کہ نہ منع کروگے تم عاصی سے اونکے افعال کو ملا علی قاری نے **مرقاۃ شرح مشکوۃ** میں لکھا ہے یعنی جبتک کہ منع کروگے تم اونکے امثال کو اہل معصیت میں سے اور اگر باز نہ آئیں اونکے امثال اپنے کاموں سے پس باز رہو تم اونکے ساتھ ملاپ کرنے اور اونکے ساتھ باتیں کرنے اور اونکے ساتھ کھانے اور اونکے ساتھ بیٹھنے سے اور **صحیح البخاری** میں روایت ہی نافع سے کہا نافع نے کہ تھی عبد اللہ بن عمر کی یہ عادت نکھاتے تھے جبتک کہ نلایا جاتا مسکین کہ کھاتیں اوسکے ساتھ سو لایا میں ایک مرد کو کہ کھاتیں اوسکے ساتھ سو کھایا اوسنے بہت پس کہا عبد اللہ بن عمر نے اے نافع نہ لا اسکو میرے پاس سنا ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مسلمان کھاتا ہے ایک انتڑی میں اور کافر کھاتا ہے سات انتڑیوں میں اور مانند اسکے روایت کیا ہے مسلم نے اپنے صحیح میں پھر جبکہ کھانا کھانا مسلمان کے ساتھ صرف اس جہت سے کہ وہ صرف ایک صفت میں مشابہ تھا ساتھ کافر کے بموجب اس اثر عبد اللہ بن عمر کے مکروہ ہوا تو کھانا کھانا اوسکے ساتھ جو در حقیقت کافر ہو کیونکر مکروہ نہوگا اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے **شعب الایمان** میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہی کہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

دعوت قبول کرے فاسقون کے کہانیکے اسلئے کہ اوسمین خوش کرنا فاسق کے دلکا ہے اور اونکی تکریم ہے اور فاسق کی مہمانی مکروہ ہے

اور امام تمرتاشی نے شرح جامع صغیر مین لکہا ہے کہ نہ قبول کرنا دعوت فاسق معلن کا تاکہ معلوم ہو کہ وہ غیر راضی ہے اوسکے فسق سے پس
جبکہ اجابت دعوت فاسق معلن کی اوسکی توہین کے لئے اور اسیطرح بسبب عدم رضا کے اوسکے فسق سے جائز نہوئے تو اجابت دعوت
کافر کی کیونکر جائز ہو سکتی ہے کہ توہین کافر اور اظہار عدم رضا کفر سے مستلزم تر ہے توہین فاسق معلن اور اظہار عدم رضا فسق سے اور بخاری نے
ادب مفرد مین ذیل باب دعوۃ الذمی کے اسلم عدوی غلام آزاد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اسلم عدوی نے کہ جب آئے
ہم ساتھ عمر بن خطاب کے ملک شام مین تو آیا اونکے پاس ایک زمیندار کہ وہ تھا قوم نصاری مین سے سو کہا اوس زمیندار نے کہ اے امیر المومنین مین نے طیار
کیا ہے اپکے لئے کہانا اور چاہتا ہون کہ آوین آپ میرے مہمان ساتھ اشرافون کے جو اپکے ساتھ ہین کہ یہ قوی تر ہے میرے لیے میرے کام مین اور
بزرگتر ہے میرے لئے فرمایا حضرت عمر نے کہ ہم نہین استطاعت رکھتے ہین اسکی کہ داخل ہون تمہارے گرجاؤن مین جو ان مین صورتین ہین
یعنی ہم نہین استطاعت رکھتے ہین کہ تمہارے ویرانون مین آوین اسلئے کہ تمہاری دعوت قبول کرنا اور تمہارے ساتھ کہانا کہانا منجملہ موالات کے ہے
ساتھ کافر اہل کتاب کے بموجب ممانعت ہم مسلمانان کے سبب نہے اون مین سے ہو جانیکا حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر فتح العزیز
مین ذیل آیت کریمہ لو تدہن فیدہنون کے لکہا ہے کہ ہر حال مین مداہنت ساتھ منکرون کے گو ظاہر مین ہو بدلیت تمامہ کلیہ مین خلل ڈالتی ہے اور تحقیقات
اور غیر مسنون مین قبیح کرتی ہے چنانچہ حدیث شریف مین مذکور ہے کہ جب ملے تو فاجر سے تو مل اوس سے ساتھ ترشروئی کے اور حقائق التنزیل مین
مذکور ہے کہ سہل بن عبد اللہ تستری نے فرمایا ہے کہ جسنے درست کیا اپنے ایمان کو اور خالص کیا اپنی توحید کو تو وہ نہین انس کرتا ہے مبتدع سے
اور نہین بیٹہتا ہے ساتھ اوسکے اور نہین کہاتا ہے ساتھ اوسکے اور نہین پیتا ہے ساتھ اوسکے اور ظاہر کرتا ہے اوس سے اپنی جانب سے عداوت کو اور جو
مداہنت کرتا ہے ساتھ مبتدع کے چہین لیتا ہے اوس سے اللہ تعالی شیرینی اور لذت ایمان کی اور جو دوستی رکہتا ہی مبتدع سے نکال لیتا ہی نور ایمان کا اوسکے دل سے
یعنی صحیح الایمان کو چاہئے کہ ساتھ اہل بدعت کے اپس مین بیٹہنا اور ہم مجلس و ہم کاسہ اور ہم پیالہ اونکا ہونا اور جو ساتھ اہل بدعت کی دوستی پیدا کرے تو ایمان اور
شیرینی اور لذت اوسکی اوس سے لی جاتی ہے انتہے اور ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم مین لکہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ باز رہنا مخالطت فی ہو لوگون کے ساتھ معاملہ
کرنے سے اور ساتھ کہانا کہانے سے اور فتاوی المواد النہر مین مسطور ہے کہ مکروہ ہے ساتھ کہانا کافر کی اوسحال مین کہ وہ ہون بہ مجوسیون میں تیری کے
اور میز پر کہانا انکا کے جو دوسی اونکا بنتے ہے اونکے ساتھ مبتدع کے کہانا بسبب کثیر ہونے وعدم کفار کی اور تشبہ کی ساتھ کافرون کے بہی ناجائز ہے اگر کوئی اہل
کو اسلامی طریقہ پر اپنے ساتھ مٹہائی کہانا کہلایا جاتا تو ہے فرق کسی وجہ سے ناجائز ہو کہ کافر کو اپنے ساتھ مٹہائی کہلائی ہے اور صورت ہین کہ اسلام کا طریقہ چہوڑ کر کافرونکا
طریقہ اختیار کیا کہ میز کرسی لگاکی چہوری اور کانٹے سے کافر کو ساتھ مٹہائی کہلایا گیا ہو تو ہمارے نزدیک عدم جواز کی سوا اس وجہ کے پیدا ہوگی جو جانیکا فرنگی طریقہ
مین تشبہ اور کفار اور اہل اسلام کے طریقہ مین مسکنت اور ذلت سمجہکر کافرونکے طریقہ کو پسند کیا جاوے جیسا کہ تحریر جناب سید احمد خان صاحب سے صفحہ
۵۰ مین ظاہر ہی کہ اس مضمون مین کہ یہ سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تحسین اور کفار ہے اور یہ مین سنت اور تحسین اور کفار ہے اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۵۴ مین لکہا ہے اگر مسلمانونکو میز پر کہاتے دیکہے تو کبہی یہ شبہہ نہین ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہین یا مسلمان تو ہر چند انگریز یہ ہونیکا
شبہہ نہوگا لیکن کہ مسلمان ہونیکا شبہہ ضرور ہوگا کہ یہ پہلے مسلمان تھے اب انہون نے شاید نصاری کا دین اختیار کر لیا ہے اسلیئے کہ اہل اسلام کا طریقہ
اور اپنی عادت کو چہوڑ کر بمشابہت نصاری کی طریقہ پر کہانا کہاتے ہین اور جس حالت مین کہ کہانا اہل کتاب کہانا مانتے مین شراب بہی پیتی جاتی ہو اور مین کے

عادت نصاریٰ کی ہو یا سے زمانہ اور ملک میں ہیں تو یہ اور ایک جگہ اونکے ساتھ میز کے کھانا کھانیکی جو کہ آنحضرت صلعم نے بیٹھنے سے اوپر دسترخوان پر کہ شعار اسلام
ہی جاتی ہو منع فرمایا ہے جیسا کہ ابوداود وغیرہ نے روایت کیا ہے اور انجیل نصاریٰ میں تو شراب پینے والیکے ساتھ بیٹھکر کھانا کھانا منع کیا گیا ہے چنانچہ پولوس
کے پہلے خط کے پانچویں باب میں جو قرنتیوں کو لکھا ہے مرقوم ہے پر اب میں نے تمہیں لکھا ہے کہ اس شخص کو یعنی اگر کوئی بھائی کہلا کے حرامکار
یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینیوالا یا شرابی یا ظالم ہو ایسے کے ساتھ کھانا بھی نہ کھانا انتہی اور حکم کرنا مسلمانونکا اوپر نصاریٰ کے ساتھ کھانا ہی کہ سبب
ہو جانیکا بسبب اختیار کرنے رسم ہنود کے جیسا کہ زعم جناب سید **احمد خان** صاحب کا ہے نہیں ہے بلکہ منشا اسکا حکم کفر ہے کافرون کے
علامت اور شعار پر بموجب قاعدہ مقررہ اہل اسلام کے کہ اس پایہ میں کھانا کھانا ساتھ نصاریٰ کے میز و کرسی پر چھری و کانٹے سے علامت اور
شعار ہے اونکا جنہوں نے دین نصاریٰ کا اختیار کیا ہے پس جو اونکے ساتھ اسطرح کھانا کھاتا ہے وہ اونہیں میں سے شمار کیا جاتا ہے ابو شکور سلمی نے تمہید
میں کہ کتب عقاید اسلامیہ میں سے ہے لکھا ہے کہ اگر ظاہر ہو مسلمان سے علامت کافرونکی مانند پہننے ٹوپی مجوس کی یا باندہنے زنار کے یا مانند اسکی تو ہو جاتا ہے وہ
مسلمان کافر برابر ہے کہ کرے مسلمان یہ بدون اعتقاد کے یا بطور استہزا کے یا ساتھ اعتقاد کے اور اگر کرے یہ واسطے جان بچانیکی یا زبردستی سے تو نہیں ہوگا کافر اور
بنسبت **امر اول** کے بیان ہمارا یہ ہے کہ نفس طعام اہل کتاب اگر گوشت ہے یا اور قسم کے کہانے پختہ یا غیر پختہ میں کہ تلوث اور اختلاط اونکا
ساتھ نجاسات اور محرمات کے متصور ہے تو جبتک یہ معلوم ہو کہ یہ گوشت جانور حلال کا ہے اور وہ جانور حلال بطور بہی موافق قاعدہ شرع کے ہی اور تسمیہ
اوس پر پڑھا ہے تبتک نہیں ہے اور اور کہانے پاک اور غیر مختلط ساتھ نجاسات و محرمات کے ہیں اور پاک برتنوں میں پکائی گئے ہیں کھانا درست نہیں ہے اور یہ معلوم ہونا
ہمارے ملک کی ماہر زمانہ کے نصاریٰ کے یہانکے پکے ہوئے کھانے میں دشوار ہے کیونکہ یہ نصاریٰ جانور کو ذبح نہیں کرتے بلکہ گلا گھونٹ کر یا چوٹ سے مار ڈالتے
ہیں اور فرضاً اگر ذبح بھی کرین تو عمداً تسمیہ ترک کرینگے کہ کسی کام میں تسمیہ کے اونکی عادت نہیں ہے اور جانور ذبح حلال و حرام کی اونکو کچھ تمیز نہیں ہے
اور نجاستی ہو سے ہرگز احتراز نہیں کرتے ہیں اور برتنوں میں اونکے سور بھی پکتا ہے اور شراب بھی رکھی جاتی ہے اور اگر برتن دہوئی بھی جاتی ہیں تو دہونے
کی خبرداری کا اوسمیں کچھ لحاظ نہیں ہوتا ہے اور ایسی پانی سے دہوئی جاتی ہیں کہ وہ پانی بھی نجس ہوتا ہے بہنگی وغیرہ نہایت بے احتیاطی اوسمیں کرتی ہیں
با نجاست انکو بتکلف اوسمیں ڈالدیتے ہیں اور یہ کہنا کہ جو چیز در اصل حلال یا پاک ہو جبتک حرمت یا ناپاکی اوسکی بالیقین معلوم ہو حرام اور ناپاک ان وجوہ
سے نہیں ہو سکتی ہی بجا ہے اسلیے کہ یہان ظن حرمت اور نجاست مستفاد ہی غالب حال اہل کتاب نصاریٰ سے اور ظن مستفاد غالب حال سے ترجیح ہی
ظن مستفاد اصل پر چنانچہ شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے شرح عمدہ میں بالتصریح اسکو بیان کیا ہے اور ذبیحہ اہل کتاب جو موافق قواعد دین اسلام کی
ذبح کیا گیا ہو اگرچہ حلال ہے لیکن اولی یہ ہے کہ بدون ضرورت اور حاجت کی نہ کھایا جائے جیسا کہ **فتح القدیر** حاشیہ ہدایہ اور **بحر رائق** اور حاشیہ
طحطاوی اور **رد المحتار** وغیرہ کتب فقہ میں مسطور ہے **نوازل** میں مرقوم ہے کہ مجوسی یا نصرانی اگر دعوت کرے کسی کی تو مکروہ ہے قبول کرنا
اوس دعوت کا اگرچہ کہیں کہ گوشت خریدا ہے میں نے بازار سے اسلیئے کہ مجوسی مباح کرتا ہے گلا گھونٹے ہوئے اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی ذبح
نہیں کرتا ہے اور سوا اسکے نہیں کہ کھاتا ہے مسلمان کے ذبح کیے ہوئے یا گلا گھونٹے مارے ہوئے کو اور ایسا ہی فتاوی **قاضی خان** میں ہے اور ترمذی
نے اپنی **جامع** میں ابی ادریس خولانی سے روایت کیا ہے کہ کہا ابو ادریس خولانی نے کہ سنا میں نے ابی ثعلبہ خشنی سے کہ کہتے تھے آیا
میں پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا میں نے یا رسول اللہ ہم زمین میں ایک قوم کے اہل کتاب سے ہیں کہاتے ہیں ہم اونکے
برتنوں میں فرمایا آپ نے اگر پاؤ تم اونکے برتنوں کے سوا تو نہ کھاؤ اونکے برتنوں میں پھر اگر نہ پاؤ تو دہو ڈالو انکو اور کھاؤ اونمیں اور اسیطرح صحیحین میں بھی ہے

اور ترمذی نے اپنی جامع مین روایت کیا ہے ہلب طائی سے کہ مطلب طائی نے کہ پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم طعام
نصاریٰ کا فرمایا آپ نے کہ نہ کھٹکے تیرے سینہ مین وہ کھانا کہ مشابہ ہوتا ہو تو اوسمین نصرانیت کے یعنے نصاریٰ کے کھانا کھانے مین مشابہت
ساتھ نصرانیت کے اور جسمین کہ مشابہت لازم آتی ہو ساتھ نصرانیت کے اوسکے حرام یا مکروہ ہونے مین کیا شک ہے

اس نقشے مین بیان چند اغلاط جناب سید احمد خان صاحب کا بیچ احکام طعام اہل کتاب مین

صفحہ احکام طعام اہل کتاب	اغلاط	کیفیت
۱۳	ومن بعض ائمہ السریہ ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ مما لا یحتاج منہ الی الذکاۃ **ترجمہ** اور بعض ائمہ سے روایت ہے کہ سر اسمین یہ ہے کہ مراد طعام سے روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اونکے ذبح کی نہیں ہے۔	جناب سید احمد خان صاحب نے تفسیر نیشاپوری سے یون غلط نقل کی اور ترجمہ اوسکا بھی ویسا ہی غلط حاشیہ پر لکھدیا اور خبط ہوجانے مطلب کو کچھ لحاظ نکیا عبارت نیشاپوری مین ومن بعض ائمہ السریہ نہین ہے بلکہ اوسمین وعن بعض ائمۃ الزیدیہ ہے
۱۴	خوان پر یعنی میز پر	خوان کی معنی میز کے لینا غلط مین خوان بکسر خا معجمہ اور بھی ساتھ ضمہ کے معرب خوان کا جو معروف ہی ہی التصریح اوسکی کتب لغت مین مانند صراح اور منتہی الارب وغیرہا مین موجود ہے۔
۱۴	ترجمہ شاۃ مسموطہ کا بکری کا گوشت بھنا ہوا۔	شاۃ مسموطہ اوس بکری کو کہتے ہین کہ بعد ذبح کے ثابت چمڑی کے ساتھ پکائی گئی ہو اور بال اوسکے گرم پانی سے دور کیے گئے ہون جیسا کہ شارحین حدیث نے لکھا ہے اور بکری کے گوشت بھنے ہوے کو شاۃ مسموطہ نہین کہتے ہین اور بھنا ہوا گوشت کھانا آنحضرت سے ثابت ہے ۔

صفحہ رسالہ طعام اہل کتاب	اغلاط	کیفیت
۴۹	من جامع المشرکین۔ بجائے من جامع المشرکین۔	سید احمد خان صاحب نے سنن ابی داؤد سے حدیث سمرہ بن جندب میں من جامع المشرکین نقل کرکے حاشیہ پر ترجمہ اوسکا لکھا ہے جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے لنتے حال آنکہ سنن ابی داؤد میں بیان جامع المشرکین سے ہے۔
۶۰	ان سب آیات کی نسبت اور جو کہ انکی مثل مین ہم بیان کرتی ہین کہ ان آیات مین موالاۃ عموماً ممنوع شرعی نہین ہی بلکہ صرف وہی موالاۃ جو من حیث الدین ہو وہ البتہ ممنوع شرعی بلکہ کفر ہی اور موالاۃ من حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنی اختیار کیا ہے بہت اچھا ہے دوست رکھین اور صرف اوسی قسم کے موالات منع ہی نہ اور کسی قسم کے۔	یہ تحریر سید احمد خان صاحب کے صفحہ ۶۰ اور صفحہ ۶۱ مین مناقض اور مخالف ہی اونکی دوسری تحریر کی جسکو صفحہ ۶۱ مین لکھا ہی کہ اب غور کرنا چاہئے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین تھی منع ہوئے مگر جو کہ یہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یتولہم منکم فانہ منہم مین داخل نہین ہوئی سنتے کہ وہان مودت ممنوعہ کو حصر کیا مودت من حیث الدین مین اور اوسکے ماسوا کو لاباس کہا اور یہان اوسکے ماسوا کا بھی ممنوع اور غیر لاباس بہ ہونا مان لیا۔
۶۱	پس اگر اس قسم کی محبت کسی غیر کی ساتھ رکھی جاوے بیشک حرام اور بلکہ کفر ہے اور ماسوا اسکی جو اور قسم کی محبتین ہین وہ لاباس بہ ہین اور ممنوع شرعی نہین	
۶۷	جنگ بدر بالضرور بعد آیت قتال و سیف کی ہوئے تھے۔	واقعہ جنگ بدر سال دوم ہجری مین ہوا ہے اور نزول سورہ توبہ کا جسمین آیت قتال و سیف ہی سال نہم ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہے پس جنگ بدر کا ہونا بعد آیت قتال و سیف کی متصور ہی نہین ہے چہ جائیکہ بالضرور ہو۔
۷۲	اس حدیث کا یعنی حدیث ابوموسی اشعری کا کہین حدیث کی کتابون مین ٹھکانا نہین۔	یہ حدیث ابوموسی اشعری کی مسند امام احمد اور اور کتب حدیث مین موجود ہی پس ہجایا یہ لکھدینا کا س حدیث کا کہین حدیث کی کتابون مین ٹھکانا نہین کیسی غلطی فاش ہے۔

صفحہ کتاب	اغلاط	کیفیت
۷۳	اس حدیث کی یہی معنی ہیں کہ اشارات ناکامل منع تمام مراتب رنگ کی ہی تاکید سندی اور کوئی اسکا راوی ہے —	اس حدیث کو تو بیہقی نی شعب الایمان میں ایک اسکے مرفوعا روایت کیا ہے تا جا بایہ کہنا کہ اس حدیث کی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہی کیسی غلطی ہے —
۷۸	یہ آیت انصاری کی لیے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بھائی تھی قریش کے تھے —	یہ آیت انصاری کی لیے نہیں اتری تھی ایک انصار کی سے جو مسلمان سوگند اسلام کے یار تھی اونکا دینی بھائی ہونا تو ظاہر ہے کہ مدینہ کی یہودی تھی کیونکر ہو سکتا ہی اور حلیف کا ترجمہ دینی بھائی غلط ہے اور جسکے معنے ہم سوگند کے ہیں نصرت اور یاری میں —
۸۹	وقال الله المختار ان خلیوا اهل اموال و عبد اسوسنا وافرضوا بار هم لکم وفرض علینا اتباعهم	اس عبارت درمختار سے کہ لیے مصنف صاحب نے جزیت تعریف نقل کر کی استدلال کیا ہی کہ استعلیم کی اطاعت فرض ہی اور فرض علینا اتباعهم کا ترجمہ حاشیہ پر یوں کیا ہے اور فرض ہی ہمپر انکی اطاعت انتہی حالانکہ اتباع یہاں معنی اطاعت نہیں ہے بلکہ پیچھے جانیکی معنی میں ہی حاصل درمختار کی عبارت کا یہ ہے کہ کافر اگر حربی ملک سے قیدیہ آتی اور چاہا اور کہ اپنی ملک کیطرف لیجائیں تو ہمپر فرض ہی اونکے پیچھے جانا اونکے مال کے چھڑانے کے لیے —

قطعہ تاریخ حکیدہ قلم براعت رقم مولوی سید حسن احمد بلگرامی صابر تخلص

چون یافت این رسالہ ترتیب	از فضل جناب رب مطلق	بحث ست درآن منع خوردن	با منکران دین بہ حق
سبحان الله زہی رسالہ	مضمون ہمہ سر بسر محقق	محکم زدلائل و براہین	در بحث بالله موثق
مقبول قلوب عالمانست	در حسن قبول ہست رونق	بنشیند کہ این رسالہ خیر	نا دار خدا بود موفق
ایوانی بہ دل کرسی بماند	این ست بدین رسالہ حق	تحقیق ازان شدہ ست دلشاد	سنگ باغ بالکل ست از ان حق
	بہر تاریخ سال تالیف	صابر گفتا مظہر الحق	
		۱۲۸۵	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واضح ہو کہ ایک فتوی مولوی محمد فصیح صاحب
غازی پوری کا اس باب مین کہ اکل و شرب ساتھ نصاری بہائی کی جائز ہی دیکھنے مین آیا اور لکھتے ہین
فتوے مین مولویصاحب کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد دو بہائی
کہلاتے ہین یا ایک پیر کے دو مرید پیر بہائی کہلاتے ہین ویسا ہی دو شخص ایک نبی کا ماننے والے
اوسی معنی کر بہائی ہوئے تو اس معنی کر نصاری ہمارے عیسائی بہائی ہوئے راقم کہتا ہے کہ مولوی
محمد فصیح صاحب ہر دل عزیز ہین مولویصاحب کسیکی دل شکنی نہین فرماتے ہین جیسا کہ مصرع اپنے
فتوے مین لکھا ہے ع ہر سخنے موقعی و ہر نکتہ مقامے دارد۔ اسپر یون عمل فرماتے ہین کہ جہان
جیسا موقع ہوتا ہے ویسی ہی تقریر و تحریر فرما دیتے ہین چاہے خدا اور رسول کے حکم اوسکے مخالف ہووے
چنانچہ ایک مجلس مین بپاس خاطر ایک صاحب اعلی صاحب کے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ناراض تھے
وہان فتوی لکھدیا کہ معاویہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مت کہو بلکہ خاطی اور باغی سمجھو حالانکہ
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے مورد مین حضرت معاویہ بہی داخل ہین آپ بمقام بنارس ۱۶ جون ۱۸۹۸ء کو جناب
مولوی سید احمد صاحب جج عدالت خفیفہ بنارس کے یہان تشریف لیگئے اوس مجلس مین مولوی محمد
تحصیلدار مرزا پوری موجود تہے اور اکثر لوگ تہے وہان یہ موقع دیکہا کہ کہانا پینا نصاری و ہنود کے
ساتھ جائز کرنا مناسب ہے اور ایک پیر کے دو مرید جیسے ہوتے ہین بہائی بہائی ویسی نصاری و ہنود کو
سب مسلمان بہائی اپنا سمجھین اسکا فتوی لکھدینا مصلحت سمجھکر لکھدیا ہے کہ بجنسہ فتوی مذکور اول لکھا
جاتا ہے اوسکے بعد مختصر رد اوسکا لکھا گیا ہے تاکہ سب مسلمان سمجھ لین کہ قول مولوی محمد
فصیح صاحب کا خلاف قرآن و حدیث کے ہے ❊

جناب حضرت مولانا مولوی محمد فصیح صاحب دام مجدہم آپکے تشریف لیجانیکے بعد ایک اہل
مسلمان تشریف لائے اونسے ذکر ہوا کہ تہوڑی دیر ہوئی کہ جناب مولوی محمد فصیح صاحب یہان تشریف
رکہتے تہے اور در باب طعام اہل کتاب کے جناب ممدوح نے فرمایا کہ جائز ہے خود خدا نے فرمایا ہے کہ

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لهم ۔ اگر ہمارے عیسائی بھائی ایک جگہ بیٹھکر اپنی اپنی
رکابیوں میں یا پیالوں میں کھاویں اور کھانے میں محرمات شرعیہ میں سے کچھ نہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ۔ اور یہ بھی
جناب ممدوح نے فرمایا کہ جب حضور ہوئے کہ پادری آمنٹ صاحب بڑی کوٹ لوگوں نے ادب سے
کہا کہ آپ ہمارے عیسائی بھائی ہیں اور ہم تمہارے موسائی بھائی ہیں اگر تم ہمارے پیغمبر صاحب پر یقین
لاؤ تو ہمارے محمدی بھائی ہو جاؤ اور جب کھانیکا وقت ہوا تو جناب مولوی صاحب نے پادری صاحب سے
کہا کہ کھانا کھائیے پادری صاحب نے کہا کہ کیا تم کھانا کھلاؤگے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کھانا
کھلاوینگے تم ہمارے عیسائی بھائی ہو اور پادری صاحب نے کہا کہ آپ ہمارے یہاں آکر کھانا کھاؤگے
مولوی صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم تمہارے یہاں بھی کھاوینگے اگر محرمات شرعیہ نہوں فقط
دوست اسبات کا یقین نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ حضرت نے کبھی ایسا لکھا ہوگا غرضکہ وہ بکھیڑا ہو رہا
ہیں پس امید ہے کہ آپ اسی کاغذ کے نیچے لکھدیجئے کہ آپنے یہ الفاظ فرمائے ہیں یا نہیں اور اپنے
کہ اپنے دستخط خاص سے تصدیق یا تکذیب ان الفاظ کی لکھکر بوقت عنایت فرمائے علی العجالت
میں اور وہ دوست جانے والے ہیں والسلام ولا تکتموا الشہادة ۴ ربیع الثانیہ فاکسار [illegible] عفی عنہ [illegible]
[illegible] وقت شب ۔

جواب

رقیمہ کیا پوچھا احوال معلوم ہوا حقیقۃ الحال یہ ہے کہ اب وقت بڑا نازک ہے لوگ کم سمجھ بہت ہیں اور
سمجھدار کم ہیں ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد ۔ اور وہ تقریر جو آپنے لکھا ہے تحقیق
حقیر کی یہی ہے اور یہی اعتقاد ہے اور دوسرے لوگوں کا اور حال ہے اور معتقد حقیر کا یہ ہے
کہ کوئی حلال کو حرام نہ جانے اس واسطے کہ جیسا حرام کو حلال جاننے سے کفر لازم آتا ہے ویسا ہی حلال
کو حرام جاننے سے کفر لازم آتا ہے اور یہ معتقد حقیر کا نہیں ہے کہ لوگ بے تامل اور بیباکی سے
نصاری بھائی کے ساتھ اکل و شرب جاری کریں کہ اوس میں خطرات گوناگون لاحق حال ہیں اور
دین اسلام کا عجب دین پاکیزہ ہے کہ اوس میں کچھ نقصانات نہیں ہیں اللہ تعالیٰ سبحانہ اسلام سچا ایمان
نصیب کرے الغرض تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک استاد کے دو شاگرد بھائی کہلاتے
ہیں یا ایک پیر کے دو مرید پیر بھائی کہلاتے ہیں ویسا ہی دو شخص ایک نبی کے ماننے والے
اوس معنی کا بھائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ ہم محمدی کوئی حضرت عیسی کی رسالت کے منکر نہیں بلکہ
معترف ہیں تو اس معنی کر قوم نصاری ہمارے عیسائی بھائی ہوئے اور واقعی یہ ہے کہ اگر حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اقرار کرے تو محمدی بھائی جانئے والسلام والاکرام حررہ العبد
الضعیف محمد [illegible] حنفی عفی عنہ ۔

ردفتوی مذکورہ بالا مولوی محمد فصیح صاحب کا

راقم کہتا ہے کہ تحریر مولوی محمد فصیح صاحب کی دو مقصود سے خالی نہین پایہ کہ مسلمان خصوصا
اونکے معتقدین اور مرید اسطرسے یعنے یہود و نصاری ہو جاوین کہ عقیدت رکھین یہود و نصاری سے
جسطرحسے کہ ایک پیر کے دو مرید باہم عقیدت رکھتے ہین یا ایک استاد کے دو شاگرد اور یہود
و نصاری کے ساتھ بیٹھکر کھاوین ہان جیسے چوری سے جیسا موقع ہو جاوے کہانا ساتھ
کہالیا کرین یا مولوی صاحب کو اس فتوی لکھنے سے قوم یہود و نصاری کا خوش کرنا اپنی ذات
سے مقصود ہے تو راقم کے نزدیک مسلمان اس فتوے کو دیکھکر عقیدت اپنی اسطرحسے کہ جیسے
ایک پیر کے دو مرید باہم عقیدت رکھتے ہین اور کہاتے پیتے ہین کہینگے اور نہ قوم یہود و نصاری اس سے
خوش ہونگے کسلیے کہ اکثر یہود و نصاری تفسیر دان ہندوستان مین موجود ہین جنکے پاس تفسیر کشاف
راقم نے دیکھی ہے کہ اوسکو پڑہا کرتے ہین اور ملک یورپ و فرانس مین تو بہت ہین جنہون نے تفسیر کو ترجمہ کیا ہے

تفسیر مدارک مین یہ لکھا ہے

یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء
ای لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ۵

تفسیر کشاف مین یہ لکھا ہے

لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتواخونہم وتصافونہم وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ۵
پس مسلمانون کے لیے یہ حکم ہے کہ یہود و نصاری کو اولیاء دوست نکرو کہ بہائی بناؤ تم اونکو پس مواخات
یہود و نصاری یعنی بہائی بنانا یہود و نصاری کا اور اونکو بہائی کہنا قول مولوی محمد فصیح صاحب بالکل
جہوٹا ہوا ظاہر مواخات اوٹھ گیا باطل ہوا اور راقم کہتا ہے کہ موالات یعنی دوستی دو قسم کی ہے ایک
دوستی عقیدت و دیانت کی جسکو لگاو دینیات سے ہووے دوسری دوستی معاملات کی جسکو لگاو دنیا
کے کامون سے ہووے مولوی محمد فصیح صاحب اپنے فتوے مین لکہتے ہین کہ تحقیق حقیر کی یہ ہے کہ جیسے ایک
استاد کے دو شاگرد بہائی کہلاتے ہین یا ایک پیر کے دو مرید پیر بہائی کہلاتے ہین اور ظاہر ہے
کہ محمدی لوگ کوئی حضرت عیسی کی رسالت کے منکر نہین بلکہ مقر ہین تو اس معنی کر قوم نصاری ہمارے عیسائی بہائی
ہوئے تو یہان بہائی سے دینی بہائی مراد ہوئے تو قوم نصاری اور جب دینی بہائی ہوئے تو دوستی اونسے
عقیدت کے ساتھ ہوئی اور تفسیر زاہدی مین لکہا ہے ومن یتولہم منکم فانہ منہم کی تفسیر مین کہ ہرکہ
دوستی دارد با ایشان وی از ایشان است این وعید کسی است کہ دوستی دارد با اہل کتاب بحکم عقیدت
و دیانت اور تفسیر کشاف مین اس آیت کی تفسیر مین ومن یتولہم منکم فانہ منہم ای من جملتہم وحکمہ حکمہم
پس عمل کرنیوالے قول مولوی محمد فصیح صاحب پر کہ یہود و نصاری دونون کو بہائی بنانا جائز ہے اگر مسلمان اونکو
اپنا بہائی سمجھین منہم یعنی اونہین یہود و نصاری سے ہوئے اور ملا علی قاری نے مرقاۃ مین لکہا ہے

حدیث احمد و کے تحت مین کہ فرمایا آنحضرت نے لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروہم اطرا لکہا ہے آپ نے
حتی تمنعوا امثالہم من اہل المعصیۃ وان لم تنتہوا عن افعالہم فتمنعوا انتم عن مواصلتہم ومکالمتہم ومواکلتہم
ومجالستہم یعنی یہانتک کہ منع کرو تم اونکے امثال کو اہل معصیت مین سے برے کامون سے اور
اگر باز نرہین وہ ایسے کامونسے پس باز رہو تم اونسے ملنے اور کلام کرنے اور اونکے ساتھ کہانے
اور اونکے ساتھ بیٹھنے سے اور صحیحین مین آیا ہے اہل کتاب کے برتنون کے باب مین کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فان وجدتم غیرہا فلا تاکلوا فیہا وان لم تجدوا فاغسلوہا و
کلوا فیہا پس اگر پاؤ تم اور برتن تو نہ کہاؤ تم اہل کتاب کے برتنون مین اور اگر نہ پاؤ تم اور برتن تو
دہوؤ تم اون برتنون کو اور کہاؤ اون مین معہذا جبکہ کہانا کہانا ساتھ یہود و نصارے کے ساتھ اس
ملک مین شعار ہے اوس قوم کا جو اونکا دین اختیار کرین تو اس ملک مین اونکے ساتھ کہانے
مین تشبہ ہے ساتھ مدعی لینے والون دین اسلام کے اور تشبہ اونکے ساتھ شعار مین حرام موجب
دخول وعید من تشبہ بقوم فہو منہم مین ہے بلکہ تشبہ بعض شعار مین باعتبار ظاہر شریعت کے
کفر ہے جیساکہ شرح مواقف وغیرہ کتب کلامیہ مین تصریح اسکی موجود ہے اور حضرت عیسے
و حضرت موسے کے ماننے سے باوجود انکار رسالت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے اور تثلیث
و کفر کے ساتھ آپکی اخوت یعنی بہائی ہونا اہل کتاب کا ساتھ اہل اسلام کے ہرگز نہین ہو سکتا ہے
اور استدلال مولوی محمد فصیح کا اس آیت سے۔ وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم
حل لہم۔ یہ ہے کہ اگر ہمارے عیسائی بہائی ایک جگہ بیٹہکر اپنی اپنی رکابون مین یا پیالون مین
کہاوین تو جائز ہے اور فرمایا ہے مولوی محمد فصیح صاحب نے کہ منعقد حقیر کا یہ ہے کہ کوئی حلال
کو حرام سمجہے اسواسطے کہ جیسا حرام کو حلال جاننے سے کفر لازم آتا ہے ویسا ہی حلال کو حرام
جاننے سے کفر لازم آتا ہے الخ اس سے صاف ثابت ہوگیا عقیدہ مولوی محمد فصیح صاحب
کا کہ جو شخص یہود و نصاری کے ساتھ بیٹہکر کہانا کہانا حلال نہ سمجہیگا او سپر کفر لازم آویگا لا حول و
لا قوۃ الا باللہ مولوی صاحب نے دوسری آیت قرآن کو ملاحظہ نہین فرمایا کہ فلا تقعد بعد الذکرے
مع القوم الظالمین یعنی مت بیٹہہ تو بعد ہو چکنے نصیحت کے ساتھ قوم ظالمون کے جبکہ
بیٹہنا ساتہ اونکا منع ہے تو بیٹہکے کہانا پینا ساتہ کیونکر ہو معنی وارد اور طعام کی لفظ سے آیت مین مراد ذبائح
اہل کتاب ہون خواہ مطلق طعام تو حلال ہونا طعام اہل کتاب کا اور بات ہے اور کہانا پینا ساتہ بیٹہکر
اور مخالطت رکہنا ساتہ اہل کتاب کے اور بات ہے اپنے ساتہ عقیدت میں بہائی ہونے یہود و نصاری کے
جیساکہ مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا ہے تو۔ ومن یتولہم منکم فانہ منہم کے مورد مین حضرت مولوی محمد
فصیح صاحب داخل ہونگے جسکی تفسیر کشاف وغیرہ مین یہ دیہے کہ فانہ من جملتہم وحکمہ حکمہم اور ایک پیر کے ہم

بعون صانع مکین و مکان و فضل خالق زمین و زمان



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں مطبوع جہان ہوا

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُصَلِّيْ عَلٰى أَشْرَفِ لِدَا آدَمَ مِمَّنْ تَمَثَّلَ الشَّيْطَانُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ الَّذِيْنَ يَفِرُّ الشَّيْطَانُ مِنْ ظِلَالِهِمْ فَجَعَلُوْهُ كَالْمُتَمَلِّمِ

أما بعد خاکسار ذرہ بی مقدار علی بخش عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ ان زمانا جناب سی ایس آئی سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب الاخلاق مین خلاف قرآن وحدیث وجمہور اہل اسلام کے ایک تقریر جدید لکہی ہے جسمین وجود حقیقی ابلیس سے اور اکثر مضامین آیات بینات سے انکار کیا ہو اوس تحریر کا نام سرگذشت آدم رکہا ہے گویا زبان آدم خیالی سے تفسیر آیات قرآنی کے بیان کی گئی ہے اور حتی المقدور بہت فکر کی ہے جس سے معنی مجازی تمام آیات کے قرار پا سکین اور بعد شہرت اوس تحریر کے مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر نے یہ لکہا کہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہین ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کا انکار کرنا بڑی غلطی اور نادانی ہے میرے نزدیک اون لوگون کی دلیلین جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر ہین ناقص ہین اور مین اوس

مخالف ہوں اور اونکی سمجھ اور فہم کی غلطی پر افسوس کرتا ہوں اسلئے قولہ اور محمول کرنا اوسکو
امور باطنی پر اور صرف کرنا اون لفظوں کا اوسکے ظواہر سے اور بیان کرنا اوسکی حقیقت وحقائق
بھی صراحتاً غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ شعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی ہی
تاویل نصوص صریحہ کی کیجاوے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اوٹھ جاوے اور عقائد
اسلامیہ یونانی حکیموں کے سے بنجاویں اور شریعت محمدیہ عیسائیوں کی سی شریعت ہوجاوے
کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نرہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اوسکی لیجاوے
حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصراً بس اس تحریر کو دیکھکر جناب
سی ایس آئی صاحب بہادر نے پہر اصرار اپنے ہی خیالات پر کرکے تقریر کو بڑہا دیا اور اپنے
دوست کو کشان کشان پہر اپنی طرف لولایا۔ غنیمت نسمجہے کہ مولوی سید مہدی علیخان صاحب
نے حضرت کو الزام کفر سے بچایا گو بدعتی اور نادان ٹہرایا اور اونکے عقیدے کو مخالف
شرع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بتایا مگر چہ از دوست میرسد نیکوست۔ اب میرا ارادہ
ہے کہ بخوبی ثابت کردوں کہ تفسیر بازی جناب سی ایس آئی بہادر کی محض غلط ہے اور
خیالات اونکے باطل ہیں لہذا پہلے خلاصہ تقریر جناب موصوف کا لکہتا ہوں وہی نیچری
آدم خیالی سے جناب سید احمد خانصاحب نے سوال کیا۔ کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے
جواب ملا کہ یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں مگر میرا نام آدم ہے بس پہر کیا گذری جو
میں نے اپنے تئیں اسی دنیا میں پایا مگر یہ نجانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا میں نے اور بہی
بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے میں سمجہا کہ جس طرح یہ بنے ہونگے
اوسی طرح میں بہی بنا ہونگا مگر دل گہبراتا تہا ایک دن میں نے اپنے پہلو کے پاس ایک اپنی ہی
صورت کی چیز دیکہی ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکہکر خوش ہونے لگے میں نے پوچہا تو
تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بہائی یہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں جو
تم ہو وہی میں ہوں مگر میرا نام حوا ہے میں بہت خوش ہوا اور تالیاں بجا کر خوب اچہلا کودا
اور اوپر کو دیکہکر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گیت گاتے
اور نہایت ذوق شوق میں یوں چلایا آؤ اری آؤ اری آؤ اری وہ جو ہے اری

وہ جو ہونا تہا وہ ہو چکا اری وہ جو ہوگا اری وہ جو تو نے میرے شکلے اوس نے اپنا
خدا نے میرا شکر لیا اب تم اوسی برکت کی پہل پہول ہو سن دادی جان یہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اوکر
بہی پہلے کی پوچہتے ہین سچ میری پیاری وہ تو بہا دسے بہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے
مین بہی زمین سے پیدا ہوا رفتہ رفتہ مجکو یہ صورت ملی ہے جب زمین سے نکلا تہا تو بال سے
بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا بہنگا تہا اور اوسی مین حسن و جمال عقل و کمال سب
چہپا تہا جیسے بیج مین درخت کہ تمام پہل پہول ٹہنی پتی چہپی ہوتی ہین یہ اوسکی قدرت ہے کہ اپنی قدرت
کمال سے ایسا ضعیف و ناچیز فرشتون پر فوق لیجاتا ہے اور اپنے آپ ہی سے اپنے صانع کو
پہچانتا ہے — تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسی مین تہین اور سب اوسکی فرمانبردار
حاضر تہین جس کام پر وہ مامور تہین اوسکو کرتی تہین اور اپنے کام مین ذرا سی بہی خطا نہین
کرتی تہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی
بلکہ طرح طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ و عداوت و خون ریزی و چوری
و زناکاری کے نشا مین تحریک دیتی تہی مین نے پہچان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسی پر فتح
پانا میرا اصلی کام ہے مگر وہ بہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑونگی وہ قوت اگرچہ دشمن
تہی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک اور چیز ہم مین نہوتی جو کمال و وبال انسانی کی باعث ہے اسی
سبب سے وہ قوت کبہی دشمن اور کبہی دوست سمجہہ مین آتی تہی مگر میری اطاعت مین کبہی نہ تہی قدرت نے
مجکو ایک جگہہ ڈال دیا جہان نہ مجکو بہوک تہی نہ پیاس نہ دہوپ کی گرمی لگتی تہی نہ کپڑا پہننے کی
حاجت ہوتی تہی — تمام قوتین جو مجہہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین لیکن ایک قوت مجہہ مین
تہی مگر میرے کام مین نہ تہی نہ مین اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور مین تمیز کو پہونچا
تو اوسی دشمن قوت نے مجکو بتایا کہ اس سے بہی کام لے کیونکہ وہ جانتی تہی کہ جب مین اوس سے
کام لونگا تب ہی مصیبت مین پہنسونگا مگر اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بہی سبب تہا اسلیے
اوس دشمن قوت نے بہکایا کہ اگر اوس سے کام لیگا تو فرشتہ ہو جائیگا اور کبہی فنا نہوگا مین اوسکو
کام مین لایا اور اوسی وقت میرے عیب مجہہ پر کہل گئے مین نے جانا کہ مین تو نہایت ناچیز
ہستی ہون بیشک مجہہ مین فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہے مگر اوسکے ساتہ برائی

دشمن بہی لگا ہوا ہے اوسی سے بچنا نہایت مشکل ہے مین اپنے عیبون کے چہپانے کی فکر مین
پڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا جبتک
زمین پر رہنا ہے نیک بد سمجہہ اور اپنا کام کر ــ پہر مین سمجہا کہ خدا کی نشانیان اور ہدایتین ہمارے
ساتہ ہین اونہین کو سمجہو اور ہدایت پر چلو مگر یہ سمجہہ مین نہ آتا تہا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد
غور کے سمجہا کہ جو خیر مجہہ مین پڑہی ہوگئی ہے اوسی کا سیدہا کرنا اوسکا علاج ہے تب مین نے
خدا سے کہا ربنا ظلمنا انفسنا الآیۃ ــ پہر تو خدا نے مجکو اپنا نائب کر دیا اور غرض یہ تو نقل ہی مجازی رہی
ــ اور تمہارے اور تمام دنیا کے سمجہہ مین آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسے اور محمد نے
بہت اچہی تمثیل سے بتایا ہے ــ اونہون ملکی قوی کا نام فرشتہ رکہا ہے اور اوس دشمن دوست نما
قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجہہ مین تہی پر میرے کام مین نہ تہی درخت اور اوس وقت
یا حالت کا نام جب مین اوسکو کام مین لانیکے لایق ہوا اوس درخت کا مزہ چکہنا رکہا ہے
چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم و حوا کا نکالا جانا بیان کرکے فرمایا ہے کہ پہر خدا نے
آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا ــ فرشتون نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو
اوسمین فساد کرے اور خون بہاوے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجکو یاد کرتے ہین خدا نے کہا
کہ ہان مین سب کچہ جانتا ہون جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے ــ پہر خدا نے آدم کو سب چیزون کے
نام بتائے اور فرشتے نہ بتا سکے آدم نے سب بتا دیے بس آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے
آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پہر انکو اس صورت پر جواب ہی بتایا آج بیٹا تمنے قرآن پڑہا ہے
اوسمین تو صاف لکہا ہے کہ لقد خلقناکم ثم صورناکم ــ اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ مین نہایت باریک بہنگے
کے مانند پیدا ہوتا ہے پہر اوسکی صورت بنتی ہے بس جب قوی ہم مین موجود تہے اونہین مین سے
خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیزین تہین آج انسان
عجیب مختلف قوتون سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونیکے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی
ہے مگر تمہاری سمجہہ مین نہ آیا ــ جب اس زمانہ مین ہی تم اوسکو نہ سمجہہ سکے تو موسیٰ کے اور
اوس سے پہلے کے زمانہ مین کون سمجہہ سکتا تہا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی لفظون مین
بیان کیا کہ سینا کے جنگل مین پہرنے والون اور عرب کے ریگستان کے رہنے والون سے

لیکن صفرا اور بلغم اطبا نے اون چیزون تک سے لول سمجھ لیجئے۔ مرکب چیز جب متعدد چیزون
ملتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہو جاتا ہے مثلاً بہت سی گرم و سرد و خشک و تر دوائون
ملکر ایک معجون بناؤ تو ایک دوا کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہین رہتا ہے۔ مگر انسان
ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی اسمین ملی ہوئی ہین جیسے دودہ مین پانی
اوسپر بھی سب اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہی ہین پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے
تمام نبیون نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تھے اسی طرح
اونکو بیان کیا گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزین ہین۔ دادا جان
یہ بات تو ہماری سمجھ مین بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقدہ حل ہوگیا کہ بعض
روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے
بھی یہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اوسمین رکہی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ اون ملکی قوی کے
سجدہ کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے ج بیٹا یہ تو بہت اچہا
بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتین جس جس مطلب کے لیے تمہارے مین پیدا
ہوتی ہین سب تمہارے تابع ہین جسوقت تم کسی ایسے قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو جو نیکی
کی مخرج ہے فی الفور تحریک مین آتی ہے اور تم سے نیکی ظہور مین آتی ہے اور صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو اون چیزون کے منشا ہین تمکو سجدہ کر رہی ہین یعنے تمہاری مطیع
و فرمانبردار ہین برخلاف اسکے اوس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مخرج ہے تم اون افعا
کو جو اوس سے پیدا ہوتے ہین برا جانتے ہو اور اونکے نکرنیکا ارادہ بھی کرتے ہو اور صبر کرتے ہو بھی جاری
او وہ قوت سرکش کیسی نافرمانبردار ہے س قال فبما اغویتنی الایہ سے کیا مراد ہے کیا خدا شیطان
کا شیطان تھا ج اسمین اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی
کی قوۃ خود خدا نے اوسمین رکھی ہے اور اوسکا بہکانا بھی انسان مین خدا نے ایسے قوی بھی رکھے ہین
جو اوسکو مطیع کر سکتے ہین اور یہی حکم دیتا ہے کہ آدم کو سجدہ کر پھر یون کہا کہ اوسنے سرکشی کی اور
خدا کا حکم نمانا یعنے وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہو ہی نہین سکتی اور یہی نافرمان
بھی اشکل تمہارے جائز الخطا ہون جسقدر مجکو وحی آتی ہے اوسمین غلطی نہین ہوتی ہے۔

باتین ہین سنے وحی سے نہین کی ہین بلکہ خود اپنے مین اور تم مین دیکھ لی ہین پس شیطان کو آگ
سے پیدا کرنیکے کیا معنی ہین ج تمام قوی جو ہم مین ہین وہ سرکش قوت بہی داخل تہی فرشتون کا اطلاق
کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اوس سے مراد فرشتون سے علٰحدہ ہے اور مردود ٹہرنا
ہے اور تمہارے قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہین
اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے پس وہ سب سے اوپر ہے باقی قوتین اوس سے
نیچے ہین یہی معنی ہین خلقتنی من نار وخلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے
چولہے کی آگ سے شیطان نہین بنا ہے پس جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا تہا
وہ کیا قوت تہی اور اوسکا کہانا یا استعمال مین لانا کیا حالت تہی ج بڑیا وہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ
علم کے لیے عقل کا ہونا ہی لازم ہے اور جب انسان اوس حد کو پہونچتا ہے کہ اوس قوت کو استعمال
مین لانیکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیا کی زبان مین شجرہ ممنوعہ کا کہانا ہے اور زبان شرع مین
مکلف ہونا اور زبان حکما مین بالغ ہونا ہے پس واداجان یہان نہ بڑی مشکل پیش آتی اسلیے
کہ انسان کا چہوٹے پن سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہونچنا ایک ضروری اور لازمی
بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ مخواہ اوس حالت تک پہونچتا ہے پہر خدا کا اوس درخت کے
کہانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اوسکے کہا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کرکے گنہگار ہونیکا کیا مطلب
ہے ج جو تم نے کہا سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ جبر اور قدر کا نہایت خوبی
اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہے بعضے لوگ کہتے ہین کہ انسان بالکل مجبور ہے اوسکو وہی
باتین کرنی پڑتی ہین جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہین اور بعضے خیال کرتے ہین کہ وہ خود مختار
ہے اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے کہتے ہین کہ نہ مجبور ہی نہ مختار
ہے بین الجبر والاختیار ہے جیسے ایک مچھلی والے نے ایک بادشاہ کو مچھلی نذر کرتے وقت اس
خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا نہ مانگے کہا تہا کہ یہ مچھلی مخنث ہے اس مقام پر خدا تعالی کو یہ بات
بتلانی تہی کہ جو قوی انسان کو دی گئی ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اونکو خود کام مین
لاسکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کہا لینے سے انسان کا اون قوی پر
جو اوسکو دیے گئے ہین قادر ہونا اور اونکو استعمال کی خود قدرت رکہنا بتایا گیا ہے اور چونکہ در

حالت تک پہونچنا اور عقل وتمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونیکا سبب ہے اسلیے خدا نے فرمادیا کہ
اوس حالت پر پہونچنے کے بعد آدم گنہ گار ہوا — السّعِیدُ مَن سَعِدَ فِی بَطنِ اُمِّهِ والشَّقِی مَن شَقِیَ فِی
بَطنِ اُمِّهِ نہایت صحیح اور سچا قول ہے جوکچہ اسوقت تم انسان کی حالت دیکہتے ہو اچہی یا بری نیک
نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقون کا حسن عاشقون کا عشق
کی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر یہ سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے لیکر نکلے ہین پس
نبی کو نبوت اور زاہدون کو زہد اور فاسقون کو فسق اور کافرونکو کفر لازمی اور ضروری ہے نہ
کہ بے ہوتے رہ ہی نہین سکتا جو شخص جوکچہ اپنی مان کے پیٹ سے لایا ہے وہ اوسی کو گاتا ہے
انبیا یون فرماتے ہین انا نبی وآدم بین الماء والطین سُعَدا یون کہتے ہین انا سعیدٌ
وآدم بین الماء والطین اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقیٌ وآدم بین الماء والطین اور ہمارا
یہ قول ہے کہ انا احمد وآدم بین الماء والطین — مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے اور نہ فاسق
کی درکات اوسکے فسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالیٰ نے اوسمین
رکہے ہین اور جسقدر رکہے ہین اون سبکو بقدر اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوائے
بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قوائے ملکیہ کمزور تو ان کمزور قوی کو بیکار نہ چہوڑ دے اونکو بہی کام مین لاتا رہے کہ
یہی اون گناہون کا علاج ہے جسکو توبہ اور کفارہ کہتے ہین بس دادا جان خدا کا شکر ہے
کہ ہم بہی ان حقایق ومعارف کا بیان آپ کی زبان سے سنا اپنے مان کے پیٹ سے لیکر
نکلے تہے مگر یہ تو فرمائیے کہ آدم کا زمین پر نایب کرنا اور فرشتونکا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیزونکے
نام سکہانا کیا معنی — سچ بیٹا زمین موجود ہے انسان موجود ہے دیکہو کہ خدا کی نیابت کسکو
ہے کیسے فرشتے کیسی تکرار یہ تو خطابیات کی قسم سے بیان ہے قوی جسقدر کہ ہین ہمیشہ وہی
کام کرتے ہین جسکے لیے وہ مخلوق ہین لَا یَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُوْنَ
مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہے کہ وہ نیکی بہی کرسکتا ہے اور بدی بہی پس خدا نے اس مقام پر
انسان کی حقیقت بیان کردی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہون کے کرنے پر قادر ہے مگر اوسی کو
نائب کرنے کی وجہ کو بہی بتایا کہ وہ قابل تعلیم ہے اور اوسکی غلطیان اصلاح کے قابل ہین اور
ایسے اعلیٰ درجہ تک ترقی کرسکتا ہے جہان فرشتون کا بہی مقدور نہین کیونکہ اون مین جو بات ہے

اوس سے زیادہ ترقی کی توقع نہین ہے قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا تمام خدا نے آدم کو تمام
چیزون کے نام اس طرح نہین سکہاتے تہے جس طرح انا بچے کو سکہاتی ہے بلکہ تمام چیزونکا
سکہانا وہ ملکہ علم انسان مین ودیعت کرنا ہے اور اسی سے مراد ہے و علم آدم الاسماء کلہا
مگر خدا نے انسان کو حقیقت اشیاء کچہہ نہین بتاتی صرف اسماء بتاتی ہین نہ حقائق اسیواسطے
لفظ اسماء کا فرمایا ہے۔ اور خدا نے جو قصہ آدم کا بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی
کا بیان ہے جسکو اس زمانہ کے حکما نیچر کہتے ہین خود انسان کی فطرت زبان حال سے بیان
کیا ہے پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہے کہ انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے
اوسکو دئیے ہین کام مین لاتا رہے اوس طرح جسطرح کام مین لانا صانع کی مرضی ہے اور اوس
مرضی کو انسان پر ظاہر ہونیکا خدا تعالی نے ان لفظون سے وعدہ کیا ہے اھبطوا منہا جمیعا
فاما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون والذین کفروا
وکذبوا بآیاتنا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون انتہی محصلا و مختصرا مضمون خط
مصنف بنام سید مہدی علی صاحب۔ میرے پیارے مہدی۔ ابخیال
کرو کہ قرآن شریف مین شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت و ماہیت کچہہ بیان نہین
ہوئی۔ البتہ ہم اوسکے کچہہ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہین بڑی صفت
اوسکی جو منزلہ ذاتیات کے ہے اور اوس سے گویا اوسکی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے
وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغوی آدم ہی نہین تہا بلکہ وہ تا قیامت مغوی للانسان علی المعصیۃ ہے
کما قال اللہ تبارک و تعالی قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین اور یہ کہ وہ ہمارے بدن مین
ہمارے خون کے ساتہ پہرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان
یجری من الانسان مجری الدم اور یہ کہ وہ ہم مین اور ہماری نماز مین رخواہ نماز کا وجود
موجود فی الخارج سمجہو یا نہ سمجہو) حائل ہوتا ہے کما روی عنہ صلعم الشیطان حال بینی
وبین صلوتی پس یہی اوصاف حمیدہ ان بزرگ ذات کے ہین جو ہمکو شارع نے بتائے
ہین اور اسواسطے مرادلینے وجود مستقل کی ثبوت قطعی اور واقعی ہی چاہیے کیونکہ صرف نام سے
وجود خارجی ثابت نہو سکیگا۔ اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے مقدس

تبدلے مین ہم اپنے مین اثر دیا تے ہین مگر کسی وجود خارجی کو محسوس نہین پاتے بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجھکر
اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتے ہین اور زور سے طمانچہ مارتے ہین مگر جب آنکہ کہلتی ہے تو اپنی ہی
سفید ڈاڑہی اپنے ہاتہ مین اور اپنا ہی گال لال دیکہتے ہین ۔ کتاب وسنت سے وجود
خارجی کا ثبوت نہین ہوتا ہے انتہی مختصراً خدانمائی مصنفہ جناب مولوی مہدی علی صاحب
میرے پیارے مدی سعین ہمیشہ آپکو کہا کرتا ہون کہ جو خراب اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے
دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے آپ بہی ایمن نہین اب سمجھے ہین کہ نبی آخر الزمان
صلعم کو امی رکہنے مین کیا حکمت تہی یہی حکمت تہی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا
جاری رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچھ باہر نکلے خالص نکلے
پس آپ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکہنے پر متوجہ رہا کرین اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا
ہے کہ العلم حجاب الاکبر اوسکے پیرو ہرگز نہو وین ۔ مجہے یقین ہے کہ آپکا دل یہ بات
کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج من الانسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید
نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت مین کوئی وجود خارجی سوی الانسان
موجود نہین ہے جو لوگ وجود خارجی کا دعوے کرتے ہین اوسکا اثبات اونکے ذمہ ہے
منکر کی دلیل کو ناقص کہدینا کافی نہین ہے ۔ اور پہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ
قال کا بہ نسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آیا ہے کوئی نہین کہسکتا کہ تینون جگہہ
لفظ قال اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے کیونکہ خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب ہے حروف
والفاظ سے کوئی یقین نہین کرسکتا اور خاص اقوال فرشتگان وشیطان کے بہی اس قسم کے
نہونگے ۔ پس بمجرد ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچہ آدم وشیطان وفرشتون کی نسبت بیان
ہوا ہے وہ قصہ وحکایت نرہیگا بلکہ صرف حال رہ جائیگا وما ہو الا الامانی پہر لفظ شجر کا بہی
کیا حقیقت مین وہ للو مالی اور کلو کسان کا بویا ہوا تہا جب حقیقی معنی مراد نہین ہین تو وہ ایک
تمثیل رہ جائیگی وما ہو الا الامانی کیا سچ سچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما
سوآتہما سے حضرت آدم کی دو چیز گول گول اور لمبی لمبی دکہائی دینے لگی یا حضرت حوا کی

نیز مگا دت گستفا رنج و غم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی آخر الزمان ہو مفسرون اور ترجمہ نویسونکی ایسی بلادت کی پیروی کیا کرے — کیا لفظ سوءۃ کے اور معنی عرب کے زبان مین نہین فی القاموس السوءۃ الفرج والفاحشۃ والخلۃ القبیحۃ زوال حرمتہ فی التفسیر الکبیر بدو السوءۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ وزوال الجاہ والمعنی ان غرضہ من القاء تلک الوسوسۃ الی آدم ہو ذہاب منصبہ الخ اور کیا یہ لفظ ورمعنون مین مستعمل نہین ہوتا ہے اسی سورہ مین آیا ہے — یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما (ای لباس التقوی بدلیل قولہ تعالی ولباس التقوی ذلک خیر) لیریہما سوآتہما (ای الخلۃ القبیحۃ التی کانت مستورۃ فیہما) انہ یراکم ہو وقبیلہ من حیث لا ترونہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون ان سب آیتون مین تشبیہ و استعارہ ہے معنے حقیقی مراد نہین ہین جیسا کہ اور علماء نے تسلیم کیا ہے وما ہو الا ما فہمنی ربی بھائی مہدی انصاف کرو کہ اگر قران کے پڑھنے سے لیئے جاوین کہ جب آدم و حوّا نے گیہون کے درخت کا پہل کہایا تو انکو اعضاء مخصوصہ دکہائی دینے لگے تو یہ مجبوری کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ حضرت عالم بالاسماء کو بہکر بولنے ہی نہین آتے چہ جائی خدای — کجا گیہون کا کہانا اور کجا اعضاء مخصوصہ کا دکہائی دینا اور کیا تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا مین اور فرشتون مین ایسی تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجہا جاتا ہے پہر اگر وہی معنی ہون تو خدا مین اور فرشتون مین خدای اور بندگی کا ہیکو تیمارون کے تو تو مین مین ہوتی اگر یہ سچ ہو تو ہمکو اپنے نوکرون کی شکایت نہین رہیگی کیونکہ خدا کے نوکر ہمارے نوکرون سے زیادہ بڑہے ہین اور جب زیادہ حقیقت جنت و آدم و اکل درخت و سجدہ ملائکہ وغیرہ کے بیان نہین کیے گئے تو ہیر آیات کو نصوص کہنا نہ چاہیے یہ سب مضامین نیچر مین روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جسطرح شیطان کا وجود خارجی کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی سینگ مثل شیطان کی دم کی لگا کے لاحول پڑہی اوسیطرح ایک دانا نیچرلسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجہے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے جو تمثیلی زبان مین بیان ہوا ہے دونون کو قرآن سے وہی نتیجہ روحانی برابر ملیگا اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے علماء سابقین نے فیصلہ یہ اصرار ظاہر نہین کیے ہین

الثاسف
السوأۃ فرج الرجل والمرأۃ وذالک لان

اب وہ زمانہ نہین رہا۔ حقایق اشیا روز بروز معلوم ہوتے جاتے ہین لا ادری لعدیا کافی نہین
ہے اب کسی زمت سے وقت تیر اخطا آپکو عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت لکھو نگا
انتہی مختصراً ومحصلاً اقول وباللہ التوفیق جناب لوتھر ثانی نیچرل اسٹ لاثانی نے جو
یہ تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم وخیال سے ایجاد کی جسکی سند نہ کسی حدیث سے ملتی
ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل لسان
وکتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہین کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے
حالانکہ جسقدر قویٰ ہین سب بنا دم نفس انسان ہین نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے نہ محض
وسوسہ وعداوت روح کسی قوت کا کام ہے۔ جب تک جدا ایک قوت مخترعہ کا ثابت نہو
سرے سے تمام خیالات باطل ٹہر جائینگے۔ اگر یہ معنی منسلکہ شہ جدید ہین تو کوئی سند پیش کیجیے
مگر ہان ایجاد حضور کا کچھ علاج نہین قیاس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات
قرانی واحادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ وسباق وسیاق وتبادر اذہان وطریقہ نظم کلام ہمارے
موافق ہے تو ہمے یہ کہنا کہ وجود خارجی ابلیس کا ثبوت پیش کرو عجب فی البتہ کیک غیر ہم بھی تھکو
مان لینگے اور آپکی ہر شبہات کا جواب کتاب وسنت سے دینگے مگر یہ بھی خیال رہے کہ آپ صرف
مانع نہین ہین بلکہ اسقدر دعوی ہے خود ہی مدعی ہین کہ ملائکہ سے مراد قوائی انسانی ہین اور ابلیس
نام ہے ایک قوت کا جو روح سے معادات رکھتی ہے اور جسکا صرف اغوائی انسان ہی کام ہے
اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے
انکار سجدہ کا وغیر ذالک من الاوہام۔ اور ہم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالرای اور
انکار نصوص کا بیان کرتے ہین تو اپنے دعوے پر آپکو بھی کوئی برہان پیش کرنے چاہیے ورنہ محض
تحکم ومکابرہ بیفائدہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ کہان سے نکالا ہے کہ جس چیز کو
آپ حواس بدنی سے معلوم نہ کر سکین وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ
اور جن کا وجود خارجی انکار کے لایق نہین ہے وہ کب آپکو محسوس ہوتے ہین۔ اور تبیین الکلام
کے صفحہ ۱۰۱ مین سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (قال القاضی ان
سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قایم کرکے مطابقت توریت سے کی ہے

بلکہ دو نہرین چہوٹی دو بڑی اوسکی جڑ مین سے جاری ہوئی ہی تسلیم کی ہین اگر وہ آپ کی سند مطابق
دعوے کے نہوتی تو کسواسطے پیش کیجاتی اور اپنی رای اوسکے خلاف لکہنی منظور ہوتی تو مطابقت
توریت مین کوئی اور آیت یا حدیث لکہی جاتی ہان اسقدر تصرف کیا ہے کہ اپنی طرف سے شجر مذکور
کی یون لکہی ہے (ای شجر علم الخیر والشر) ہر چند یہ معنی مجرد دعوی کے طور پر ہین اور اوسپر کوئی دلیل
نہین لکہی مگر اتنا خیال کر لینا واجب تہا کہ پہر اوسکی جڑ مین سے فرات اور نیل وغیرہ کہان سی آئینگے
او مضمون حدیث معراج سے کیونکر تطابق ہوگا جسمین اوسکے پہل اور پتے بہی موجود ہین لامحالہ تاویل
علیل سے کچہ کام نہین نکلے گا او وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرمایئے کہ بخاری کی حدیث المعراج
کو کیا سمجہ کر حجت ٹہرایا تہا جسکے الفاظ نقل کیے ہین ورفعت الی سدرۃ المنتہیٰ فی اصلہا
اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران فسئلت جبرئیل فقال اما الباطنان
ففی الجنۃ واما الظاہران فالفرات والنیل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے یون لکہا ہے
رسول خدا نے فرمایا کہ مجکو سدرۃ المنتہیٰ کیطرف لیا گیا اوسکی جڑ ملین (یعنی جہان
وہ ہے) یہ لفظ لیئے جہان وہ ہے باقرار جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو
افلاک پر ٹہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے اوسکی اصل زمین پر تہا و لین) چار نہرین
ہین دو نہرین چہوٹی ہین اور دو نہرین بڑی ہین پہر پوچہا مین نے جبرئیل سے
پہر کہا اونہون نے کہ چہوٹی نہرین باطنین ہین اور بڑی نہرین ہین فرات اور
نیل بلفظہ اس مقام پر مین یہ عرض کرتا ہون کہ باطنان وظاہران کا ترجمہ چہوٹی اور بڑی
اور جنت کا ترجمہ مطلق باغ حضرت نے اسواسطے کیا ہے کہ توریت کی اس عبارت سے مطابقت
ہوجاوے اور اوگایا خدای معبود نے زمین سے ہر درخت اچہا دیکہنے مین اور ستہرا
کہانے مین اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان بہلائی اور
برائی کا اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہین سے اکیلی ہوئی
اور ہین چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن وظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور معراج کا قصہ اور جبرئیل سے
پوچہنا جو معنے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بہی چشم پوشی کی ہے مگر یہان متعلق باغ فنی کے
ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہین جنکو جو اس

ز قبیل دو بی
بمنزل دار الثواب
نماز تقسیم کرین
القول الثالث
یہ قول جمہور معنا
ان ہذہ الشجرۃ
دار الثواب الخ
۱۲ منہ

بشری سے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے جناب عالی ثابت نہیں کرسکتے ہیں لامحالہ جو کچھ
جواب اسکا مجکو عنایت ہوگا وہی بحث ابلیس مین کافی ہوگا فتدبروا ولا تکن من الغافلین
علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہین کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے حس البصر شرط ہے بلکہ
جائز ہے کہ اگر مخبر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہوجاوے کہ
شیطان وجود خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے
کہ خالق مطلق نے کل اشیاء مخلوق کا علم ہمکو دیا ہے اور سب چیزے اس قابل کردی ہے کہ ہم اوسکو
اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہین بلکہ ہمارا یہ قول ہے وَلَا یُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ
وَمَا اُوتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ جب صاف وصریح وجود ابلیس کا قران شریف و احادیث
مین ارشاد ہوگیا ہے اور اوسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہمکو اغوا کرسکتا ہے ہم اغوا کی
حالت کو اپنے مین دیکھتے ہین تو کیا ضرور ہے کہ تحریف معنوی آیات و احادیث پر کمر باندہین
اور ایسے فلسفی شک شبہین کہ جو چیز نظر نہ آوے یا اوسکو ہم مس نکر سکین اوسکے وجود سے بہی
منکر ہوتے چلے جاوین ورنہ قرآن شریف معاذ اللہ معما ہوجاویگا اور کوئی آیت متعلق احکام
حلال وحرام ومعاد وغیرہ بہی ایسی نرہیگی کہ معنی مجازی سے تاویلات و تخیلات کے قایم نکردی
جاوین ہے کما العلیم الفطین النجیب اس مقام پر مجکو یہ بہی عرض کرنے کا موقع ہے کہ حدیث معراج
کو جناب مخاطب نے قبول کرکے اپنی سند مین پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا پورا مضمون
تسلیم فرماوینگے پہر تو اونکی متفرقات مین سے کتنی باتین خود باطل ہوجاوینگے لہذا پہلے مختصر اوہ
حدیث معراج مشکوٰۃ شریف سے نقل کیجاتی ہے عن قتادۃ عن انس بن مالک
عن مالک بن صعصعۃ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثہم عن لیلۃ اسری بہ
قال بینما انا فی الحطیم وربما قال فی الحجر مضطجعا اذ اتانی آت فشق ما بین ہذہ
الی ہذہ یعنی من ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من
ذہب مملوا ایمانا فغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل
البطن بماء زمزم ثم ملئ ایمانا وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ دون البغل
وفوق الحمار ابیض یقال لہ البراق یضع خطوہ عند اقصی طرفہ فحملت

علیہ فانطلق بی جبریل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من هذا
قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا
بہ فنعم المجیء جاء ففتح فلما خلصت فاذا فیہا آدم فقال هذا ابوک
آدم الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الثانیۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
الی السماء الثالثۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الرابعۃ فاستفتح
الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
حتی اتی السماء السادسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی الی السماء السابعۃ
فاستفتح الی قولہ ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی فاذا نبقہا مثل قلال ہجر
واذا ورقہا مثل آذان الفیلۃ قال هذا سدرۃ المنتہی فاذا اربعۃ
انہار نہران باطنان ونہران ظاہران قلت ما ہذان یا جبریل قال
اما الباطنان فنہران فی الجنۃ واما الظاہران فالنیل والفرات ثم رفع
الی البیت المعمور ثم اتیت باناء من خمر واناء من لبن واناء من
عسل فاخذت اللبن فقال ہی الفطرۃ انت علیہا وامتک۔ متفق علیہ

اس حدیث سے جو حضرت مخاطب نے سند توافق توریت میں ساتھ ملت
اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم سے لیٹے ہوئے
تھے کہ ناگہان آیا انکے پاس فرشتہ پھر چیرا اوسنے گڑھے سے
حلق کے زیر ناف تک پھر نکالا دل کو پھر فرمایا حضرت نے کہ لایا گیا میرے پاس
لگن سونیکا بہرا ہوا ایمان سے پھر دہویا گیا دل میرا پھر بہرا گیا دل پھر اپنی جگہ پر رکھا گیا اور ایک
روایت میں ہے کہ پہر دہویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزیں زمزم کے پانی سے پہر بہر گیا ایمان و
حکمت سے پہر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور زیادہ اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا تھا
براق رکھتا تھا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ کے پہر سوار کیا گیا میں اوسپر پہر لیگیا مجھکو جبرئیل یہاں تک
کہ آیا نیچے آسمان دنیا کے پہر کھلوانا چاہا جبرئیل نے دروازہ آسمان کا اوسکے دربانوں سے اوسنے
پوچھا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ میں ہوں جبرئیل کہا اوسنے کون ہے تیرے ساتھ کہا محمد صلعم

انھین کہا فرشتون نے کیا تمہارے ساتھ آتے ہین بلاتے ہوئے کہا جبرئیل نے ہان کہا فرشتون نے
مرحبا محمد صلعم کو پھر کہا فرشتون نے کیا اچھا آنا آیا پھر جب داخل ہوا مین آسمان مین تو ملاقات کی
آدمؑ سے اور اونکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان مین داخل ہوکر وہی گفتگو دربانون سے کرتے
ہوئے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہی تک پہونچے جسکے پہل ہجر
مشکون کے برابر تھے اور پتے اوسکے ہاتہی کے کانون کے برابر تھے ناگہان وہان چار نہرین تہین
دو نہرین چہپی ہوئی اور دو ظاہر کہا جبرئیل نے یہ دو نہرین چہپی ہوئی بہشت مین ہین اور دو نہرین
ظاہر نیل اور فرات ہین پھر کہا یا گیا مجکو بیت المعمور پہر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا
دوسرا دودہ کا تیسرا شہد کا پہر اختیار کیا مین نے اونمین سے دودہ کو تب کہا گیا مجھے کہ یہ تیری
فطرۃ اور تیری امت کی ہے الی آخر القصہ —— اب خاکسار یہ التماس کرتا ہے کہ شق
صدر حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجود سات آسمانونکا اور انمین ہونا دروازون کا اور
تعین ہونا دربانونکا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور اونمین سے دو نہرونکا بہشت مین جانا اور
دو نہرونکا دنیا مین آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا
پہر وجہ انکار کی کوئی نہین رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی
تبیین الکلام مین مان لیا گو اوسکی جڑ زمین مین موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو
تو اب کس منہ سے دعوی کرتے ہین کہ حواس ظاہری سے جو شے محسوس نہو وہ معدوم محض
ہے قاعدہ کلیہ اونکا باطل ہو گیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث مین بہی کلام نرہا تو
سوائے اسکے تشبیہات و استعارہ و محاورات متعلق وجود افلاک و بیت المعمور و براق
و انہار جنت و شق صدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بناتے جاوین اور کچہ چارہ نہین رہا تو ہمکو
جناب مخاطب خدا نخواستہ ایسے متعصب نہین رہینگے کہ حق پسندی کو چھوڑ دینگے غالبًا اپنی
اصرار و سخن پروری سے باز آوینگے اور آیات و حدیث کو ہرگز معما و چیستان نہ بتاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ
—— اور اب ہمارا یہ بہی سوال ہے کہ قرآن شریف مین جو قصہ یاجوج ماجوج کا مذکور ہے اوس قسم کی
تمثیل آپکے یا کسی کے مشاہدہ مین آئی ہے یا کتب جغرافیہ مین کہین دیکہی ہے شق اول اگر
ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شق ثانی مین اقرار کرنا پڑیگا کہ جو چیز حواس انسانی سے نظر نہ

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہین ہوتی اور الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن
بہی کہا آپ نے دیکہا ہے اور اوسکے باب مین کیا ارشاد ہے **فائدہ** مجکو خیال ہوتا ہے
کہ جناب نیچر مآب جب کوئی مفسر نہ دیکہینگے تو وجود افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ کی
تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلید ائمہ دین کو ضلالت اور اندہاپن سمجہتے ہین مگر اہل یورپ جو کچہ فرماتے ہین وہ
بسر وچشم قبول کر لیتے ہین خواہ اونمین اختلاف بہی موجود ہو اور خود بدولت نے بہی اونکے
دلائل پر علم قطعی حاصل نکرلیا ہو ــ راوی معتمد سمجہکر قرآن وحدیث سے اعراض کرنا جائز ہے
لامحالہ یہی ارشاد ہوگا کہ بستر گلیلیو جو کچہ لکہ گیا ہے آمنا بہ اور بے تکلف حدیث معراج مین کلام
کرنے لگین گے ــ اور تبیین الکلام کے اقرار سے بہی دور بہاگین گے ــ حالانکہ میری دانست مین
فلاسفہ جدید کا یہ حال ہے کہ وہ نظام شمسی مین دو قسم کے خیالات رکہتے ہین بعضے جسقدر علم ہیئت
سے قرب وبعد باہمی کواکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اوسکو قطعی تسلیم
کرتے ہین اور افلاک کے باب مین اونکا اسی قدر قول ہے کہ ہمکو دوربین کے ذریعہ سے
نظر نہین آتے ہین پہر بہی بعض فلاسفہ کواکب ثوابت کے ساتہ آسمانون کو مانتے ہین مگر
سیارون سے بے علاقہ جانتے ہین اور دوربین کے اعتماد سے خود بستر گلیلیو نادم اور حیران
ہوگیا تہا جب شیشون کی غلطی دیکہی تو گہبراگیا تہا اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تہا جب خود
اوس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے تو محض اوہام وظنون فلاسفہ جدید پر تکیہ کرنا اور اوس مسئلہ کو ان لینا
جسکی قطعیت ابتک ثابت نہین ہوئی اور اوسکے مقابلہ مین کلام الہی واحادیث نبوی سے
ہاتہ دہو بیٹہنا کسقدر ناعاقبت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آئندہ بذریعہ کسی ایجاد دوربین کے
حکماء یورپ وجود افلاک کے قائل ہوجاوین تو یہ تفسیر آیات بینات قرآنی کے جواب کی
کی گئی ہو کہان جائیگی گویا یہ نتیجہ نکلیگا کہ قرآن شریف کے معنے بیان کرنا منحصر ٹہرا اہل یورپ کی
مرضی پر جدہر ہوا ان کی ہوا پہرے اودہر ایمان بہی پہرنے لگے ہین اس مقام پر خیال
کرتا ہون کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق مین تامل کرنے لگین گے کہ گلیلیو
وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتاب علم ہیئت سے ثابت بہی ہے یا نہین لہذا مجکو ضرور
ہوگا کہ عبارت انگریزی کتاب کی مع ترجمہ حضور اعلی مین پیش کرکے دکہا دون بالجملہ

کتاب اصول علم الہیئت مولفہ مسٹر جیمس صاحب مین مکتوب سوم جو مسٹر
گلیلیو صاحب نے بنام ولسر کے مورخہ ۴ دسمبر ۱۶۱۲ء لکہا ہے صفحہ ۱۲۱
باب ۱۲۲ مین ہے اور وجہ اوسکے لکہنے کی یہ ہوئی ہے کہ اوسکو پہلے بذریعہ دوربین
کے معلوم ہوا تہا کہ زحل بشکل بیضاوی ہے اور گرد اوسکے دو چہوٹے چہوٹے
ستارے ساتہ ساتہ ہین بعدہ بملاحظہ ثانی اوسنے غلطی ملاحظہ اول مین پائی یعنی
وہی زحل جو ستارہ بشکل مستطیل نظر آیا اور دونو ستارے چہوٹے معدوم
تہے تب وہ نہایت حیرت کے ساتہ یہ لکہتا ہے کہ کیفیت ایسے تبدیل
عجیب کی کیا کہون کیا یہ دو چہوٹے ستارے بشکل الفاظ آفتاب کے معدوم ہوگئے
یا شاید زحل نے اپنے دونون بچون کو کہا لیا یا یہ کیفیت محض وہمی وفریب
تہی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجہکو اور دوسرونکو جنہین مین نے دکہایا تہا
دہوکے مین رکہا ہے اب شاید وہ وقت آپہنچا کہ جو لوگ تجربات جدیدہ کو مختص
منہ اللہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین انکی سنو کہی ہوئی
ایسے ہیر بات ہوجاوینگے ایسی حیرت انگیز نادر غیر متوقع حالت مین سب کیا کہون
تنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجہکو سخت گہبرا
دیا ہے انتہی محصلہ پس اوس نظر نے یہ کہ دوربین کے ذریعہ سے جو دو ستارے زحل کے پاس ٹہرے
گئے تہے بعد چند اثنا ہی سے کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تہے تب یہ جان لیا گیا کہ وہ حلقے
زحل کے نورے ہونگے جو کبہی نظر آتے ہین اور کبہی غائب ہوجاتے ہین اور گفتگوئی ور
و دوم بحث علم ہیئت مندرجہ کتاب سوال وجواب مسٹر جوائس صفحہ ۱۰۳ او ۱۰۴
سیتہی فلک ولیمان کا بہی ملاحظہ کیجیے جسکا ترجمہ لفظ وما حصل معنی کے برعایت الفاظ یہ ہے
سوال کیا ثوابت کبہی اپنی جگہ سے نہین ہلتے ہین جواب با اعتبار آسمانون کے وہ گرد
قطب کے متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن باعتبار مواقع ایس ایک ہی جگہ ہمیشہ قائم ہین
پس انکو مقابلہ سیارات کے جنکی جگہہ بہ نسبت ثوابت کے اور بہی بہ نسبت آپس کے بدلا کرتی
ہین ثوابت کہتے ہین سوال مجہے شمال یعنی قطب شمالی کے معلوم کرنے مین مدد دیجیے

آنے سے وقت کم ہوگئی ہو اب ہین اوسکو اور دوسرے ستارون کو جو شب گذشتہ مین بتاتے ہین
بخوبی دریافت کرونگا اگر اونکی جگہہ بدلی ہوگی وے بہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قایم
ہین گو اونکے مقامات باعتبار آسمانون کے باوقات و ایام مختلفہ متبدل معلوم ہوتے ہین فقط
انہون ظاہر ہوگیا کہ فلاسفہ جدید کو اپنی دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے پر قطعی جزم و یقین نہین
ہے اور وہی خود ہی غلطیان پاتے ہین اور اپنے تقررات سے شرماتے ہین اور بعض فلاسفہ ایسے
بھی ہین کہ ابتک حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہین کرتے ہین جب یہ حال
ہے تو کل مسائل ہیئت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی ٹہرالینا عبث ہے
کیونکہ منطوق آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی سے اعراض کیا جاوے محکی الیہ معلوم ہوتا ہے
کہ حکماء جدید کو وجود و اجرام افلاک مین زیادہ بحث نہین ہے وہ اسقدر کہتے ہین کہ ہمکو شیشون کے
ذریعہ سے ابتک نظر نہین آئے ہین اسواسطے ہم اونکے وجود کا یقین نہین کرتے ہین مگر یہ کہنا ہے
کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شیشے دوربین کے بنتے جاتے ہین سوکے بہال سے پہلے بہت سے ستارے
سیارے دوربینون سے نظر نہ آتے تھے جو بعدہ معلوم ہونے لگے اسیطرح اگر کسی وقت مین افلاک
بھی نظر آنے لگین تو کیون ناامید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک محض شفاف ہین تمام
اور چمک دمک نہین رکھتے ہین جو مثل ستارون عکس اونکا آنکھ مین پڑے دیکھو ہوا اگرچہ اسقدر
شفاف نہین ہے تو بھی دوربین سے نظر نہین آتی ہے پھر کیا ضرور ہے کہ دوربین سے نظر
نہ آنے کو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہنا بے موقع نہین سمجھتے ہین کہ ہماری کتاب
آسمانی مین صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الا یہ بیان نہین ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہین
یا نہین پس اگر ہیئت قدیمہ کو مانا جاوے تب تو وجود افلاک مین کلام ہی نہین ہے باقی رہی ہیئت
جدیدہ اوس سے بھی تکذیب قرآن کی نہین ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن شریف قطعیات
مین ہے اور دوربین سے نظر آنا خود ہی محل بحث و نظر ہے بانی مبانی علم ہیئت جدیدہ کا اوسکی
نسبت آزمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم لکہہ چکے اور بعض فلاسفہ قطعیا منکر نہین ہین دوم علم ہیئت
تک نظر نہ آنے سے لازم نہین آتا کہ آیندہ بھی امید منقطع ہے کیونکہ ابتدا مین بہت سے سیارے پہلے
معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعدہ معلوم ہوگئے سوم کیا ضرور ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہون

جائز ہے کہ سیارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہون اور فلک کی حرکت کے تابع نہون
ہیئت قدیمہ کی تصدیق یا تکذیب قرآن مین کہان مذکور ہے چہارم جائز ہے کہ زمین ساکن ہو
اور آفتاب اوسکی گرد گردش کرے کوئی استحالۂ عقلی نہین ہے یا ممکن ہے کہ زمین گرد آفتاب کے
گردش کرے دونون حالتون مین اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خسوف کسوف کا اور تقسیم اقالیم
کی اور کمی بیشی مدت لیل و نہار کی یکسان رہیگی اور پھر جب قرآن مین زمین کی حرکت و سکون کا ذکر
نہین ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن مین آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان
مین ثوابت جڑے ہین اور وہ ہر روز زمین ساکن کے گرد ۲۴ گھنٹے مین گردش کرتا ہے جائز ہے
کہ ثوابت جڑے ہی ہون اور زمین پورب سے پچھم کی طرف اپنے مرکز پر گھومتی رہے اور گردش
افلاک متغایر گردش زمین نہو اور جائز ہے کہ افلاک فوق حقیقی اور منتہی تمام عالم اجسام کے ہون
اور محدد جہات ٹھہرین اور تمام کواکب سے فوق رہ سکتے ہون جہان تک دوربین کام نہین کرتی
ہے پھر کیا وجہ ہے کہ استحالۂ عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول مین قمر اور چہارم
مین شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن مین نہین آیا ہے اور جائز ہے کہ تمام ہیئت جدیدہ آیندہ غلط نکلے
جیسے ہزارہا برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازون نے غلط بتا دی ہے کیا آیندہ دوربین
سے دیکھنے والے نہ پیدا ہونگے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے
جو ہم فلاسفۂ جدیدہ کا منہ تکتے رہین اون سے پوچھ پوچھ کر قرآن کے معنی بدلتے رہین الحاصل مجرد
وجود افلاک کا اور انکا گردش کرنا اور اونکے متعلق باعتبار حقیقت جسمیہ کرہ کے کواکب کا متشکل
بہ بروج واقع ہونا اور اونکے جسم کا قابل انشقاق و انفطار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہین ہے کہ بعد تسلیم
ہیئت جدیدہ کی بھی وجود افلاک سے انکار کرنیکی ضرورت خواہ مخواہ پڑی یا قرآن شریف معاذ اللہ
غلط قرار پاوے شاید کوئی یہ خیال کرے کہ قرآن مین گھومنا سورج اور چاند کا بھی مذکور ہے
یہ تو مخالف ہیئت جدیدہ کا نہو ہم کہتے ہین ہرگز مخالف ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کی نہین ہے قدیمہ سے
تو اب کچھ بحث نہین ہی رہگئی جدیدہ اوسمین ثابت ہے کہ قمر گردش کرتا ہے اور اوسکی گردش
ایک مقدار معین کے طور پر ہوتی ہے باقی رہا شمس اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ
اپنے مرکز پر گھومتا ہے پندرہ روز مین اوسکا دورہ ختم ہوتا ہے کیونکہ چند داغ سیاہ جو اوسکے

جسم میں ہیں پندرہویں روز نظر آتے ہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام شمسی کے تابع حرکت دیگر شموس کا ہے جسکا عکس بسبب بُعد کثیر کے ابتک زمین پر نہیں پہونچا بہر صورت حرکت و دورہ شمس کا ہر حال میں مان لیا گیا ہے گو زمین کے گرد گہومنے میں ابہی اختلاف ہے اور کثرت رائے علماء کی طرف گئی ہے یعنی الشمس تجری لمستقر لہا کسی طرح غلط نہیں ہو سکتا نہ ہیئت جدیدہ سے نہ ہیئت قدیمہ سے — چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنے کے لایق نہیں ہے مانحن فیہ دوسری بات ہے لہذا دلائل علم ہیئت پر پورے بحث کرنیکا موقع نہیں ملا ہے انشاء اللہ کسی علٰحدہ رسالہ میں بشرط فرصت لکہنے کا ارادہ ہے — اور طول تقریر کو اسقدر مختصر مضمون پر ختم کرتا ہوں — کہ جناب مخاطب کو ہرگز زیب نہیں دیتا کہ بعد تصنیف تبئین الکلام کے وجود افلاک سے بیلا دیا ہوا وغیرہ مراد لے سکیں گو اپنا مذہب یہی بیان کر چکے ہیں کہ آسمان سے مراد بیلا د ہے مگر خود ہی یہ بہی لکہہ چکے ہیں کہ ہوا اور کواکب سے علٰحدہ خدا نے افلاک بنائے ہیں جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہے جب یہ حال ہے تو کواکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت محضہ کو فلک ٹہرانا محض تحکم ہوگا المرء یؤخذ باقرارہ ——— اور مولوی سید مہدی علی صاحب کی تقریر متعلق افلاک کی نسبت آمنا اور صدقنا کیونکہ پکارینگے خود تو یہ فرما چکے ہیں کہ کتب سماویہ سابقہ پر مضبوط اعتقاد ہے اور توراۃ کی تفسیر کو ملت اسلام سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہیں اب میں تبئین الکلام کے صفحہ ۲۰۸ کی عبارت لکہتا ہوں وہی ہذہ — جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پہر اندہیرا پہر نور پہر ہوا پہر آسمان پہر زمین پہر نباتات پہر سورج چاند ستارے پہر حیوانات پہر حضرت انسان اور یہ بہی مذہب — عالم شہادت پیدا ہونے میں ہم مسلمانوں کا ہے انتہی بلفظہ — اب میں عبارت انگریزی مستدلہ انکی بعینہ لکہتا ہوں ؛

Chamber's Descriptive Astronomy, Book I, Chapter XI, Page 123

Copy of Gablio's 3rd letter to Welser, Dec 4, 1612

What is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of the sun spots? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearances illusion or fraud with which the glasses have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time come to revive the well nigh withered hopes of those who guided by more profound contemplations, have discovered the fallacy of the new observations and demonstrated the utter impossibility of their existence. I do not know what to say in a case so surprising, so unlooked for, and so novel. The shortness of the time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

Scientific Dialogues, by Rev J Joyce,

Astronomy. Conversation II, Page 103.

Ja.—But do they never move from their place.

Fa.—With respect to the whole heavens they seem to move round the polar star, but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves. Also

---

Conversation III, Page 104.

Fa.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

Ja.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places.

Fa.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.

بعد فارغ ہونے کے بحث افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شبہ باقی رہے
کہ زمین کا گرد آفتاب کے گہومنا صحیح ہے اس سبب سے ہیئت قدیمہ خواہ وجود افلاک
مین پہر بہی تردد کا مقام ہے ہم کہتے ہین کہ تمام بحث علم ہیئت لکہنے کا موقع اس رسالہ
نہین ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع ومانع کسی دوسری رسالہ مین لکہہ سکتے ہین سوا
ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اوسکے بعد حرکت
سالانہ ارض پر گفتگو کا مضایقہ نہین یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکماء جدید کے نزدیک
(جو حرکت ارض کے قائل ہین) کہ قوت کشش شمس کی اور قوت بہاگتی زمین کی آپسمین غالب
ومغلوب نہین ہین ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بحرکت مستقیمہ شمس سے دور بہاگ جاتی یا
شمس اپنی قوت سے زمین کو ملا لیتا اور یہ بہی وہ تسلیم کرتے ہین کہ جو حلقہ زمین کی گردش
کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور کروی نہین پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے سو ہم
کہتے ہین کہ قوت جاذبہ شمسی قریب وبعید سے مساوی نہین رہ سکتی کما لا یخفی تو ضرور ہے
کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتی ہو حلقہ اوسکے دورہ کا ٹہیک گول واقع ہو جیسا
کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہین ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو
جسوقت زمین اوس گوشہ وسعت کی طرف جائیگی جو بہ نسبت سابق کے شمس سے بعید
واقع ہے تو اوسقدر قوت جاذبہ شمسی نرہیگی جو قریب مین تہی اور زمین کی قوت بہاگنے
کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پہر کوئی وجہ نہین ہے کہ زمین بلا تفاوت مدت دورہ کے
اور بغیر تبدیل کیفیت سرعت وبطوء حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کرکے پہر اپنے
تئین گرد شمس کے بمجبوری لاوے اور اپنی حرکت طبعی چہوڑ دی بلکہ سیدہی بہاگ جائیگی اور
پہر شمس کے پاس کبہی نہ آئیگی اس شبہہ کا جواب کتاب علم ہیئت مولفہ ہرشل صاحب و
چیمبر صاحب ونیوٹن صاحب وغیرہ مین جو اسوقت میرے پیش نظر ہین ایسا ہی نہین
ملا کہ مین اوسکا ذکر تک کرون لہذا مین نہین تسلیم کرتا ہون کہ زمین کی حرکت سالانہ کا
دعوی کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا ہی مدعیان
حرکت سالانہ ارضی پر واجب ہے اس مقام پر یہ مت خیال کرو کہ گو حرکت سالانہ ثابت

نہوسکے گر حرکت سر دنہ پورب کی طرف پچہم سے ابتک غیر مخدوش ہے ۔ ہم یہ کہتے ہین کہ جب سارا قصہ نظام شمسی کا غارت ہوگیا تو پہر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی ہیت ایجاد کرنی پڑیگی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکہتے ہین اوسکے بعد پوچہ لینگے کہ حرکت روزانہ طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی پہر کیونکر صحیح ٹہریگا فتدبر ۔ الحاصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی گنبذ مجرد یا پہیلاو کے لیتے ہین اونکو اوس مضمون کے طرف بہی خیال رہے جسکے واسطے قرآن مجید مین فرمایا گیا ہے یَوْمَ نَطْوِی السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ الآیۃ وغیر ذالک من الآیات حضور والا پہلی ہیت کے ہر مسئلہ جدیدہ کو برہان سے قطعی کر دکہاوین اوسکے بعد قرآن مین معنی پہناوین اور آسمان و زمین کے قلابے ملاوین ۔ علم مساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جسقدر قرب و بعد آپس کا اور مدت ستارون کی گردش کے بعض حالات مین حکماء جدیدہ نے بیان کیے ہین وہ تو اس قابل ہے کہ اوس پر بحث کیجاے باقی جو احتمالات محض قایم کیے ہین مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اوسکا ثالث کا اور اوسکا رابع کا الی غیر النہایت ۔ یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا قسری ہونے وغیرہ مین الخیالات ابتک قطعیات مین سے نہین ہے ہان درسی کتب جو مدارس مین پڑہائی جاتی ہین اونہین تسلیم کے بعد حالات لکہے جاتے ہین نہ بطور اد لا اثبات ہیت جدیدہ کے اوس سے کیا کام نکلیگا اور کیون قران شریف مین شک آویگا کما العلم ان کہ خدا ان سلیم ۔ اور مخفی نرہے کہ حدیث معراج کو نیچراور فلسفیت جدیدہ پیش کرکے اب ہنسی ٹہٹہو نہین اوڑاوینے کی گنجائش نہی اسی واسطے مین نے تہوڑی سی بحث افلاک کے لکہہ دی ہے اب مین اپنی اصل مبحث کی طرف رجوع کرکے عرض کرتا ہون کہ وجود خارجی جنکا قرآن شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض مکابرہ ہے تمام قرآن پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات مین جن و انس کو مکلف ساتہ ایمان کے ٹہرایا گیا ہے اور یہ بہی فرمایا کہ اگر جن و انس دونون جمع ہو کر چاہین کہ ایسا قران بنالاوین تو ہرگز نہ لاسکینگے اور یا معشر الجن والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب نار کا بہی جن و انس کو دا سطے

مساوی ایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوئے اور جنکی ماہیت
اور حقیقت بھی ارشاد ہوتی ہے چنانچہ فرمایا ہے خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ
اور دوسری آیت مین مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ پس وجود خارجی جنکا انکار متعذر ہے نہ مجکو
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کے منکر ہین اگر اب انکار کرینگے تو مین بہت
سی آیات قرانی و احادیث رسول ربانی پیش کرونگا اور سورہ جن بھی پڑھ دونگا اور اور کی
دو آیات کا جو مین نے نشان دیا ہے وہ بھی ثبوت کافی ہے اس دعوی کا کہ حقیقت جنکی نار ہے
جیسی کہ انسان کی طین سی ہے اور کیونکر کوئی ذی علم غافل ہوگا کہ وجود ملائیکہ کا نور سے ہے
اور جن کا نار سے اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بھی کوئی سند چاہیے تو مشکواۃ شریف
کی ایک حدیث تبرکاً لکھے دیتا ہون عن عائشۃؓ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
قال خُلِقَتِ الْمَلَائِکَۃُ مِنْ نُوْرٍ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخَلَقَ اٰدَمَ لِمَا وُصِفَ لَکُمْ
اب کچہ شک نہ رہا کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن تابع
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تھے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تھی
کہ بعد اونکے کسیکو نہوگی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بھی اس باب مین قرآن و حدیث سے
ثابت ہے اگر جن کا وجود خارجی نہوتا تو کیونکر بعض انبیا کی حکومت مین مسخر رہ سکتے — اور اسمین
بھی شک نہین کہ جن بہ نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہین — اور انسان یا حیوان
کی شکل بھی بنا سکتے ہین بلکہ ملائیکہ بھی صورت بنا سکتے ہین اور یہی وجہ تھی کہ ملائیکہ انسانی شکل
مین انبیا علیہم السلام کے پاس حاضر ہوتے قرآن مجید مین اونکا ذکر ہے اور جن بھی خدمات
لائقہ اپنے حضور مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجا لاتے رہے جب حضرت سلیمان
کی وفات ہوئی تب قید سے چھوٹنا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمانا بھی کلام مجید
مین آیا ہے اور جنمین کافر و فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہین یہ سب حالات قران و حدیث سے
مین نے اخذ کیے ہین غالباً کوئی انکار نکریگا — ہان اپنی پرورش سخن کی لیے اگر جناب مخاطب انکار
کر جاوین تو مجبوری ہے احتیاطاً چند آیات بینات لکھی جاتی ہین — اولاً حضرت سلیمان کے
خدمت مین کام کرنا جنون کا جس آیت مین مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہین وَمِنَ الْجِنِّ

مَن يَّعمَلُ بَينَ يَدَيهِ بِاِذنِ رَبِّهٖ وَمَن يَّزِغ مِنهُم عَن اَمرِنَا
نُذِقهُ مِن عَذَابِ السَّعِيرِ يَعمَلُونَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِن مَّحَارِيبَ
وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالجَوَابِ وَقُدُورٍ رّٰسِيٰتٍ الآية
دوم جن کا استراق سمع کے واسطے قریب آسمان کی طرف اور شہاب ثاقب سے سزا پانا
قرآن مجید مین وارد ہوا ہے وَاَنَّا كُنَّا نَقعُدُ مِنهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمعِ فَمَن يَّستَمِعِ الاٰنَ يَجِد لَهٗ
شِهَابًا رَّصَدًا وغیر ذالک من الایات سوم خوراک بھی جنکی حدیث مین بیان کی ہے جیسا
ترمذی مین ہے عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلعم لا تستنجوا بالروث ولا
بالعظام فانها زاد اخوانكم من الجن اب ہم یہ دعوی کرتے ہین
کہ شیطان رجیم بھی ایک نوع ہے جن کے اور اسکی ثبوت مین اپنے شواہد پیش کرتے ہین اول
صاف صاف قرآن مین آیا ہے کان من الجن ففسق عن امر ربه
دوم جسطرح اور جن حضرت سلیمان کے تابع تھے اوسی طرح انکی نوع مین سے شیاطین
بھی خدمات لائقہ منصبہ الٰہی بجالاتے تھے چنانچہ قرآن مین موجود ہے — ومن الشياطين
مَن يَّغُوصُونَ لَهٗ وَيَعمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُم حٰفِظِينَ
ظاہر ہے کہ دریا مین غوطے لگا کر اشیاء بحری کا نکالنا اور اوسکے سوا دوسرے کام کرنا قوت
بہیمیہ کا کام نہین ہے سوم جسطرح جن استراق سمع کے واسطے جاتے ہین اونہین مین سے
شیاطین بھی ویسا ہی کرتے ہین چنانچہ خدا اوسکے فرماتا ہے وَلَقَد جَعَلنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا
وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ وَحَفِظنَاهَا مِن كُلِّ شَيطَانٍ رَّجِيمٍ اِلَّا مَنِ
استَرَقَ السَّمعَ فَاَتبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِينٌ پھر دوسری آیت مین آیا ہے
وَجَعَلنَاهَا رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ — چہارم جسطرح جن کا وجود نار سے خدا نے بیان فرمایا ہے
اسی طرح شیطان کا بھی ظاہر کر دیا ہے خَلَقتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقتَهٗ مِن طِينٍ فائدہ
یہان نار کا لفظ بمقابلہ عنصر ثانی طین کے وارد ہے جو عنصر نار حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیسا
لفظ طین اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ عنصر نار
بلحاظ لطافت و نورانیت و [illegible] عنصر خاک سے اعلی و اشرف ہے لہذا مجکو مادہ وجود آدم

فضیلت ہولی جا ہیے اور سب بے تکلف انا خیر منہ کہنے لگا علاوہ ناری ...
ہوا ہے واللفظ اذا اطلق یراد بہ الفرد الکامل اور فرد کامل نار حقیقی ہے
نہ مجازی لیس او بل جناب مخاطب کے خلاف متبادر اذہان واصول وسیاق وسباق آیات
ومحاورہ اہل لسان ہے کما لا یخفی — اب تو یہ ثابت ہو گیا کہ شیطان بھی ایک نوع ہے
جن کی تو پھر اوسکے وجود خارجی میں کیا کلام رہا — فائدہ بعض مفسرین نے جو بطور احتمال
کے ابلیس کو ملایک میں معدود کیا ہے اور ملایک کے بھی اقسام مقرر کیے ہیں اور نیز
بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اوسی میں ابلیس کو داخل سمجھا ہے وہ قول بھی مفید
مخاطب نہیں ہو سکتا کیونکہ وجود خارجی ملایک کا قابل انکار نہیں ہے تو وجود خارجی ابلیس کا
بھی احتمال مذکور میں ماننا پڑیگا اور پھر بھی قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹھہریگا اور جب وہ ملایک
نار سے بنے ہوں تو گویا ایک قسم جن کی ٹھہرینگی اور قرآن مجید سے اس احتمال کا ثبوت بھی نہیں
ہوتا غایت مرتبہ وہ شبہ استثناء متصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوسکا جواب بھی مفسرین نے
بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو ایسا شمول ملایکہ میں حاصل تھا کہ گویا اونہیں میں معدود کیا گیا تھا
تفسیر عزیزی میں بھی اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے اور دیگر مفسرین نے بھی طرح
طرح سے جواب لکھا ہے — اور استثناء منقطع بھی جائز ہو سکتا ہے — اگر اس مقام کی
بحث علم ادب کی متعلق دیکھنی منظور ہو تو علامہ زمخشری کی عبارت تفسیر کشاف بھی ملاحظہ کرنی
حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانہ کان جنیا واحدا بین اظہر الالوف من الملائکة مغمورا
بہم فغلبوا علیہ فی قولہ فسجدوا ثم استثنی منہم استثناء واحد منہم ویجوز ان یجعل منقطعا
بلفظ ترجمہ یعنے ابلیس اگرچہ جنی تھا مگر انبوہ میں ملائکہ کے ملا تھا لہذا پہلے تو جمع کا صیغہ تغلیبا
فرمایا بعدہ اوسے ایک جنی کو مستثنے کر دیا اور جائز ہے کہ استثناء منقطع ہو الحاصل وجود ابلیس کا
نار سے ہونا اور جنی ہونا اور اوسکا صحیح ہونا استثناء کا قاعدہ نحوی قابل تسلیم ہو چکا تو
اب ضرور ہے کہ مطابق آیت الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء اور نیز آیت
ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا انما یدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر
ہم تسلیم کرینگے کہ وہی ابلیس اور اوسکا گروہ ہمارا دشمن ہے اور موسوس و مغوی بھی ہے

اور ہم بہی اوسکے دشمن ہین اور اوسی پر تبیر کرنا اور ہوشیار رہنا لازم ہے نہ کہ اپنی قوت بدنی
سے جو ہرگز ہماری دشمن نہین ہوسکتی نہ وہ صاحب حزب جنود ہے کہ کوئی لشکر رکہتی ہو نہ
اوسکو بنی آدم کے دوزخی ہونے نہونے سے کچہ غرض اور فائدہ ہے پر اوسی دشمن دنیا اور شیطان
کا کام ہے جو عدہ کرچکا ہے کہ بنی آدم کو اپنے ساتہ دوزخ مین لیجاونگا اور کافر و مشرک بناونگا
اور اوسی کی عبادت سے ہمکو خبر ہے اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال
انی بری منک انی اخاف اللہ رب العالمین ۵ یعنے پہلے تو شیطان اغوا کرکے
کافر بناتا ہے پہر کہتا ہے مین تجہسے بری ہون مین تو خدا سے ڈرتا ہون غور کیجیے کہ قوت بدنی
جو خواہ نخواہ جزو لاینفک ہے کیونکر عذاب کفر سے بری ہوسکتی ہے اور اوسکو کافر بنانے سے
کیا فائدہ خود بہی تو جسم کے ساتہ معذب فی النار ہوجائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ محض
نفس صحیح الطبع کی طرف راجع ہوگی نہ واسطے دشمنی کرسکیگا یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے
اور نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہین
اور اوس دنیا پرستی کو شر نفس بولتے ہین اور پناہ مانگتے ہین بلکہ شیطان سے تشبیہ دیتے
ہین پنجم قران مین آیا ہے قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل
ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین ۵ یعنے ایک عفریت
نے سلیمان سے کہا کہ مین تخت بلقیس کو لاسکتا ہون آپکی اوٹہنی سے پہلے لامحالہ وجود خارجی
جن اور اوسکے اقسام کا مان لینا پڑیگا ورنہ تخت بلقیس کو اوٹہالانا کیونکہ صحیح ہوگا ششم
قرآن شریف مین ہے ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان
ولکن الشیاطین کفروا الایہ ظاہر ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے
شہرت دی کہ سحر کرنا سلیمان کا کام تہا اور خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے
بری تہے یہ شیطان اپنے کفریات سکہاتے ہین اور سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہین وجود
خارجی شیاطین کا قابل انکار نہین ہوسکتا ہے ہفتم قرآن مین بہت آیات سی ثابت ہے
کہ شیطان اپنی پرستش کراتا ہے اور مشرک بناتا ہے چنانچہ ایک آیت مین عبد الطاغوت
کا لفظ ہے اور دوسری آیت مین ہے یا ابت لا تعبد الشیطان ان الشیطان

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اے باپ میری مت پرستش کر شیطان کی بیشک شیطان ہے خدا کا
نافرمان بردار باپ حضرت ابراہیم کا قوۃ بدنی کی پرستش نہین کرتا تھا ہشتم ضرب شیطان کا
ثبوت تو ہم دے چکے اب دیکھیے کہ ذریت و قوم شیطان کا بھی قرآن مین ذکر ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرمایا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ نہین معلوم کہ قوۃ جسمانی کی اولاد اور لشکر اور قوم کہان سے آویگی اور یہ آیت
کیونکہ مطابقت کریگی نہم قرآن مین ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ نازل ہونا شیطان کا خبرین غیب کی لانیکے واسطے کاہنون کو باسر
وجود خارجی پر دلالت کرتا ہے دہم خاتمہ سورہ ناس یعنی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الخ
کو ملاحظہ کیجیے کہ اوسکا تطابق قوۃ مختصر عد پر نہین ہوسکیگا یازدہم قرآن مین ہے
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنی گبرا لے جسکو گبرا سکے اونمین
اپنی آواز سے اور پکار لا اونپر اپنے سوار اور پیدل سے اور ساجھا کر لے اونکے مال
اور اولاد مین ظاہر ہے کہ قوۃ بہیمیہ کی نہ لشکر ہے نہ تمام آیت کا مضمون اوسپر صادق ہے
پھر بھی اگر حضور نہ مانین تو شرکت شیطان کی بلفظ جن اولاد انسان مین حدیث سے
ثابت کیے دیتے ہین چنانچہ سنن ابی داؤد مین ہے عن عائشۃ قالت قال
رسول اللہ صلعم هل رءی او کلمۃ غیرها فیکم المغربون قلت وما المغربون
قال الذين مشترك فيهم الجن بلفظه یعنے شیطان شریک
ہوتا ہے زنا کی اولاد کے نطفہ مین اونکو مغربون کہتے ہین دوازدہم قرآن مین ہے
وَلَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ظاہر ہے کہ کہنو
کے بل دوزخ مین شیطان گریگا نہ قوای بسیطہ غیر مجسمہ سیزدہم قرآن مین ایک ہی
ابلیس کا ذکر ہے جو واسطے سجدہ کے ساتھ ملایک کے مامور ہوکر نافرمانی سے مردود
ہوا اوسکے باب مین فرمایا ہے عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ یعنے خدا نے
آدم کو خبر دی کہ یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی پھر کیونکر قوۃ بہیمیہ مراد لیجاوے

وہ توصرف آدم کی دشمن ٹھرای جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اپنے ہی بدن مین آدم کیواسطے
وہ دشمن تھی نہ پرای روح کی تھی اور حضرت حوا کی قوۃ بہیمہ جسمانی کا نہ کچہ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی
قوۃ حوا کی دشمن ہوسکتی تھی بلکہ زوجہ کے ساتہ رغبت کرنا اور شہوت مباشرت کی طرف
رجوع کرانا قوای جسمانی آدم کا عین اثر کامل سمجھا چاہیے پہر ایک ہی قوۃ آدم کو دونون کی دشمن
نہین ہوسکتی و من ادعی فعلیہ البیان چہاردہم قرآن شریف مین ہے یا ابت انی
اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیا
یعنے حضرت ابراہیم نے کہا ای میرے باپ مجکو خوف ہے کہ کہین آ لگے تجکو آفت خدا کی
یہان سے پہر تو ہوجاوے شیطان کا ساتھی غور فرماتے کہ قوۃ بہیمہ تو ہر وقت ساتھی اور
رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوسکا ساتھی ہوجانا اور نہ ہوجانا کیونکر فرمایا جاتا
ہان شیطان کا کسی وقت ساتھی ہونا کسی وقت نہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا
ساتہ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیونت شیطان کی رفاقت باعث خلود فی النار
ہوجایگی الا قوۃ جسمانی سے یہان تطابق نہین ہوسکتا پانزدہم کلام الہی مین آیا ہے
وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم
فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا
تلوموني ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما
انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمون من قبل
ان الظالمین لہم عذاب الیم تطابق مضمون آیت کا قوۃ بہیمہ کے
ساتہ متعذر ہے کئی وجہ سے اول وہ جسم انسانی سے خالی نہین ہے جو اسنے شیطین
اہل دوزخ سے بری ہونیکی تقریر کرے دوم اقتضا اوسکا جو کچہ ٹہرایا جاے مگر وہ
کوئی وعدہ نہین کرتی ہے جیسا کہ شیاطین مشرکون کے ساتہ وعدہ کرتے ہین کہ ہم تمکو
عذاب آخرت سے بچالینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹہرکر اور اسی امید پر وہ شرک
کراتے ہین اور مشرک سمجتے ہین ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ لکن قوۃ جسمانی کو
نہ کوئی کافر و مشرک شفیع اپنا خدا کے یہان سمجھتا ہے نہ اوسکو اپنا معبود جانتے ہین پہر

کیا وعدہ کرکے گی اور کہان سے دہوکا دینے کی عقل اوسکو حاصل ہوگی سیوم ماکان لی علیکم من سلطان قوت بہیمیہ پر منطبق نہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے پہر ضمیر حرف لی کے مغائر علیکم کی ہونی ضرور ہے یعنے علیکم مین انسان کامل کے ساتہ خطاب ہے جسمین تمام قوی بہی شامل ہین نہ بعض اجزاے جسمانی کے ساتہ لامحالہ وہ متکلم غیر انسان ہوگا جو شیطان رجیم ہے چہارم فلا تلومونی ولوموا انفسکم بہی قوت جسمانی پر دلالت نہین کرتا ہے اور تقریر اوپر کے بیان بہی قائم ہے اور اس لفظ نے وہ شبہہ بہی رفع کردیا جو صاحب لعد اله بادی کی عبارت سے تبیین الکلام مین جناب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی ابلیس کا انکار سمجہا ہے حالانکہ یہان صاف آیت مین موجود ہے کہ شیطان کہیگا کہ تم خود اپنے ہی نفس کو ملامت کرو جسنے میرا کہنا مانا مین نے تو صرف اپنی طرف بولایا تہا اب مین تمہارے نفس کو دوزخ سے بچانے پر قادر نہین ہون پس ظاہر ہوگیا کہ شیطان ماعدای نفس انسان ہے اور وہی موسوس اور مغوی اور دہوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہو جانیوالا ہے نہ کوئی قوت جسمانی پنجم لفظ بما اشرکتمون ہرگز قوت جسمانی پر صادق نہین آئیگا کیونکہ خدا کا شریک اپنی ہی قوت بدنی کو کوئی کافر و مشرک نہین ٹہراتا ہے ہان شیطان کی پرستش کرتے ہین وہ بتون مین سے کبہی کبہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی اعمال شرک کو دیتا ہے کما لا یخفی ششم وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین قوت بہیمیہ پر کیونکر منطبق ہوگی یعنے کسی انسان کی قوت قسم کہا کر نفس سے باتین نہین کرتی ہے اگر بہت کوشش ثبوت مین کسی قوت کی فرمائی جائیگی تب بہی قدرت جسمانی کو معنی بہ قوت خارج نہوگی ورنہ بجاوے قدرۃ کو شہوات نفسانیہ کا ظہور مین آنا جناب عالی قائم کرسکینگی نہ کچہ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بدل نہین ہوسکتی ہین نہ خلاف علم حکمت کی تقریر کرسکتے ہین ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جس کسی قوت کا نام کتب فن مین کچہ مقرر ہوا اسکو دوسری لفظ کے ساتہ مجازاً بولتے ہونگے لاکن محل و مبدء و تعریف کی تبدیل متعذر ہے توپہر کیونکہ یا قدرت قوت قسم کہا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بہی اگر حقیقی نہ سمجہینگی تو سارا قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو بہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجرد تاکید کا نام قسم ہے تو

اِنِّی لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ ۔ کہان جائیگا فقدبر علاوہ اسکے قسم کہانے والا واحد ہے یعنی وہی ابلیس جسکا اوپر سے ذکر چلا آیا ہے اور ضمیر تثنیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اوسے ایک ابلیس سے دونون سامنے قسم کہائی ۔ اس بات کی تصدیق پر کہ مین تمہارا خیر خواہ ہون اور نیک صلاح دیتا ہون آپ ذرا غور فرمایئے کہ جناب عالی نے صرف قوۃ آدم کو ابلیس ٹہرایا ہے نہ قوت حضرت حوا کو بہی کیونکہ حکم سجدہ کا واسطے آدم کے تہا خواہ وہ سجدہ آپ ہی کا مخترعہ ہو خواہ حقیقی ہو مگر بہرکیف سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کر دیا ہے تو اسے آدم پر بس ضرور ہوا کہ ابلیس قسم کہانے والا بہی وہ ہی ایک قوت آدم کی ہو تو آپ ارشاد فرمایئے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لا کر حضرت آدم کی قوت نے وادی صاحبہ کو کس طرح پکارا اور کیسی قسم کہا کر سمجہا دیا اور کیونکر تاکید کر دی وہ جو الفاظ ظرافت آمیز تقریر زبانی مین حضور بولا کرتے ہین کہ شیطان نے حوا سے کیا کہا ہوگا اب یہان یاد کر لیجیے والعاقل تکفیہ الاشارۃ ۔ غرض کہ تمام آیات قرآنی کا لکہنا ضرور نہین ہے اسقدر بہی انصاف دوست حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر تعصب کا کچہہ علاج نہین ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیجائیگی تو مخالفت کتاب و سنت سے باز آوینگے ورنہ بیفائدہ ہوگا گو ہم سارا قرآن پڑہ بہی سناتے نگے فائدہ جناب موحد ملت نیچریہ نے تعصب کی مذمت اپنی تقریر مین جو لکہی ہے اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص پکا مضبوط عقائد اہل سنت و مذہب حنفیہ شافعیہ حنبلیہ مالکیہ پر ہوا اور مخالفت جمہور و ترک جماعت کو نہ مانتا ہو اوسکو گویا متعصب کہنے لگتے ہین اور پہر در پردہ یہ جانتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری مخترعات کو نمانے تو وہ متعصب قرار پاوے لہذا ایک حدیث سنن ابی داؤد سے ہم لکہے دیتے ہین تا کہ تعصب کی مراد اوسکو معلوم ہو جاوے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امر ناحق کی پیروی کرتا ہو اور اوسکی دعوۃ و نصرۃ قوم کی کرے اوسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سنن ابی داود مین ہے

باب العصبیۃ عن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال من نصر قومہ علی غیر الحق فہو کالبعیر الذی ردی فہو ینزع بذنبہ بلفظہ یعنے جو شخص نصرۃ دیگا اپنی قوم کو ناحق پر وہ ہلاکت و گناہ مین ایسا کریگا جیسے اونٹ کوئین مین گرے اور دُم کہینچنے سے نہ نکل سکے

بعد تبیین کرنے کتاب اللہ کی اب ہم چند احادیث رسول اللہ صلعم کی اپنے مذہب مختار کے ثبوت
مین نقل کرتے ہین ۔ مشکوۃ شریف مین ہے ۔ عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم اذا قرء ابن ادم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی
یقول یا ویلتی امر ابن ادم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت
بالسجود فابیت فلی النار رواہ مسلم (یعنے بنی آدم جسوقت
سجدے کی کوئی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہوکر روتا ہے اور کہتا ہے ہاے
افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنیکا اوسنے سجدہ کیا اور اب اوسکے واسطے بہشت ہے
اور مجکو حکم دیا گیا سجدے کا پھر مین نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے) اس حدیث سے
کئی فائدے حاصل ہوتے ہین اولاً مامور بسجدہ ابلیس تھا جسکا وجود خارجی متحقق ہے اور جو
بنی آدم کو دیکھکر روتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوۃ بہیمیہ خواہ کوئی دوسری
قوۃ مراد نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کسی بنی آدم کو ایسا اتفاق نہین ہوتا ہے کہ جب وہ خود یا دوسرے
قاری قرآن کو سجدہ تلاوت مین دیکھتا ہو تو اوسکی ایک قوت کا اطاعت نکرنا یعنے وہ سجدہ
نکرنا جو مخاطب نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ وزاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کرکے خوش ہوتا ہے
اور اوسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ ہمکو جنت ملیگی مگر خود ہی یہ خیال نہین کرتا ہے کہ ہماری
ایک قوۃ دوزخ کو جائیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے پھر اوسی کا ایک
جزو بدن تو روے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی
سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ مین دیکھنا حاشا کہ کسی مسلمان کو خیال بھی
اوسوقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعی جہنمی ہو چکے ہین یا
ہماری ایک قوۃ جہنم کو جائیگی شاید حضور کو ہوتا ہو گا دوم یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سجدہ سے
مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکھنا جناب حامی ملت نیچریہ نے جو اوسکے معنی
قوۃ بدن کی اطاعت کی ٹھہراتے ہین غلط ہین کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی
ہوتا ہے اوسی کو دیکھکر شیطان رجیم اپنے سجدہ نکرنے پر حسرت کرتا ہے سوم شیطان
کا ایسی قابل وجود ہے کہ رونا اور حسرت کرنا اور دیکھنا اوسکا ثابت ہے پس وجود خارجی

ابلیس مین کیا کلام ہو سکتا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ہرگز تفسیر مخترعہ جناب حالی سے
نہین ہو سکتی کیا عجب ہے کہ پہلے ہی حدیث سی خاتمہ اپنے مذہب کا دیکھکر کسی تاویل علیل پر آمادہ
ہون مگر ہم مجبور ہین اگر ایسی عمدہ حدیث نہ مانینگے تو بھی حدیث لبدہ کو نمونہ انصاف کرین کہ
ایسا کب ظہور مین آتا ہے کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوۃ بہیمیہ رویا کرتی ہے
اور ایسا خیال کرتی ہے جو حدیث مین مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہے صحیح مسلم
مین ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثم قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا وبسط
یدہ کانہ یتناول شیئا فلما فرغ من الصلوٰۃ قلنا یا رسول اللہ قد سمعناک
تقول فی الصلوٰۃ شیئا لم نسمعک تقولہ قبل ذلک ورأیناک
بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار
لیجعلہ فی وجہی فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مرات
ثم قلت العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ثم
اردت اخذہ واللہ لولا دعوۃ اخینا سلیمان لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اہل المدینۃ
ف ـ حضرت سلیمان نے دعا کی تھی کہ میرے بعد حکومت جن و شیاطین وغیرہ پر کسیکو نہو وہ
تسخیر جن و شیاطین وطیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان سے ہوگئی ہے قرآن شریف مین
اسکا ذکر ہوا ہے ـ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز مین آکر چاہا کہ انگارہ
آگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر مارے اور حضرت نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر باندھ رکھین ایسا
کہ صبح کو مدینہ کے لڑکے اوس سے کھیلین مگر بنظر دعای حضرت سلیمان کے چھوڑ دیا ـ پس
وجود خارجی ابلیس مین کیا کلام رہگیا ـ اور مشکوٰۃ مین حدیث ہے عن جابر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء
ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منہ منزلۃ اعظمہم فتنۃ
یجیٔ احدہم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا
قال ثم یجیٔ احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین

امرءته قال فيدنيه منه ويقول نعم انت قال الاعمش اراه قيلتزمه رواه مسلم

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت دریا پر رکھا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے
اغوای بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور اونمین سے زیادہ تقرب اوسکو ہوتا ہے جو اغوا مین کوئی
بڑا کام کرکر آتا ہو پہر آتا ہے ایک اون لشکریوان مین کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا مین نے
کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچھ بہی نہین کیا پہر ایک آکر بولتا ہے کہ ابن آدم کو مین نے
نہچوڑا ایمان تک کہ جورو خصم مین مفارقت کرادی تب اوسکو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے
اور کہتا ہے کہ توہی اچہا ہے اور وہ ہی ملازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے — برآمی خدا
انصاف سے فرماسیے کہ قوت بہیمیہ سے اور مضمون حدیث کیا علاقہ ہے اور اس سے زیادہ
کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس و جنود ابلیس کا درکار ہی ہے ایک حدیث ہے تمام اوہام کا ازالہ
کر رہی ہے — اور مشکواة شریف مین ہے عن انس قال قال رسول الله صلعم
رصّوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیده انی
لاری الشیطان یدخل من خلل الصفوف کانها الحذف رواه ابوداود اور
احمد کی روایت مین بہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلة الحذف
حضرت رسول صلعم قسم خدا کی کہاتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز مین
داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لہذا تاکید فرماتے ہین نمازیون کو کہ صفو مین فاصلہ نچہوڑا کرو
ملکر کہڑے ہوا کرو اب کسی مسلمان کی بہلا کیونکر یہ جرات ہوسکتی ہے کہ حضرت صلعم کی قسم کو
جہوٹا سمجہے یا تحریف معنوی مین مبتلا ہو — ہرگز کوئی قوت بہیمیہ صورت بناکر خارج مین جاتی
نہ کسیکو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکواة مین ہے عن ابن مسعود
قال ذکر عند النبی صلی الله علیه واله وسلم رجل فقیل له مازال نائما حتی اصبح ما
قام الی الصلوة قال ذلک رجل بال الشیطان فی اذنه او قال فی اذنیه متفق علیه

— یہ حدیث متفق علیہ بخاری و مسلم کی ہے اور وجود خارجی ابلیس پر دال ہے اوسکا
فعل خارجی گو ہمکو نظر نہ آتا ہو مگر ہمارے رسول صلعم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہین ہوسکتی
اور وہ مطابقت اوسکی قوت بہیمیہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اوسپر صادق نہین آتا

نہ کسی لغت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہو سکتا ہے ان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ
دریافت کر لیتے ہین چنانچہ اس حدیث کے شراح نے بیان بہی کر دیا ہے شرح مشکوۃ کی
ملاحظہ فرمایئے ــــ اور مشکوۃ مین ہے عن ابن مسعودؓ قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ
من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی
علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر
رواہ مسلم اس حدیث کا ترجمہ تبیین الکلام مین خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا ہے
ــــ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم سے (یعنے بنی نوع
انسان مین سے) کوئی نہین ہے جسکے ساتہ ایک اوسکا ساتہی جن (یعنے شیطان) کہ
اور ایک ساتہی فرشتون مین سے نہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو بہی آپ نے
فرمایا کہ میرے بہی لیکن اللہ تعالے نے میری مدد کی اور پہر وہ مطیع ہو گیا مجکو کچہ نہین کہتا
مگر بہلائی کا اور بعد لکہنے ترجمہ کے اپنی رای یہ لکہی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ شیطان وہی قوای بہیمیہ ہین جنسے انسان کی ترکیب ہوئی ہے نا در گجہ بلفظہ خاکسار عرض
کرتا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی سہو غلطی کی ہین اول اَسْلَم کا لفظ جو حدیث مین
تہا اوس سے یہ مراد تہی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتہ تہا بسبب عنایت الہی کے
وعصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہو گیا تہا سو بجاے مسلمان ہو جانے کے مطلق
مطیع ہونا لکہا تہا کسی قدر قوت بہیمیہ پر تطبیق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا اور رسول کا
اور ایمان لانا وحدانیت ورسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اَسْلَمَ
سے معلوم ہوتا تہا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہین جس سے مسلمان ہونا مین
بلکہ استعمالاً اختیار مین آجانا نکلتا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارد ہوا ہے جو صاف دلالت
کرتا ہے کہ شیطان جن ہے پہر کیونکر قوت بہیمیہ جن بہی سمجہہ جائیگی خصوصاً کلام
نبوی ہین ــــ کہ تحت کلام الخالق وفوق کلام المخلوق فصاحت اور بداہت مین
پہیلی اور چیستان بولنے کو رسول نہین آئے تہے ــــ اور مخاطبین کیونکر قوت بہیمیہ سمجہے ہونگے

جنھون نے ایاک یا رسول اللہ کہکر سوال کیا تہا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تہے کہ انسان کا ازّ
نشانہ کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضرور ہے حضرت کا بہی جسم مبارک خالی نہ تہا انما انا
بشر مثلکم حضرت کی بہی شان تہی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ مین بہی وہ قوت ہے یا نہین
جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب و قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہان
متعین و قرین ہونا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہر امنافی شان عصمت کسی قدر
سمجہکر سوال کیا تہا اوسکے مطابق جواب ملا کہ وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اب کسی طرح
وہ مجکو اغوا نہین کرتا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرتا ہے لاکن بہوک اور
پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لوازم بشریت سے ہرگز مبرا ہونا حضرت صلعم کا مسلم نہین ہے
بلکہ صحیح ترمذی مین ہے فاختار اللہ لنبیہ صلعم الامرین فکان یطوی الایام لایاکل
حتی یشد الحجر علی بطنہ ومع ذلک یطوف علی نسائہ فی الساعۃ الواحدۃ
انتہی مختصراً علی ما نقل عنہ فی القسطلانی اور بخاری مین ہے ان انس ابن مالک حدثہم
ان النبی صلعم کان یطوف علی نسائہ فی اللیلۃ الواحدۃ ولہ یومئذ تسع نسوۃ انتہی **فائدہ** جو حدیث
ہماری مستند ہے اوس سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ جو شیطان حضرت کے ساتہ موکل تہا وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اوسکے شر سے
حضرت یہان تک محفوظ تہے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تہا مگر اس سے یہ لازم
نہین آتا کہ دیگر شیاطین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا نکرتے ہون جیسا کہ دوسری روایات
سے ظاہر ہوتا ہے مگر بہ سبب عصمت و حفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو اون
کے شر سے بہی محفوظ رکہتا تہا اور یہان تک حضرت صلعم کو قدرت دیتا تہا کہ اگر چاہتے تو
بہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کرکے ستون مسجد سے باندہ دیتے پس توافق کل احادیث مین
ظاہر ہوگیا اور جا بجا اکثر دعاؤن مین حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ اونہین شیاطین
سے مراد ہے جو شیطنت پر قائم تہے نہ اوس سے بہی جو مسلمان ہوگیا تہا اور شیطنت
کے اطلاق سے مبرا ہوا تہا یا واسطے تعلیم امت اور حفظ انکی کے ہے ایذای جسمانی سے
مثل پہینکنے انگارون کے حضرت کے منہ پر سے فافہم اور مشکواۃ شریف مین ہے
عن ابی ہریرۃ رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ

فاسئلوا الله من فضله فانها رات ملکا واذا سمعتم نهیق
الحمار فتعوذوا بالله من الشیطان الرجیم فانه

رای شیطانا متفق علیہ غور کرنا چاہیے کہ حضرت رسول صلعم صاف فرماتے ہیں کہ جس وقت
مرغ بانگ دے تو خدا سے دعا مانگو اوسکے فضل کی کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھکر بولتا ہے
اور جب گدھا آواز کرے تو پناہ مانگو کہ وہ شیطان سے کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے
نہیں معلوم کیونکر جناب مخاطب قوت انسانی کا وجود خارجی بنا کر اس قابل ٹھہرا نیگے
کہ وحشی جانور اوسکو دیکھ سکیں لامحالہ وجود خارجی شیطان کا اور بانگ کا مان لینا پڑیگا کما
نحن نے مشکوٰۃ میں ہے عن جابر قال سمعت رسول الله صلے الله علیه
واله وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوۃ ذهب حتی
یکون مکان الروحاء قال الراوی والروحاء من المدینة علی ستة وثلثین میلا
رواہ مسلم اگر وجود خارجی ابلیس کا تحقیق ہے تو اذان سنکر ۳۶ میل تک کسکی قوت بہیمیہ بن
بھاگ جاتی ہے اور کس شخص کو معلوم ہوتا ہے کہ تیرے بدن کی ایک قوت جدا ہو گئی
بھی مشکوٰۃ میں ہے عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم
فاذا طلعت الشمس فامسك عن الصلوۃ فانها تطلع بین قرنی الشیطان
الحدیث مختصرا بلفظه رواہ مسلم اور دوسری حدیث میں ہے ثم اقصر عن الصلوۃ حتی
تغرب الشمس فانها تغرب بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لها الکفار دونوں حدیثوں سے
معلوم ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عین طلوع و غروب آفتاب کے وقت
نماز سے منع کیا ہے کیونکہ ان اوقات میں شیطان کھڑا ہوتا ہے سامنے آفتاب کے
اور اپنا سر اوسکی طرف نزدیک کرتا ہے اور سامنے ہوتا ہے آفتاب پرستوں کے کہ اوسکو
سجدہ کرتے ہیں گویا وہ عبادت شیطان کی ہوتی ہے تو ایسے وقت میں سجدہ کرنا خدا کو
حضرت رسالت پناہ نے پسند نہیں فرمایا اور منع کر دیا تاکہ بلا ضرورت تنگی وقت وغیرہ
کے غیر کی مشابہت و مماثلت شعار کفار عبدۃ الطاغوت و ساجدین للشمس سے نہ ہو
پس ان دونوں حدیثوں کی رو سے وجود خارجی شیطان کا لازم آتا ہے اور قوت بہیمیہ سے کچھ تعلق

نہیں ہوتا مشکوۃ شریف مین آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمر اذا جلس
فی الصلوۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعہا بصرہ ثم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہی اشد علی
الشیطان من الحدید یعنی السبابۃ رواہ احمد
انصاف کیجیے کہ جب کوئی مصلی نماز مین وقت تشہد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے تو اوسکی
قوت بہیمیہ کو نوک سنان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے ہان یہ اشارہ شیطان پر
شاق گذرتا ہے اوسکو وہ ایذا ہوتی ہے جو حدیث مین مذکور ہے وہو المقصود
مشکوۃ شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ
الشیطان حین یولد فیستہل صارخا من مس الشیطان
غیر مریم وابنہا متفق علیہ
اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام مین کیا ہے اور بعدہ اپنی راے
لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے — اپنی کتاب مین بخاری اور مسلم
نے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی
بچہ بنی آدم کا نہین ہے جسکی پیدایش کے وقت شیطان نے اوسکو
نہ چھوا ہو اور وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سوای مریم اور اونکے
بیٹے حضرت مسیح کے — پس غور کر کر رونا بچہ کا ہر وقت پیدا ہونے کے ہوتا ہے
بسبب تحریک قواے بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چھونے سے
تعبیر کیا گیا ہے — حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہم السلام کو اس بات
سے اسلیے مستثنی کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسان مین ہے
اور جو اونکی عفت و عصمت مین خلل ڈالتی ہین اوس سے اونکا بری ہونا ظاہر
پر ثابت کیا جاے انتہی بلفظہ اقول تاویل علیل جناب مخاطب کی
کئی وجہ سے مخدوش ہے اول لا نسلم کہ رونا بچہ کا بسبب تحریک اوس قوت خاص کے ہوتا ہے

جسکا نام آپ نے شیطان رکھا ہے اپنے دعوے کو علم حکمت کے برہان قاطع عن الاحتمال سے ثابت
کیجیے ورنہ بمقابلہ نص صریح کے محض تحکم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ طرف قوت انسانی
کے حدیث مین نہین ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ شیطان بولا کرین اور قوت جسمانی خاص
مراد لین تو یہ خلاف تبادر اذہان کے کیونکر آپ کے معنی صحیح ہو سکتے ہین سوم مس ایک فعل
ایسا خارجی ہے جسکا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہین رکھتی
ہے تو قابلیت مس کی بھی معدوم ہے والا وجود خارجی ابلیس سے انکار اور قوت انسانی کا
وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لانسلم کہ حضرت مریم خواہ حضرت مسیح انسان کامل تھے جو
کسی قوت سے وہ دونون مستثنے ہون بلکہ مثل عیسی کمثل آدم سمجھنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت
مسیح انسان ناقص ہون اور یہ امر کسی قاعدہ علمی کے موافق نہین ہو سکتا ہے پنجم حضرت
مخاطب نے ہرگز نہین سمجھا ہے کہ وجہ استثناء حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہی
اصل بات یہ ہے کہ یہ دعا پہلے سے قبول ہوچکی تھی کہ حضرت مریم کو اور اونکی ذریت کو شر شیطان
رجیم سے پناہ ملیگی چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے
دعا قبول ہوچکی تھی کہ شیطان کے شر سے وہ دونون نفوس قدسیہ محفوظ رہین گے اور ویسا ہی
واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والا مراتب کے موافق ہو سکتے ہین موطا امام مالک
مین ہے اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرأی عفریتا من الجن
یطلبہ بشعلة من نار کلما التفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
راٰہ فقال لہ جبرئیل افلا اعلمک کلمات تقولہن اذا انت قلتہن
طفئت شعلتہ وخر لفیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلی فقال جبرئیل
قل اعوذ بوجہ اللہ الکریم الخ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان رجیم کو حضرت
صلعم نے دیکھا اور اوسنے جو شعلہ آتش سے جلا دینے کا قصد کیا تھا اوسکے بجھا دینے کے واسطے
جبرئیل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کی مطابقت اس حدیث کی قوت وہمیہ کے ساتھ ہرگز
نہین ہو سکتی ہے کیونکہ ساتھ عفریت کے لفظ جن کا بھی موجود ہے اور قوت انسانی نظر مین آتی

خدا وس کا وہ فعل ہے کہ کسی پر انگارہ آگ کا پڑ جاوے جیسے کما لا یخفی از مشکوٰۃ شریف میں ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم یطعنہ الشیطان فی جنبیہ باصبعیہ
حین یولد الخ ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ کی انگلیاں میں جو بچے کی پسلی میں چبھو دیتا ہے خارج از
انسان پر وہ حرکت کر سکتی ہے و من ادعی فعلیہ البیان مشکوٰۃ شریف میں ہے عن حذیفہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا
یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم ایضاً فیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللہ تعالیٰ عند دخولہ وعند طعامہ
یقول الشیطان لا مبیت لکم ولا عشاء واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال
الشیطان ادرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت والعشاء
رواہ مسلم ایضاً فیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکلن
احدکم بشمالہ ولا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا
رواہ مسلم ایضاً فیہ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
یحضر احدکم عند کل شیء من شانہ حتی یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت
من احدکم اللقمۃ فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیاکلہا ولا یدعہا
للشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ای
طعامہ تکون البرکۃ رواہ مسلم

چاروں احادیث مذکورہ سے فوائد معلوم ہوئے اول جس طعام پر خدا کا نام نہ لیا جاوے
شیطان اوس کھانے میں شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لیے نام خدا کے گھر میں داخل
ہوتا ہے تو شیطان کو بھی اوسکے گھر میں رات کا رہنا میسر آتا ہے والا فلا علی ہذا القیاس جب بغیر
لیے نام خدا کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور کھانا بھی کھاتا ہے تو شیطان کو اوسکے گھر میں رات کا
رہنا اور کھانا میسر ہوتا ہے والا فلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اب تم کو
[illegible] دونوں میسر آئے چہارم [illegible] کا کام نہیں ہے کہ وہ داہنے ہاتھ سے نہ کھایا کرے
پیا کرے بلکہ بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہو مگر شیطان کی یہ عادت حدیث میں مذکور ہوئی ہے

جو لقمہ گر پڑے اوسکو جھاڑ پونچھ کر اگر کھایا جاوے تو وہ شیطان کو ملتا ہے مگر قوت بہیمیہ کا یہ طعام
و غذا نہین ہے کما لا یخفی ظاہر ہے کہ قوت انسان کی ایسی شے نہین ہے کہ اوس کا داخل ہونا
یا نہونا گھر مین یا کہانے سے محروم ہونا نہونا صحیح ہو سکے ہر روز و ہر شب و ہر ایک طعام کے وقت
انسان کے ساتھ قوۃ رہتی ہے اور اوسکا جزو لا ینفک ہے پس متعین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی
ہے جو کبھی داخل ہو سکتا ہے اور کبھی نہین و نیز مشکوۃ مین ہے عن عائشة قالت
سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان الملئکة تنزل فی العنان وھو
السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع
غور کیجیے کہ جب ملائکہ آپس مین احکام الٰہی کو بیان کرتے ہین تو کس انسان کی قوت بہیمیہ واسطے استراق
سمع کو وہان جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لامحالہ یہ کام اوسی شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث مین ہے
اور وجود خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہوگیا مشکوۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان
لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان
خواب مین صورت انسان کی بنا کر دکھا سکتا ہے سوای صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور یہ کام کسی آدمی کی قوۃ بہیمیہ کا نہین ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذھب
ساعة من اللیل فخلوھم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان
لا یفتح بابا مغلقا اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوڑتے
پھرتے ہین اور خدا کا نام لیکر جو دروازہ بند کیا جاوے اوس گھر مین داخل ہوتے ہین مگر قوۃ
بہیمیہ کا ہرگز یہ کام نہین ہے پھر وجود خارجی شیاطین مین کیا شک باقی رہیگا مشکوۃ مین ہے
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما
صور اللہ ادم فی الجنة ترکه ما شاء اللہ ان یترکه فجعل
ابلیس یطیف به ینظر ما ھو فلما راہ اجوف عرف
انه خلق خلقا لا یتمالک

رواہ مسلم یعنے جب خدا نے آدم کو بنا کر بہشت مین رکہا تو ابلیس دیکہنے لگا کہ وہ کیسا شخص ہے اور اوسکے گرد گہومتا پہرا جب دیکہا ابلیس نے کہ وہ اندر سے خالی ہے تو سمجہا کہ اوسکی خلقت مضبوط نہین ہے ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ سے مطابقت مضمون حدیث کی نہین ہوسکتی تو وجود خارجی ابلیس کا الزاماً قابل تسلیم ہے فتدبر موطا امام مالک مین ایک حدیث طویل مین سانپ کے مار ڈالنے کے باب مین مذکور ہے فقال صلعم ان بالمدینة جنا قد اسلموا فاذا رایتم منهم شیئا فاذنوه ثلثة ایام فان بدا لکم بعد ذلک فاقتلوه فانما هو الشیطان یعنے حضرت صلعم نے فرمایا کہ مدینہ مین مسلمان جن ہین جب دیکہو یعنے سانپ کی شکل مین تو تین روز تک اونکو اجازت دو کہ گہر سے نکلجاوین پہر اگر بعد اوسکے بہی نظر آوے تو اوس سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ نہین ہوگا مگر شیطان اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جن اور شیاطین سانپ بنکر گہرون مین پہرتے ہین جو مسلمان جن سانپ بنکر آتا ہے تو وہ تین روز کے عرصہ مین نکل جاتا ہے مگر شیطان نہین نکلجاتا ہے لہذا اوسکا مار ڈالنے کا حکم فرمایا گیا لہذا وجود خارجی جن اور شیطان کا لازم آیا اور اون دونون قسم کو شکل حیوانات ذی روح کی بنا لینے کا بہی اختیار ثابت ہوا اور یہ بہی مان لینا پڑا کہ شیطان بہی ایک قسم جن کی ہے نہ قوت بہیمیہ ہو المقصود اور اسی کے موافق ہے حدیث سنن ابی داؤد مین انه سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول الله صلعم ان الهوام من الجن فمن رأی فی بیته شیئا فلیحرج علیه ثلث مرات فان عاد فلیقتله فانه شیطان بلفظه۔ اور اسی مقام پر چند احادیث اور بہی بمضمون واحد موجود ہین من شاء فلیرجع الیه سنن ابی داؤد مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے باب فی اطفاء النار باللیل مین ایک حدیث مین یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی لیگیا اور اوس سے آگ لگ گئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو کیونکہ شیطان چوہے کو آمادہ کرتا ہے اس فعل پر پہر جلا دیتا ہے تمکو الفاظ حدیث کی بقدر ضرورت لکہتا ہون فقال اذا نمتم فاطفئوا سرجکم فان الشیطان یدل مثل هذه علی هذا فیحرقکم تصور فرمایئے کہ کس انسان کی قوت بہیمیہ چوہون کو بہکانے کیواسطے جاتی ہے جسکا نام شیطان کہا ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب چوہون مین بہی قوی ملکی اور شیطانی اور سجدہ بصورت اطاعت و شجرہ علم وعقل اور تکلیف اوامر ونواہی وغیرہ مثل آدم کے قائم کر دین ہوا

لنعمک علیہ الشکلی مشکوٰۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لاتجعلوا بیوتکم مقابران الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ
رواہ مسلم یعنے سورہ بقر جس گہر مین پڑہی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے بہاگ جاتا ہے نہین معلوم
کسکے بدن سے توت بمیہ نکل جاتی ہے فافہم مشکوٰۃ شریف مین بخاری سے حدیث نقل کی ہو
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابوہریرہ کو حضرت صلعم نے تعین کیا تہا واسطے جمع کر کے تقسیم کرنے صدقہ
الفطر کی اور غلہ کا انبار لگا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اور لپین بہر بہر کر غلہ لیجانے لگا ابوہریرہ نے
پکڑ لیا اوسنے کہا کہ مین محتاج ہون چہوڑدو پہر نہ آونگا ابوہریرہ نے چہوڑ دیا تب حضرت رسول اللہ
صلعم نے ابوہریرہ کو خبر دی کہ وہ جہوٹا ہے پہر بہی آویگا چنانچہ وہ پہر آیا اور پہر ویسا سانحہ واقع ہوا
تیسری بار اوسکو ابوہریرہ نے پہر پکڑا اور کہا کہ بچہوڑونگا جبتک تجکو حضور مین سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے نہ لیجاونگا اوسنے کہا کہ مجہکو چہوڑدو مین تمکو چند کلمات سکہا دونگا ابوہریرہ نے
چہوڑ دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بچہونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑہ لیا کرو تو
شیطان تمہارے قریب نہ آنے پاویگا صبح تک جب ابوہریرہ حضرت رسول صلعم کی
خدمت مین حاضر ہوے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتون مین جہوٹا ہو
مگر اتنی بات اوس نے سچ کہی کہ آیۃ الکرسی پڑہنے سے شیطان قریب نہین آتا ہے پہر
حضرت نے فرمایا کہ تمنے جانا اے ابوہریرہ کہ وہ کون تہا یعنے جسکو تمنے پکڑا تہا اور چہوڑدیا
اور آیۃ الکرسی کا اثر بتا گیا ابوہریرہ نے کہا کہ نہین معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان
تہا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکہتا ہون قال دعنی اعلمك كلمات
ينفعك الله بها اذا اويت الى فراشك فاقرأ اية الكرسي الله لا اله الا
هو الحي القيوم حتى تختم الاية فانك لن يزال عليك من الله حافظ
ولا يقربك شيطان حتى تصبح فخليت سبيله فاصبحت فقال لي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فعل اسيرك قلت زعم انه يعلمني
كلمات ينفعني الله بها قال اما انه صدقك وهو كذوب تعلم من تخاطب
منه منذ ثلث ليال قلت لا قال ذالك شيطان رواه البخاري -

اتنے تمام خیالات حضرت مخاطب کا استیصال کلی ہوگیا کیونکہ تین رات تک برابر آدمی کی شکل بنکر
شیطان کا آنا اور صدقات فطر کو کم کردینے کے واسطے اوٹھانا اور ابوہریرہ کا اوسکو پکڑ لینا اور آخر کار
مجبور ہوکر ایک اچھا عمل خیر ابوہریرہ کو سکھانا اور حضرت رسول صلعم کا یہ فرمانا کہ ای ابوہریرہ تمنے جانا
کہ تین رات سے تم کس سے مخاطب رہے وہ شیطان تھا الیسا صاف اور صریح وجود خارجی ابلیس کا
ثبوت ہے کہ جواب نہیں ہوسکتا ثانیٔ بلفیصہ دیکھنے مین آتا ہے کہ جناب مخاطب شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی کے کلام کو معتبر سمجھا کرتے ہین یہانتک کہ بحوالکتاب انتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ حضرت مجتہد العصر کی شاہ صاحب ہی کے مذاق پر بیان کی ہے لہذا رسالہ
قول الجمیل سے تو نہیں مگر شفاء العلیل سے عبارت بطور ہدیہ پیش کرتا ہون وہی ہذہ ولن خبطہ الشیطان
بقرأ فی اذنہ الیمنی سبع مرات ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ
جسدا ثم اناب الی آخرہ ——— شفاء العلیل مین اوسکا یہ ترجمہ
لکہا ہے اور جسکو شیطان باؤلا کردا ہے یعنی جسپر آسیب کا خلل ہو تو اوسکے داہنے کان مین
یہ آیت سات بار پڑہے الم آنفا فیہ ولا یلمام الشیطان بالبیت ومیہم بالحجارۃ
یقرأ معنہ لا یتاتانہم یکیدون کیدا واکید کیدا فمہل الکافرین الی آخرہ
ترجمہ اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گہر سے اور اوسکے پتھر پہینکنے کے لیے یہ آیت پڑہے
انہم یکیدون کیدا الخ الحمد للہ کہ بقول محدث دہلوی وجود ابلیس کا اور ہونا اوس کے آسیب کا
بہی ثابت ہوا اگر جناب مخاطب انصاف سے دور نہ جائینگے تو شاہ ولی اللہ صاحب کے
قول کو اپنا مقبول بنائینگے ورنہ پھر کس منہ سے اونہین کے اقوال سے مجتہد العصر بننے
کے واسطے خیال دوڑائینگے اسی مقام پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی سے
مضمون ایک حل بحث کا قابل گذارش ہے وہی ہذہ ابن ابی الدنیا در مکائد الشیطان از ابن عمر
روایت آوردہ کہ روزی ابلیس با حضرت موسی علیہ السلام در خورد و گفت کہ ای موسی ترا حقتعالی
برسالت خود برگزیدہ و با تو ہم کلام شدہ من گنہگارم میخواہم کہ توبہ کنم شفاعت من کن باحق تعالی
تو بہ مرا قبول فرماید حضرت موسی علیہ السلام فرمودند کہ آری من درجناب الہی دعا میکنم کہ توبہ
ترا قبول کند حضرت موسی از دعا مشغول شدند از جناب الہی فرمان رسید کہ حقتعالی توبہ اورا

قبول کرد استطاعت تو اور البو کہ لبوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت موسیٰ

اینجا خبر ابلیس لعین رسانید ابلیس گفت کہ من زندہ او را سجدہ نکردم مردہ او را چرا سجدہ کنم الغرض آپ خاکسار خدمت مخاطب والا مراتب مین عرض کرتا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے غالبًا ایسے محدث اور محقق کذب صریح مین داغدار نہ ٹھہرائے جائینگے نہ آپ اونکو ایسا ناواقف فن تنقید حدیث مین بتائینگے کہ وہ صحیح اور سقیم مین تمیز نرکھتے ہون تو مقتضائے انصاف دوستی و حق پسندی یہی ہے کہ حضور والا بھی اپنے وساوس پر اصرار نفرماوین اور مخالفت نصوص قرآنی و جمہور اہل اسلام سے باز آوین اور حصن حصین مین جو التزام انتخاب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے اور مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی ہے وہ بھی دیباچہ کتاب مذکور سے ظاہر ہے اوسمین یہ حدیث منقول ہے وان اصیب احد بلمم من الجن وضعہ بین یدیہ وعوذہ بالفاتحۃ والم الی المفلحون و الٰھکم الٰہ واحد الایۃ وایۃ الکرسی وللہ ما فی السمٰوات وما فی الارض الی آخر البقرۃ وشہد اللہ انہ الایۃ وان ربکم اللہ الذی فی الاعراف الایۃ وفتعالی اللہ الی اخر المومنون وعشر من اول الصافات الی لازب وثلث ایات من آخر الحشر وانہ تعالی الایۃ من الجن وقل ھو اللہ احد والمعوذتین مس ق ا شرح حصن حصین ظفر جلیل مین حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوسکے متعلق جو فوائد لکھے ہین وہ بھی ملاحظہ ہون اور جو مبتلا ہوتے کوئی ساتھ آسیب کے جن سے بٹھاوے اوسکو آگے اپنے اور دم کر پڑہے اوسپر ساتھ الحمد کے الی قولہ الفلق کی یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے ف حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو آسیب ہوگیا ہے حضرت نے اوسکو بلاکر یہی عمل کیا پس اوٹھا وہ گویا کہ کچھ خلل نہین رکھتا تھا

کذا ذکر العلی اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی ہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے آدمی
اوپر بسبب ذکر اللہ اور دعا اور تعویذ اور ورد دپڑھنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمانے والون
نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیۃ الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ ایک دفعہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ مین جاتا تہا مین کہ ایک آسیب والے کو
دیکہا مین اوسکے پاس گیا اور کچھ اوسکے کان مین مین نے پڑہا پس وہ ہوشیار ہوا پہر آنحضرت
صلعم نے پوچہا کہ کیا پڑہا تہا تو مین نے عرض کیا مین نے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
آخر آیت تک پڑہا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتہ مین ہے اگر کوئی ہوشیار اسکو
پہاڑ پر پڑہے تو خوف الٰہی سے وہ بہی گر پڑیگا کذا ذکر الفخر رحمۃ قال خصائص کبرے میں
بیہقی سے روایت ہے کہ نقل کیا ابو وجانہ سے کہا ابو دجانہ نے کہ شکوہ لیگیا مین سول خدا
صلعم کے پاس عرض کیا مین نے کہ یارسول اللہ جسوقت کہ مین لیٹتا ہون بچہونے مین
تو ناگاہ سنتا ہون گہر اپنے مین آواز مانند آواز چکی کے اور بہن بہناہٹ مانند بہن بہنانے
آواز مکہی شہد کی اور دیکہتا ہون چمک مانند چمک بجلی کے اوٹہایا مین نے سر اپنا گہبراتے
ہوئے ڈرتے ہوئے ناگاہ دیکہا مین ایک سایہ سیاہ لٹکتا ہوا بلند اور لمبا ہوتا جاتا ہے صحن
گہر میرے مین پس قصد کیا مین نے طرف اوسکے پس ہاتہ لگایا مین نے جلد اوسکے کو پس ناگاہ
جلد اوسکی تہی مانند جلد سیہ سے کے پس پہینکا مونہہ میرے پر مثل شعلہ آگ کے پس گمان کیا مین نے
کہ اوسنے جلا دیا مجکو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گہر کا یعنے جن برا ہے اے ابو دجانہ
پہر فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس دی دوات اور کاغذ حضرت
علی بن ابی طالب کو فرمایا کہ لکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ ھذا الکتاب من محمد
رسول رب العلمین الی من طرق الدار من العمار والزوار والسائحین الا
طارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعۃ فان تک
عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعیا حقا مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق
علینا و علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون و رسلنا یکتبون
ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا وانطلقوا الی عبدۃ الاصنام

والی من یبن عمان مع الله الٰہا آخر لا الٰہ الا ھو کل شیء ہالک الا وجہہ
لہ الحکم والیہ ترجعون تغلبون حٰم لا ینصرون حٰمعسق
تفرق اعداء الله وبلغت حجۃ الله ولا حول ولا قوۃ الا
بالله فسیکفیکہم الله وھو السمیع العلیم کہا ابو دجانہ نے پس لایا
مین اوسکو اپنے گہر اور رکہا مین نے نیچے سر اپنے کے اور سویا مین اوس رات پس نہ جاگا مین مگر
آواز ایک چلانے والی سنے کر کہتا ہے ای ابو دجانہ جلایا ہمکو ای ابو دجانہ قسم ہے لات اور عزی
کی ان کلمون نے پس ساتھ حق صاحب کے جب اوٹہا لیگا تو ہمسے یہ کتاب پس نہ پہرینگے ہم
تیرے گہر مین اور نہ تیرے ہمسایہ مین پس صبح کی مین نے پس نماز صبح کی پڑہی مین نے ساتھ رسول الله صلعم
کے اور خبر دی مین نے حضرت کو ساتھ اوس چیز کے کہ سنا مین نے جنات سے پس فرمایا ای ابو دجانہ
اوٹہا تو ہمسے پس قسم ہے اوس ذات کی کہ بہیجا مجہے ساتھ حق کے تحقیق وہ پاتے ہیں رنج عذاب کا دن
قیامت تک انتہی بلفظہ اور حصن حصین مین ہے واذا تغولت الغیلان نادی
بالاذان مرہ عن یعنی جب غول بیابان چلا دے بیکار کر کے کہی اذان اعلی ابی مسلم قرار ابن ابی
نے بعد ختم ہونے عبارت ظفر جلیل کی خاکسار خدمت مین بہایت مطالب کو عرض کرتا ہے
کہ احادیث نبوی سے ثابت ہو چکا کہ جن و شیاطین کا وجود خارجی ہے اور آسیب جن کا بہی ہوتا
اور وہ گہرون مین بہی داخل ہوتے ہین اور اونکے نام خط بہی لکہے جاتے ہین تو اب یہ قاعدہ
کلیہ حضور کا کہان باقی رہا کہ جو شے حواس کے ذریعہ سے معلوم نہو وہ وجود خارجی نہین رکہتی
ہے اور نہ بقدر حقیقت کا مرتفع ہو گیا تو معنی مجازی اونہی کا اختیار کرنا اور اوسپر اصرار اور استبداد
مفید نہین ہے فائدہ الحمد للہ کہ آیات واحادیث سے امور مفصلہ ذیل ہمنے ثابت کر دیے اول ابلیس بہی
جن کی ایک نوع ہے اور جن کا اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا نار حقیقی ہے
ہے اور نہ تمام جنون کے بلکہ سنن ابی داؤد مین ہے ص ۲۰۳ فال قال رسول الله صلعم ان الغضب
من الشیطان وان الشیطان خلق من النار سوم بعض انبیا اور صحابہ نے شیطان کو دیکہا ہے
چہارم ابلیس اور اوسکے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کو اغوا کرتے ہین بلکہ ابلیس کا تخت دریا پر
رکہا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوای بنی آدم کے بہیجتا ہے اور موافق افعال مرتکب

شیطان کی داد دیتا ہے پس مجسم ابلیس اور اوسکی ذریت و قوم سبکی سب دشمن بنی آدم کی ہین ششم
اب تک ابلیس روتا ہے سجدہ نکرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ مین دیکھتا ہے جس سے وجود
حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی ہفتم کبھی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کبھی بسبب برکت
اسماء الٰہی و رتاثیر ادعیہ ماثورہ کی حاضر نہین ہوسکتا اور دور ہوجاتا ہے کبھی کا تب لسان پر ہوجاتا ہے اور وہ ادعیہ
ماثورہ و کلمات طیبہ یا آیات قرآنی سے دفع ہوجاتا ہے ہشتم یہانتک ابلیس کو تسلط دیا گیا ہے کہ طعام اموال اولاد مین بھی شرکت
تصرفات کی حاصل کر لیتا ہے نہم ابلیس صاحب دو صفات قوم والنکے ہے اور بعض جانور اوسکو دیکھتے ہین اور جانور تکو بھی اکثر ابن آدم
کرتا ہے اور غول بیابانی بنکر بھی ڈراتا ہے اور نماز مین بھی آکر ستاتا ہے دہم استراق سمع کیواسطے
طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مار کہاتا ہے وغیر ذلک من الاعمال والتصرفات
تو اب انصاف کرنا چاہیے کہ وجود خارجی ثابت ہونے مین کیا حالت منتظرہ باقی رہتی ہے اور جب
یہ ثابت ہوا کہ منکر سجدہ حضرت آدم وہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین نہ قوت انسانی تو اب
دیکھنا چاہیے کہ اوسکو کس قدر تصرف اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان
کرتے ہین کہ خدا تعالی ہمکو خبر دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن بھی ہے اور گمراہ کرنے والا بھی ہے
انہ عدو مضل مبین غور کرو کہ عداوت ابلیس کی اور اوسکے قوم کی انسان کے ساتھ جیسے یقینی
ہوگئی اوسی طرح اغوا اور اضلال بھی قطعیات سے ہوگیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہہ کرسکتا ہے
کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر موثر نہین ہے کلام الٰہی نے اس شبہہ کو بھی رفع کر دیا ہے
اور انہ عدو مضل مبین کہکر ہمکو سمجھا دیا ہے اور اسی آیت کے موافق وہ احادیث بھی ہین جنمین وسوسہ
شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وسوسہ دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت مین آکر
مثلا نماز مین خلل ڈالے اور خضوع اور خشوع مین فرق ڈالے یا دیگر امور خیر مین مخل ہوجاوے دوسرے
یہ کہ ہمارے دلونمین وسوسہ پیدا کرے اور مثلا غصہ کی حالت مین اشتعال طبع بڑہا کر جورو اور خصم مین
مفارقت و مباینت کرا دے اور پہر موافق مضمون حدیث کے عزازیل کی لشکریون مین وہ شیطان
سب سے زیادہ تقرب پا دے بہرکیف اضلال کا لفظ قرآن مجید مین ایسا جامع واقع ہوا ہے کہ سب
افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہوگئی کہ اضلال بھی کام ہے شیطان کا تو تسلط اسکا
اعضاء ظاہری و باطنی انسان مین قابل انکار نہ ہوگا اور کیونکر اوسکا تسلط کامل نہ مانا جائیگا لاکن

قران شریف کی متعدد آیات سے بھی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہوتا ہے کما مر سابقاً ثبت
لا سورہ اعراف مین بھی ہے قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ
یعنے بولا ابلیس جیسا تونے مجھے بدراہ کیا ہے مین بیٹھونگا اونکی تاک مین تیری سیدھی راہ پر پھر
اونکی بھی راہ مارونگا پھر اونپر اونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اور نپاویگا
تو اکثر اونمین شکر گذار موضح القران اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اوسکی
یہ عبارت ہے من بین ایدیھم من قبل دنیاھم یعنی ازینھا فی قلوبھم و
من خلفھم من قبل الاخرة فاقول لا بعث ولا جنة ولا نار وعن
ایمانھم من قبل حسناتھم وعن شمائلھم من قبل سیاٰتھم کما فی المعالم
یعنے دنیا کی زینت کو اونکے دلونمین جگہہ دونگا اور آخرت کے باب مین یہ شک الونگا کہ نہ حشر
نشر ہے نہ جنت و نار کی کچھ اصل ہے اور حسنات سے باز رکھونگا اور گناہون پر راغب کرونگا اور
قتادہ کا یہ قول ہے اتاھم من بین ایدیھم فاخبرھم انہ لا بعث و
لا جنة ولا نار ومن خلفھم من امور الدنیا یزینھا لھم ویدعوھم
الیھا وعن ایمانھم من قبل حسناتھم بطاھم عنھا وعن شمائلھم
زین لھم السیئات والمعاصی ودعاھم الیھا اتاك یا ابن ادم
من کل وجہ غیر انہ لم یاتك من فوقك لم یستطع ان
یحول بینك وبین رحمة اللہ کما فی المعالم
الغرض مفسرین کے ان اقوال سے معنی آیت مین اغوای ابلیس ہر قسم کا ظاہر ہوگیا اور یہی آیت سکی
موید ہے يٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ
مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا یعنے اے اولاد آدم کہیں
بہکا نہ دے تمکو شیطان جیسے نکلوادیا تمہارے ماں اور باپ یعنے آدم اور حوا کو بہشت سے اور
چھنوادیا اونسے لباس اونکا الخ یفتننکم کے معنی ہین یضلنکم کما فی المعالم اور سبب

زیادہ صاف ہے قول ابلیس کا سورہ حجر مین ہے کہ لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ
الآیۃ الحاصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسی شیطان رجیم کا کام ہے جسنے
قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوای بنی آدم کے مانگی تھی اور سجدہ سے انکار کیا تہا اور
جسکو بنی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن مین اثر پیدا کرنیکا اختیار یہان تک ملا ہے کہ دنیا کی زینت
کو دل مین جگہ دیتا ہے اور گناہون پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کراتا ہے
اور وسوسہ اوسی اضلال و اغوا کا نام ہے تواب کچھ کلام نرہا کہ نماز مین جو وسوسہ ڈالنے والا ایک
خاص شیطان ہے جسکا نام خنزب ہے یا حدیث مین جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے بدن مین
تیرتا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آسیب زدہ مین ایک خاص قسم کا
اثر ہوجاتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجیہ کا کوئی انکار نہین کرسکتا ہے مثلاً ثابت ہوا کہ کیسا اثر
پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہین ہوتا ہے وہ ایک طور
کا اثر ہے اسیطرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان مین ایک
تاثیر اغوا و اضلال کی یا ایذا و تکلیف کی پیدا ہوجاتی ہے اور بعض احادیث مین نظر بد کا اثر پیدا
ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت بھی جسم انسان مین ایسا اثر پیدا کرتی ہے
کہ بیماری سے بدتر کردیتی ہے اور صرف اوسی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ
نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہین ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر
اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہین ہے اور بلاشک وہ اثر بدن مین
ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون مین خون جاری تو جس حدیث مین وسوسہ خنزب شیطان کا
ذکر ہے یا خلل انداز ہونا نماز مین شیطان کا اور حضور قلب مصلے مین حجاب ہونا اوسکے وسوسہ
کا مذکور ہے جسکو حائل ہونا بے تکلف کہہ سکتے ہین وہ ہرگز قوت بہیمیہ پر دلالت نہین کرتی
ہے بلکہ وجود ابلیس مین تاثیر دیتی ہے اور اثر ابلیس کا بدن مین جاکر تسلط پیدا کرنا اور مثل ہوا کے
داخل جسم ہوجانا اور پھر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا امر نہین ہے جو خلاف عقل ہو
یا اوسپر جری مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے تشبیہ اور مشبہ بہ لیکر شیطان اور خون مین
وجہ شبہ کی وہ ہی سرایت ہے جو ہم بیان کرچکے ہین تواب حدیث ثانی بھی ہماری ہے

عصمت بن ... ملاحظہ لعین انی نفث لھا بسم اللہ الدم انہضم ... بوجھا وجھا ثم قال ... لا تکشف الضحی کلا الشمس ... یعنی جب انسان یا حیوان پر نظر لگ جاوے تو یہ دعا پڑھ کر اثر اوسکا زائل کیا جاوے ۱۲

موئید ہو سکے گی نہ حضرت مخاطب کی کیونکہ کسی حدیث مین قوت بہیمیہ کا ذکر بہی نہین ہے
اور قید ثبوت کل اس امر کے کہ انکو اضلال و وسوسہ خاصہ ہے اوسی ابلیس کا اور اوسکے
جنود و ذریت کا جسکے واسطے تعدد و تشخص مصاف فرمایا ہے تو اول احادیث کی بحث ہا
رہی جسمین اسی قسم کی وساوس و اضلال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہو جانے تعذر
حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لنا لا علینا سمجھے جاتین گی کما یعلم الخبیر اور اوسی
مقام پر ہم یہ بہی ذکر کر دینا مناسب سمجھے ہین کہ جسطرح حقیقت ذات شیطان کی ہمنے ثابت
کر دی کہ وہ جن کی نوع سے ہے اور بنی آدم کا دشمن بہی ہے اور مغوی او مضل بہی سب اسکے نام
اوسکو کہین ابلیس کہین جن کہین شیطان کہین عفریت کہین طاغوت کہین خناس بولا گیا
ہے اسی طرح ہمکو جناب مخاطب یہ امر ثابت کر دین کہ لغت مین یا اہل لسان کے محاورات
مین قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی مین ابلیس و شیطان کہتے ہین مثلا جب
کہا جاوے کہ انسان مین کتنے قوی ہین تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و باصرہ و حس مشترک و وہم
و خیال و حافظہ و تلبیس و متخیلہ و عقل و علم وغیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت مخاطب
مجبور ہو کر فرماوین کہ قرآن مین تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے مشبہ و مشبہ بہ چاہیے پہلے
اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ شبہ کے کسی انسان کی قوت کو شیطان کہہ سکتے ہین
اور تشبیہ مراد لے سکتے ہین ورنہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہو جاوینگے اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے
تو کسی قاعدہ کے ساتہ تطبیق دیدیجئے تو بادر از ہان ہے نہ سیاق سباق سے کچہ مناسبت ہے
نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ مین سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہے نہ قرآن مین کوئی
لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے
جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین مین قائم ہو سکین قرآن شریف مین جہان تشبیہ دی گئی
ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب اللہ مثلا یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نورہ
کمشکوۃ مثلہم کمثل الکلب ضرب اللہ مثلا و ضرب الامثل و مثلہم کمثل الذی استوقد نارا ضرب اللہ مثلا
رجلین الآتیہ وغیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجاز بہی اگر آیا ہے تو محاورات اہل لسان و متبادر
از ہان کے خلاف کہین نہین ہے بخلاف آیات قصہ آدم کے کہ تمام دکمال انکا مراد مخاطب سے

متنافر اور متغایر ہین اور صوفیہ کرام جو یہ فرماتے ہین کہ جو غافل رب سے
یا لذاید دنیا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حقمین شیطان ہے یا یون کہتے ہین کہ ہمارا نفس
جو دنیا طلبی مین ہمکو رکھنا چاہتا ہے وہ ہی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کچھ
فائدہ نہوگا کیونکہ وے لوگ وجود حقیقی ابلیس کے منکر نہین ہین نہ کسی قوۃ مسلمہ مخاطب کو شیطان
ٹھہراتے ہین بلکہ شیطان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو تبیین الکلام
مین صاحب لسان الہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے پس جبکہ قوۃ بہیمیہ ابلیس نہین
ٹھہری تو جو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہین وہی درست ٹھہری گی نہ طبع آزمائی و ایجاد
حضرت مخاطب کی وہو المقصود تنبیہ۔ جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ بدن انسان مین
ایک قوت بہیمیہ ہے جو روح کے ساتھ عداوت رکھتی ہے اور روح کو اوسکے ساتھ عداوت
ہے بلکہ تبیین الکلام مین یہ بھی فرمایا ہے کہ قبل کہانے شجرہ ممنوعہ سے وہ عداوت چلی آتی تھی
اس دعوے پر دلائل ہمکو عنایت فرماوین کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف مین اس
قول کی تصدیق نہین پائی ہین جہان تک ہمکو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قوای انسانی
ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہین روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہین کسی قوت کو
عداوت ساتھ روح کے نہین ہے کیونکہ روح ذاتی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات
و عرضیات اوسکے ہین ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقای روح ہوتا ہے جب کوئی قوت
بیکار ہو جاتی ہے اوسی قدر روح کو صدمہ پہونچتا ہے اور اوسکے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ
اسکے کوئی قوت بہیمیہ ایسی نہین ہے جسکو فی نفسہا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع
و ضرر کے سمجھنے کا حاصل ہو حالانکہ عداوت کرنا اور دکھ دینا منحصر ہے اس امر کے فہم و ادراک
پر کہ روح کو صدمہ پہونچانا کس فعل سے ہو سکیگا اور وہ فعل کیونکر سر انجام پاویگا اور اوسکا کیا
نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لائق نہین ہے جب تک ایک قوت کو جو دشمن ٹھہرائی
جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجھا جاوے جو بالبداہت باطل ہے مثلاً قوت سامعہ کا یہ مقصد
جانتی ہے کہ جسقدر آواز اچھی یا بری آوے اوسکو قبول کر لے اور باصرہ کا اتنا ہی کام ہے کہ جب
آنکھ کھولی جاوے تو جو چیز اچھی یا بری سامنے آوے اوسکا انعکاس قبول کرلے اور حس مشترک کا

بھی ایساہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو حاصل ہوا اوسکو نگاہ رسکتے اور دامیہ
وغیرہ کا بھی ایساہی عمل ہے اور بعض اعضا مین بعض قوت بھی خاص مین جیسے زبان مین
قوت ذائقہ اور اعضاء تناسل مین قوت مباشرت اور کان مین قوت سمع ہان عقل کا یہ کام
کہ جس قوت کا اقتضا رخلاف مصلحت اور مخالف روح و نا ملائم حالات وقت سمجھتی ہے اوس
باز رکھنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل و علم کی بدولت استعمال بعض قوت کا بعض اوقات
پسند نہین کرتی ہے مثلاً جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کھانا اگرچہ
طعام لذیذ مین ملا ہو مناسب نہین ہے تو قوت ذائقہ و اشتہائی طعام کو استعمال نہین کرتی
یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکھنا آفتاب کا ضعف بصر پیدا کریگا تو قوت باصرہ کو اوسکی طرف متوجہ
نہین ہونے دیتی اسیطرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہان جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر ایک
قوت سے ضرر پہونچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہونچاتی ہے مثلاً جب عقل نے طعام زہر آلود
کے کھانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گو لطف اوٹھایا مگر روح کو صدمہ پہونچا اسیطرح جھوٹی
خبرین درد انگیز حکایتین بذریعہ سامعہ کے سننے مین آوینگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت مکروہ
مین آویگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا مدار عقل و علم پر ہے اوسی کے کرانے
سے ہر قوت سے نفع ہے اور اوسی کے نقصان سے ہر قوت سے نقصان ہے اور ضعف
اور قوۃ کا عقل کا کبھی تو جبلی ہوتا ہے اور کبھی سوء مزاج سے پیدا ہوتا ہے کبھی قلت علم اور تجربہ
سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم و صحت جسمانی و صحبت صالحین و عقلا وغیرہ اسباب
سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خداداد ہے الحاصل کوئی خاص
قوت ایسی نہین ہے جسکو خود یہ قابلیت و استعداد حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی عداوت پر قائم
اور روح اوسکو اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت بہیمیہ نام رکھا ہے قوت شہوانیہ و شہوانیہ کا
کہ وہ دشمن روح ہے اوسی قوت کی بدولت کھانا لذیذ کھاتے ہین اور زن منکوحہ سے
کرتے ہین عمدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزونکا پاس رکھنا مرغوب ہوتا ہے
روحانی کے واسطے اوسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے گندہ چیز
مکادہ اکتفد طعام وغیرہ خاتمہ ۔ سے روح کو صدمہ ہوتا ہے تو اب کوئی نہین کہہ سکتا

قوت شہوانیہ شوقیہ دشمن روح کی ہے یہان بھی وہی قاعدہ کلیہ ہے کہ عقل انسان کی اون قوی سے
بھی کام لیتی ہے بموقع اور مصلحت دیکھکر پسند کرتی ہے اگر عقل مین نقصان ہوجاتا ہے یا علم کچھ کمی کرتا ہے
تو اوس قوت سے بھی ضرر پہونچتا ہے جسطرح کہ اور قوتون سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا ایسا
ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بھی مثل انسان کے فہم کامل رکھتا ہے و نیک
و بد کا نتیجہ سوچ کر عقل مین تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کہاتی ہے اور اپنا کام خارادت قدیمہ کا بخوبی
نکال لیتا ہے دیکھو غصہ بھی ایسی قوت نہین ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذموم ہو اور اوسکو دشمن روح کا مان
لیا جاوے مثلاً جب کوئی انسان زید کو دیکھے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتھ پہینک کر
اس فعل پر خوش ہورہا ہے یا کسی مصلے کو نماز پڑہنے سے بجبر روکتا ہے اوس وقت یہ حرکت زید کی
دیکھکر اگر غصہ آوے اور اوس حالت مین زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان
دور دوسنیے مین داخل ہوگا الحاصل کوئی بھی قوت ایسی نہین ہے جسکو محض عداوت ساتھ روح کے
ہو اور ہمیشہ دہوکہ دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجھتی ہو کہ ایسا ایسا طور مین لاؤن تب روح کو صدمہ پہونچے
اور ایسا کام کرایا جاوے جس سے دوزخ مین داخل ہوسکے بلکہ جس وقت ذرا سا بھی صدمہ روح کو
پہونچتا ہے تمام قوی انسانی اوسی کے دفع کرنے مین متوجہ ہوجاتی ہین اور روح کو بدن سے خارج
ہونے سے بچاتی ہین اور ایسا کیون نکرین کی روح کے نکلتے ہی تمام قوے خود غارت ہوجاتینگے
بخلاف شیطان کے کہ اوسکا کیا بگڑیگا خوب تماشا دیکھے گا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو
خواہ اونمین سے بعض کو بفرض محال ایسا علم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی بھی جرائع گل کرتی ہے اور
خود علم و عقل ایسا رکھتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آجاتا ہے پہر بھی
ایسی ذی عقل قوت اس امر سے غافل نہوگی کہ اگر روح میرا اتباع کریگی اور کفر اختیار کریگی تو دوزخ
کے عذاب مین مبتلا ہوگی اور اوسکے ساتھ مجکو بھی دوزخ مین جانا پڑیگا کیونکہ انسان کامل ساتھ
سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ مین پہونچیگا تو قوی کیونکر نہ پہونچین گی
بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہین ہے ضرور بد دوزخی ہے تو وہ خدا
سے چاہتا ہے کہ اوسی کی طرح ہر ایک بن آدم بھی دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام پر ہمارے
جناب فلسفیت مآب یہ فرمادین کہ ہم حشر اجساد کے کب قائل ہین کیا ہماری تہذیب الاخلاق مین نہین

[margin:] لمعہ بعض عبارات تہذیب الاخلاق جنمین قوای کے نیک اور قوای کو نکمّا اور بہت خراب ہونا بیان کیا ہے جو روح کی معاون ہیں اور نفس انسانی کو جو انسان حیوان کو سمجھنا خارج کرنا اور صلاح روحانی پا عذاب نفس انسانی نہین لکھا قوای کی اصلاح کے موافق ہی قول مخاطب کا صحیح ہو ۱۲منہ

دیکہا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہان کوئی بہتی آگ کی یا مولویصاحب کے چولہے کی
آگ نہین ہے محض جہلا کے ڈرانے کے واسطے مخاوفات کا بیان ہوا ہے پہر قوت جسمانی
کیونکر دوزخ سے خوف کریگی آپکے جواب مین نقیر یہ عرض کریگا کہ پہر بہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہی
یعنے اگر روح کو تباہ کریگی اور روح جسم کو چہوڑ دیگی تو گو علم و عقل یا ادراک خاص قسم کا اوسکے
ساتہ رہے مگر قوای بہیمیہ تو معدوم ہو جاینگی جنکا وجود منحصر ہے بقای اعضاء جسمانی پر جس کہر پر
سارا کہیل تماشا رہے گویا اوسی مین آگ لگانی ہوگی روح کے ساتہ عداوت کرنی مین اپنے ہی ساتہ
عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہو کر یہ فرمادین کہ ہان ایسی کوئی قوت علم حکمت
یا کتاب و سنت مین بلفظ خاص مذکور نہین ہے مگر قوت شہوانیہ و غضبیہ و شوقیہ پر انطباق قوت
بہیمیہ کا ممکن ہے لہذا ہم اوسکو بلفظ قوت بہیمیہ مجازاً تعبیر کرتی ہین جیسا کہ باقی قوی کو ملکیہ بیان
کرتی ہین خاکسار عرض کریگا کہ اس مجاز خانہ خراب نے تو غضب مین جان ڈال ہے بلفظ
ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعوی کیا کہ ابلیس و شیطان سے وہی قوت بہیمیہ مراد ہے
جو آدم کے بدن مین موجود تہی جب دس قوت کا بہی پتا نہ ملا تو اب اوسکا بہی مجاز نکلا کہ قوت
شہوانیہ یا غضبیہ وغیرہ کو مجازاً بہیمیہ کہا گیا ہے خیر یہ تو سُن لیا مگر یہ ارشاد فرمایئے کہ بہیمیہ کی تقسیم جنہ
کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب فرمایا ہے اوسکو سرکشی خدا تعالی
کے ساتہ کرنے سے اور نافرمانے سے کیا علاقہ ہے اچہا یہ بہی جانے دو اتنا ہی جواب دو
کہ نام قوت کا بدلنا تو آپکی خاص اصطلاح ٹہرے گی پہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام
مان لین یہ بہی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف ہے بدل جایگی یہ تعریف قوت
بہیمیہ کی علم و حکمت اور شرع مین کہان مذکور ہے کہ اوسکو روح کے ساتہ عداوت ہے اور
روح اوس سے عداوت رکہتی ہے اور اوسکا صرف کام وسوسہ ڈالنے کا ہے اگر ہیچ کتب
علم طب و فلسفیت و شریعت مین ایک بہی قوت ایسی نہین مذکور ہے جسپر آپ کے بیان کے
مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غضبیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ و شوقیہ کی وہ تعریف ہے
تینون اقسام اصلی قوی کے اور اونکے اصناف ملاحظہ فرمایئے کہ اونکا مبدا اور لازم و تعریف
کیا ہے اور وہ کب جو مجسمات مین حرارت غریزیہ سے مرکب ہین اور اونکا کب یہ فعل ہے وہ تو

وہ توسب کی سب روح کی تابع اور خادم ہین اگر کہو کہ لذائذ روحانی پر رغبت دلاتی ہین تو بھی لذائذ روحانی ہرگز دشمنی روح مین داخل نہین ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہین اور اعضا کو اور ارواح حیوانی وطبعی ونفسانی کو قوت دیتی ہین اور قوام بدن اوس سے درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ ممنوعہ فی الشرع ہین تو عداوت محضہ کے کیا معنے ہین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت واضلال ہی کرتا ہے پھر کیونکر آپکی تقریر کسی علم سے مطابق ہو سکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب پر ذہنی خدشات بیان کرتے ہین قولہ میرا نام آدم ہی الخ اقول آپنے تبین الکلام مین سوای ابو البشر حضرت آدمؑ کے ایک اور آدم کا وجود قائم کرکے اوسکے ثبوت مین یہ آیت پیش کی ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً پس ظاہر ہے کہ سارا قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملائکہ کے ساتھ سوال وجواب ہونیکا اور تعلیم اسمار کا بیان جو کچھ قرآن شریف مین ہے اسی آیت سے شروع ہوکر ساتھ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم اول سے متعلق کیا جو ہم لوگونکا دادا اور حضرت حوا کا زوج نہین تھا بلکہ آپکا تبین الکلام مین یہ قول ہے کہ وہ آدم ہیلا نر اور مادہ ساتھ ساتھ پیدا ہوتے تھے اور اونکی غذا نباتات زمین تھی اور اونکے بعد کتنے آدم پیدا ہوتے یہان تک کہ حضرت ابو البشر جب پیدا ہوتے تو زمین سنسان تھی اور کوئی قسم نباتات کی تھی صرف شبنم روی زمین کو تر کرتی تھی مگر اب سرگذشت آدم مین آیات مذکور کو حضرت ابو البشر کی شان مین قرار دیکر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے اونکو اپنا نائب زمین بنایا اور فرشتہ غل مچاتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب اول توریت کی تفسیر کو اور حال کی تقریر کو حضور مطابق کر دیجیے کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونون تالیفات مین کیا ہے اور یہ کیا علم و یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا واہمہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی معنے آیات کے ارشاد ہوا کرتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول جسکا ذکر تبین الکلام کی تفسیر باب اول مین ہے قرآن وحدیث سے آپ کیونکر ثابت کرتے ہین مجرد اس قدر کہدینا کہ خدا کے کلمات اور مخلوق بے انتہا ہین واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہین ہے لا دلالة للعام علی الخاص یہان ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ مدعی ہین اور توریت کی مطابقت ملت اسلامیہ سے کر رہے ہین پھر کیف حضور والا متعدد آدم کے وجود کو مانتے ہین پھر یہ آدم مجازی

بیان سے شدید کلام تسلی مخاطب نیب ذہنی ہوتی ہے

جو داستان بیان کرتے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کر آپکے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکہ جانا کہ وہ
حضرت ابو البشر تھے جیسا وہ سارا قصہ ملائکہ سجدہ و جنت و شجرہ و ابلیس وغیرہ کا مجازیہ بنا لیا ہے حالانکہ
اصلی آدم بھی نہ تھا مجازی آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدا ہی سمجھا ہوگا اور خود خود بھی عالم خیال
مین مجازی تھے تو یہ تحریر بھی غالبًا وہی خیالات مجازیہ مین ہم سمجھتے تھے کہ آپ جتنی تفسیر تمام مسلم
اور مقبول قرآن شریف کے بیان کرینگے مگر یہ کوئی وہی آدم نام ٹھراکہ شیطان حاضر ہوا ہو کہ جو
اپنے خالق کا نام بھی نہین جانتا تھا نہ یہ پہچانتا تھا کہ مجکو کسنے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا تو بجز
ویران بن و شبنم کے سوا اوسپر کچھ نہ تھا پھر وہ باغ عدن جسکو جنت ٹھرایا جاتا ہے کہان سے آیا
ہوگا شاید للو مالی او کلو کسان اوسی آدم خیالی کے ساتھ کیڑے مکوڑون مین پیدا ہوئے چلتے پھرتے
چند آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکن یہہ تعجب ہے کہ زمین تو سنسان تھی وہ کیڑے
مکوڑے پرند چرند کہان سے آگئے ہونگے اور جنگلی غذا نباتات ہے وہ کیا کہاتے ہونگے اور کیونکر
جیتے ہونگے شاید للو کا وہ کے باغ کا سبزہ بیگانہ ملجاتا ہوگا مگر وہ بھی کہان تک اور کس قدر ہوگا اور
اوسپر طرہ یہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے ٹپکتا ہے کہ پہلے وہ محض نطفہ تھا
جو درخت کے تخم کیطرح تھنکے سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چھوٹا تھا اوسی مین
نبوت اور خلافت بھی چھپی ہوئی تھی پھر بھی یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصراحت
معلوم نہوئی کہ وہ نطفہ کسکے اعضاء تناسل سے نکلا تھا اور کسکے بطن مین ٹھہرا تھا شاید کسی جانور کا
نطفہ ہوگا اور زمین مین گرپڑا ہوگا اور زمین مین خاصیت رحم عورت کی پیدا ہوتی ہوگی اسی پر گہاس کی طرح
جما ہوگا مگر شکر ہے کہ جانورون نے وہ گہاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پھر
لطف یہ ہے کہ صغر سن مین نہ بیچارہ کو دودہ پینے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان غذا کا ہوگا نہ خود ایسی
عقل تھی کہ بچپن مین کوئی فکر غذا کی کرسکتے ہان شاید للو کلو کی جوروان بھی ہونگی اونہون نے
پرورش کرلیا ہوگا اور اپنے باغمین اوٹھا کر لیگئے ہون گے یا شاید کسی سؤر یا گئے یا شیر وغیرہ
جانور وحشی درند کی مادہ نے دودہ پلایا ہوگا جو کچہ حضور کی تحقیق ہو اور ملالہمی کی ذریعے سے
یا آدم مجازی کے معارف و حقائق مین ثابت کرلیا ہو ارشاد ہو جاے کہ اوس باریک تنکے
کی پرورش صرف بلوغ تک ہو سکنے مین موافق قاعدہ نیچر کے یا کسی آیت و حدیث کے کس طور سے

واقع ہوئی تہی چونکہ آدم وہی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے اسکی بابت اوس سے یہ سوال بہی کر لیجیے
کہ دادا جان خدا نے فرشتون سے کہا تہا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہ بہی فرما دیا ہے فَاِذَا نَفَخْتُ
فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفخ
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہین جاتا
ہے کہ بعد نفخ روح کے مثلاً اٹہارہ برس تک سجدہ مین توقف ہوا تہا حرف اذا کے بعد حرف
تعقیب کی بہی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کٹھ ملا اونچی ڈاڑہی اور اونچے پائنچے و عمامہ و تسبیح والے
لوگ کہتے ہین کہ بعد نفخ روح کے کوئی زمانہ ابو البشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکا قالب ایسا تیار کیا گیا تہا کہ نفخ روح ہوتے ہی فرشتون نے سجدہ کیا اور علم اسماء عنایت
ہوا اور اونکو حکم ہوا کہ جنت مین رہین فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیل تک وہ زمین مین بہی قبل داخل ہونے
جنت سے رہے ہون مگر جوان عاقل عالم فرشتون کے اوستاد خدا کے خلیفہ تہے اپنے رزق کی
آپ فکر کر سکتے ہونگے مگر بہنگا سا ایک کیڑا جو بڑہتے بڑہتے سالہا سال مین جوان ہوا اوسنے کیونکر
اپنی پرورش آپ کر لی اور وہ کسکے بطن سے کسکے نطفہ سے پیدا ہوا تہا اور عالم اسباب مین
دادا جان جب آپ پیدا ہوتے تہے تو اوس روز حضور نے کس کا دودہ پیا تہا خلاصہ یہ کہ
آپکی تربیت ہماری سمجہ مین نہ آئی ذرا یہ بتا دیجیے اور کسی آیت قرآن سے بتلا دیجیے اور جو کچہ جواب
یاد ہو حضور ارشاد فرما دیجیے اور اگر آپ کے دادا جان مہربان ہون تو ذرا اون سے اس آیت
کے معنی بہی پوچہہ دیجیے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم موہوم نے جنت حقیقی کی کبہی صورت بہی نہین دیکہی جو کچہ حال گذرا ہے وہ
باغ عدن ہی مین گذرا ہے تو وہ تینون حالتین زمین سے پیدا ہونے کی اور پہر زمین مین معاودت
کرنیکی اور پہر زمین ہی پر روز قیامت نکلنے کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو موسیٰ اور
محمد صلعم کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگون کے اقوال سنے سنائی یاد کرتے ہین دیکہین حال کے زمانے کی
نیچریون کی تحقیق پیدایش اور تربیت و غذا وغیرہ مایحتاج بچہ دور وزہ میان آدم کی کیا ہے
اور اونکی حالت نطفہ مین رائی کے دانے سے بہی چہوٹے ہونے کی حالت مین کوئی صلب اور بطن
متعین کرنیکے باب مین کیا رائے ہے آخر تو توہمات پر تفسیر قرآن ٹہر ہی گئی ہے یہان بہی کوئی

افادہ تازہ ولطف بے اندازہ حاصل ہوگا فائدہ ہین سنئے جو اس تقریر مین بحوالہ کتاب تبین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرا آدم بیان کیا ہے مناسب سمجہتا ہون کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا بہی لکہہ دون تاکہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کرنیکے دقت جاتی رہنے تورات کی کتاب پیدائش مین یہ عبارت ترجمہ کی تہی اور کہا خدا نے بناوین ہم آدم کو اپنی پرچہائین سے باند اپنی شبیہ کے اور غالب ہو مچہلیون دریا پر اور پرند اسمانون اور چوپاؤن پر اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والون پر جو رینگتے ہین زمین پر جناب مخاطب نے اوسکی مطابقت ساتہ ملت اہل اسلام کے اس تحریر کے ساتہ کی ہے مطابقت قرآن مجید اور حدیث سی ۲۶ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتون کو مجہے بنانا ہے زمین سے ایک نائب ملخصًا جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر وتحقیق لفظ آدم پر متوجہ ہوکر فرماتے ہین آدم یہان یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتوین ورس مین ہے یا اور کوئی آدم تہا یہ سوال ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکہکر تعجب کرینگے اور کچہ دور نہین کہ اسکو ایک نئی بات سمجہکر مجکو بہی اسی طرح مجرم ٹہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹہرایا تہا مگر مین مجبور ہون کیونکہ کتاب اقدس جس پر مین مضبوط اعتقاد رکہتا ہون یہی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور تہا اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتوین ورس مین ہے اور تہا اور معلوم نہین کہ انکے درمیان مین اور کتنے آدم گذرگئے اور کتنی پشتین حیوانات اور نباتات کی اس درمیان مین ہوگئین سورہ کہف مین ہے لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات بیحد وحد ہے دیکہو اس ورس مین خدا نے اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیس ورس سے ظاہر ہے کہ اوسکو پیدا کردیا اور اوسکو اکیلا نہین بنایا بلکہ نر و مادہ جوڑی کا جوڑا بنایا اسے قول یہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تہا وہ سب بنا ہوچکا تہا کوئی بات اسمین ہونی باقی نہین رہی تہی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتوین ورس مین

ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہان مذکور ہے کہ اب تک یعنے ہمارے باپ آدم کی پیدا
ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر نتھے اور میدان کی سب گہاس نہ اوگی تہی اور اوس
پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات اوگ چکی تہی پہلے آدم کو سب نباتات کے پہل کہانیکی
اجازت دی تہی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختون کے پہل کہانے کی اجازت نتہی اوس آدم
کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بنا کر باغ عدن مین رکہا اور پہر اوسکے پسلی
سے اوسکا جوڑا پیدا کیا الخ لعدہ باب دوم مین آدم ثانی حضرت ابوالبشر کی پیدائش مین جناب صوفی
لکہتے ہین ۵ پہلے درسون سے علانیہ ظاہر ہے کہ خداتعالی تمام مخلوقات کی پیدائش کا بیان کر چکا
اور جو کچہ اوسکو پیدا کرنا تہا وہ پیدا کر چکا اب اس مقام پر جو پہر پیدائش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت
یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہین کہ پہلے تمام چیزون کی پیدائش سلسلہ وار مختصراً بیان کی تہی اب
اونہین مین سے بعض چیزون کی خصوصاً جد اوادم کی پیدائش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر
یہ بات ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ اوس ورس مین بیان ہوا کہ اب تک درخت نتھے اور گہاس
نہ اوگی تہی اور خدا نے مینہ نہ برسایا تہا اور آدم نتہا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا
کہ جو کچہ کارخانہ اشجار و حیوان کا پہلے پیدا ہو چکا تہا وہ سب برباد ہو گیا تہا صرف آسمان و زمین بچ گئی
تہی اور سب اشجار و حیوان معہ انسان کے کچہ باقی نہین رہا تہا اور زمین خالی اور سنسان تہی
پہر خدا نے اوسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پہر زمین کو آباد کیا زمین و اسباب سب
تہی کہ زمین خالی اور ویران پڑی تہی اور شبنم زمین سے منہ کو تر کر دیتی تہی بلفظہ مختصراً **اقول** آپ تو
اقرار کر چکے تہے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوتے تہے تو زمین سنسان تہی نہ اوسپر اشجار تہے نہ حیوان انسان
اسلیئے آدم ثانی کو پیدا کر کے آباد کیا گیا اب جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ مین نے اپنے تئین الیسی جگہ پر
پایا مگر نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا
مین دیکہے ہین سمجہا کہ جس طرح یہ سب ہونگے اسی طرح مین بہی بنا ہونگا جب مین زمین سے نکلا
تو بال سے بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا ہونگا تہا الخ فرمایئے وہ سب کچہ کہان تہا اور
اگر آپ یہ فرماوین کہ جس وقت سے آدم رائی کے دانے سے بہی چہوٹے اور تہنگے سے بہی باریک پیدا
ہوتے اوسی وقت اونکو باغ عدن مین ڈالا گیا تہا اور وہان بہو کہ پیاس نتہی تب بہی مشکل پڑیگی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن دنیا ہی کا کیون نہ ٹھہرا دین اور قول اشخاص ظاہر الخطاب ہی
ایمان لاوین مگر ہمر کیف حکم قُلنَا یَا آدَمُ اسکُن اَنتَ وَزَوجُکَ الجَنَّۃَ صاف موجود ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہو چکنے حضرت حوا کے اوس باغ عدن مین جانیکی اجازت ملی تہی
اور اوسی کی وہ تعریف ہے اِنَّ لَکَ اَن لَّا تَجُوعَ فِیہَا وَلَا تَعرٰی وَاَنَّکَ لَا تَظمَؤُا فِیہَا وَلَا تَضحٰی
یعنے نہ بہوکا ہو تو اوسمین نہ ننگا نہ پیاس لگے تجکو نہ دہوپ اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہین ہے
اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت سکے دلالت کر رہے ہین مگر اس کی بحث رہنے دو تعبد پیدا ہونے
اپنی جورو حوا کے جوانی کی عمر مین اوس باغ مین گئی تہی تو اوس سے پہلے کیا صورت پرورش
ایک دن کے بچہ کی ہوتی تہی الحاصل آدم خیالی نے آپکو بڑا دہوکا دیا اور آجو آیت پہلے آدم
کی شان مین تہی وہ اپنی شانمین جمادی دوسرے تبیین الکلام کی تفسیر بہی آپکو بہلادی فتدبر

قولہ تمام قوتین حیوانی وانسانی وملکی وشیطانی اوسمین تہین الخ اقول اگرچہ بحث
قوی کی ہم اوپر لکہہ چکے ہین مگر اس مقام مین اتنا اور بہی لکہتے ہین کہ تمام قوی مین قوت
علم وعقل خیر وشر بہی ضرور داخل ہے اور آپ خود بہی فرماتے ہین کہ نطفہ آدم مین سب قوی موجود
تہے اور یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو کچہ ماکے پیٹ سے لیکر نکلتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس
قوت علم وعقل جو آدم کے نطفہ خواہ مادہ وجود مین تہی کیونکر شجرہ ممنوعہ قرار پاوے گی یعنے اونکا
حاصل تقریر تبیین الکلام وتحریرات مجددیہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل وعلم خیر وشر کی آدم
کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا کہ اوسکا دست قبول کرنا اوسنے قبول کر لیا پس وہ علم شجرہ ممنوعہ
ہے اور اوسکا قبول کرنا بار امانت کا اوٹہانا ہے اور اوسکا استعمال شجرہ کا کہانا ہے حالانکہ تمام
قوی کا پہلے سے آدم مین موجود ہونا اقرار کر لیا گیا اور قوت عقل بہی ضرور تمام قوی مین داخل
سمجہی جاویگی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہین کہ شجرہ علم وعقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے
عقل لازم ہے لامحالہ شروع پیدائش سے قوت علم وعقل آدم مین موجود تہین اور آپ کا یہی
اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تہین مگر ایک قوت بہیمیہ سرکشی کرتی تہی تو پہر پیش کرنا
امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم وعقل مت لو اور گنہگار ہونا آدم کا اوس قوت کے کام مین لانے
سے جو اوسکے خمیر مین موجود تہے اور جسکا نکالنا ہونے مین کلام نہین ہے کیونکر صحیح ٹہریگا اسرار

ہے کہ نجات انسان کی اُنکی تقریر مین منحصر ہے استعمال تمام قوای ملکیہ وشیطانیہ پر جوبان کو پیٹ
سے لیکر نکلا ہے یعنی جو اوسکے فقطے مین چہپے ہوتے ہین توکیونکر خداتعالے حکم دیتا کہ قوت علم
وعقل کو استعمال نکرنا بلکہ لینا بہی نہ چاہیے فافہم پہلے عبارت اپنی تبیین الکلام کی ملاحظہ فرمایئے حاصل
اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خداتعالے نے انسان کو
پیدا کیا اور اوسمین جان ڈالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تہا اوسمین خود کسی
بات کی بہلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تہا جسقدر کہ خدای تعالے بتاتا تہا اوسی قدر جانتا تہا اور اس سبب
سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تہا اور کسی قسم کی موت کا اوسکو اندیشہ نہ تہا کیونکہ جو کام اوس سے
ہوتے تہے وہ اپنی سمجہہ سے نہ تہے خدا نے بابت پہچان بہلائی اور برائی کی اوسکے سامنے ظاہر کی اور یہ
بات جتادی کہ اوسکو مت لو اگر لوگے تو ایک قسم کی موت سے مرجاؤگے یعنی ایک سخت مصیبت
مین پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگے ہر ایک بات بہلی یا بری خود تمکو سمجہکر کرنی ہوگی
اور بہلے کام کا بہلا اور برے کام کا برا پہل پاؤگے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم
خیر وشر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی وبیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک
بد کی اوسمین ڈالی جاوے بلفظہ الخ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و
شیطانی اوسمین تہین اور سب اوسکی اطاعت وفرمانبرداری مین حاضر تہین جسپر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین
اور اپنے کام مین ذرا سی بہی خطا نہین کرتی تہین مگر ایک قوت الخ کیا حضور ایسا کہہ سکتے ہین کہ تمام قوی
مین قوت عقل جو لازمہ علم ہے داخل نہین ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تبیین الکلام
کہ ایک خاص وقت سن بلوغ مین سامنے کی گئی اور لینے سے منع بہی کیا مگر آدم نے لی حاشا وکلا
اور اگر عموم واستغراق اپنے الفاظ مین خیال نکرکے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی
جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بہی ذہن مین حاضر رکہتا ہے وہ پیش کرکے خاطر جمع کردیگا
یعنی آپ نے خدا کے فضل سے یہ بہی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے استعمال
سے آدم ممنوع تہے وہ آدم مین پہلے سے موجود تہی چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتین جو مجہہ مین
تہین میرے کام مین آتی تہین ایک قوت مجہہ مین تہی مگر میرے کام مین نہ آتی تہین اوسکو کام مین لاتا تہا
جب مین بڑا ہوا اور مین تمیز کو پہونچا لو اوسی تمیز قوت کو اونکو قوت سمجہہ سے دیکہا تہا اگر اس سے

بہی کام سے الخ تمام عبارت شروع رسالہ مین دیکہہ لیجیے انہو صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت تالیف سابق وحال مین موافقت نہین ہے ہر دم نیا خیال ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالبًا الہام سابق الہام جدید سے منسوخ ہوگیا ہوگا جیسے قرآن کی آیات مین ناسخ و منسوخ ہوتا ہے توبہ توبہ حضرت مخاطب کو مین نے سنا ہے ناسخ و منسوخ آیات کی بہی انکار ہے انہو سخت دشواری ہوگی **قولہ مگر ایک قوت نہایت قوی و سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی جتبی قال مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے الخ اقول** تبیین الکلام اور تحریر جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم و عقل سے حضرت آدم قبل عرض امانت اور سن بلوغ کے بے نصیب تہی اتنا فرق ہے کہ تبیین الکلام سے دجود ہے قوت کا منقود تہا اور تحریر جدیدہ مین موجود تہا مگر استعمال اوسکا معدوم ثابت ہوتا ہے پہر کیف علم و عقل جاسے موجود ہوجا ہے تو کام مین نہ آتا تہا پہر آپکے آدم خیالی نے قبل استعمال تجربہ علم و عقل سے کیونکر جان لیا تہا کہ وہ میری دشمن ہے کیا دشمن و دوست کا پہچاننا اور جاننا علم خیر و شر سے خارج ہے **قولہ وہ بہی جانتی تہی کہ مین تیری دشمن ہون اقول** اوسوقت آدم تو نشل اور جانورون کے محض بے عقل تہا کہانی تبیین الکلام پہر یہ قوت کسکو جتاتی تہی اور محض بے عقل سے کیون شرمآتی تہی اور کیون کر کبہی دوست کبہی دشمن اوسی جانور بے عقل کی سمجہہ مین آتی تہی قولہ خدا نے مجکو ایک **جگہہ ڈال دیا الی قولہ نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تہی اقول** وہ جگہہ قرآن و حدیث سے کہان واقع ہوئی ثابت کردو گے کس مقام مین ڈال دیا تہا اور لا تجوع ولا تعری کے معنی خود ہی آپ بیان کر چکے ہین کہ نہ بہوکے رہو نہ ننگے پہر کیونکر وہ پہلے سے ننگے رہتے تہے اور دوسری آیت مین ہے لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا الآیہ اسکے ترجمہ مین خود حضور اعلی تبیین الکلام مین لکہہ چکے ہین بہکاوے تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماباپ کو باغ سے اوتر دلے اونکے کپڑے کہ دکہا دے اونکو عیب اونکے الخ جس طرح سواۃ کا ترجمہ عورۃ نہین کیا بلکہ خانہ تبیین مین ملا دیا ہے اسی طرح لباس کا ترجمہ لغوی نہین کیا ہے بلکہ کپڑے کا لفظ لکہا ہے تو اب اپنے معنی تحقیقی مسلمہ سے کیونکر تجاوز کرکے بات بنائی جاتی ہے خوب ثابت ہوا کہ آدم لباس پہنے تہے اور گناہ کرنیکی سزا سے

وہ حلۂ جنت بدن سے گر پڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور پتون سے جنت کی بدن کو چہپانے
لگے چنانچہ برہنگی اور چہپانا بدن کا پتون سے آپ نے خودبہی تمہید الکلام مین مان لیا ہے لگی

جوڑنے لپنے اوپر پتے جنت کے آپکی عبارت مین موجود ہے پہر اگر وہ پہلے سے برہنہ ہوتے تو
لباس اونکا کیونکر چہین لیا جاتا اور اگر ہمیشہ کے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیجئے کہ خدا نے
ایسا ہی رکہا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوسمین کیا شرم تہی جنت کے پتون سے بدن
چہپانیکی کیا ضرورت تہی مثلاً برہنگی اب بہی اپنی منکوحہ بی بی کے روبرو شرعاً منع نہین ہے اور
اوسیطرح لونڈی کے سامنے جو ملک مین ہو اوسوقت یہی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی
سے منع نہین کیا ہے پہر کیون شرم آویگی مگر غیر کے سامنے برہنہ ہونا نہایت شرم مین داخل
ہے وجہ اوسکی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم وحوا بقول آپکے پہلے سے برہنہ
ہوتے اور کوئی نہی اوس باب مین وارد ہوتی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہان کوئی غیر تہا
اور خلوت مین برہنہ ہونا اپنا بہی کسی انسان کو باعث شرم نہین ہوتا ہے تو پہر آدم جنت مین
کیون شرماتے ہان پہلے سے جب حلۂ بہشت پہنا تہا کبہی بدن سے جدا نہوتا تہا کیفیت جدید
جو بشامت عصیان مین پیش آئی تو شرمانے کی جگہہ تہی اور خلاف عادت مستمرہ جو حالت عجیبہ دیکہی
تو پتونکو چنکر بدن چہپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافق آیات سے پایا جاتا ہے پس
آدم خیالی کی تقریر محض وسوسۂ شیطانی ہے دگر ہیچ قولہ وہ چاہتے تہے کہ اوس سے
کام لونگا الخ اقول ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش ورعقل انسان سے بہی
بڑہ کر ذی علم وذی شعور نہ تہی اپنے دعوے کو برہان سے ثابت کیجیے اور یہ جملہ آپکی عبارت کا
کہ اوسی قوت سے کام لینا کمال کا یہی سبب تہا اسلیے اوس دشمن قوت نے بہکایا الخ قابل
غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تہی تو کمال پیدا کرنیکے اسباب حاصل ہونیکے ہرگز کیا
نہ کرتی کوئی دشمن اپنے دشمن کو صاحب کمال دینی ودنیوی ہونا نہین چاہتا ہے قولہ
مین نے جانا کہ اوسکے ساتہ بڑا قوی دشمن بہی لگا ہوا ہے اقول قبل اکل شجرہ
عالم خیر وشر سے بہی آپ بقول آدم کا لکہہ چکے ہین مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسکا
فتح پانا بڑا کام ہے اور وہ بہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑنے کی الخ تو اب بعد

استعمال قوت علم وعقل کے یہ کہنا کہ مین نے اپنی دشمن کو جانا قابل غور ہے قبل علم وبعد علم کا
ایک ہی نتیجہ درباب علم شے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لا یعلمون قولہ خدا کی للکار الخ
اقول اولاً للکارنا اور مطلق کا ام کرنا محاورہ مین متغائر الکیفیت ہین جبکہ قال ربک آپکے
نزدیک منافی شان ذات باری ہے لہذا مجازی ہونا بیان کیا ہے تو للکارنا جو خاص انسانکا
کام ہے اوسکا اطلاق ذات بے کیف پر کیونکر ہو سکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورہ اردو مین
للکارنا بمعنی القای قلب الہام کے نہین آیا ہے نہ مجرد ناخوشی پر استعمال ہوتا ہے کوئی آواز مہیب
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بہی درست نہونگے ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیاً آپ کی یہ تقریر کہ گذشتہ
بدی کا یہ علاج سوچا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہا ذرا غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم وعقل
سے آدم کو مانند جانورون کے محض بے عقل وغیر ذی شعور تسلیم کیا ہے لامحالہ محض لایعقل
وجانور مکلف یا مامور کسی امر ونہی کے ساتہ نہین ہو سکتا ہے ورنہ حالت بلوغ وقبل بلوغ ونزول
تکلیف وشرع تکلیف مین کچہ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم وعقل کے آدم محض بے گناہ
سمجہے جاوینگے نہ تو گناہ شرعی نہ عرفانی کچہ بہی صادق نہ آویگا باقی رہا عرض کرنا امانت کا لینے قوت
علم وعقل کا وہ بہی اوسی زمانہ مین تہا جب آدم محض بے عقل جانور غیر مکلف نادان مطلق ناواقف
فہم اوامر ونواہی کے تہے تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل پچہلی بدی یا گناہ صغیرہ یا ترک
اولی کے بہی نہین ہو سکتا بلکہ ایسے بے عقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم وعقل کا اور اوسکو
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بہی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام وتخطیہ
نہ تہا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق تہا خیر جو کچہ ہو سو ہو مگر آدم کی خطا اوسوقت تک کوئی نہ تہی
جبتک کہ قوت علم کو کام مین نہین لایا تہا اور بعد کام مین لانے علم وعقل کے جب وہ مکلف
ہوا اور حیثیت نیک وبد وعذاب وثواب وامر ونہی سمجہنے کی استعداد حاصل ہوتی تو کوئی گناہ نہین
کیا اب فرماتیے کہ آپ ذخیرہ اصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرماتی ہے پچہلی بدیان کیا ٹہرینگی جنکے
واسطے عصی آدم ربہ فغوی صادق کیگا اور ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہنے کی ضرورت پڑیگی اور اس
اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بے عقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پہل کہاؤ گے
فتکونا من الظالمین غیر ذوی العقول پر امر ونہی اور اوسکے ترک پر خارج کیا جانا جنت سے

دو کو خبث دنیا ہی ہو) اور عصیانے و غوی کا لقب عنایت ہونا ہر گز صحیح نہیں ہے گیکیسی صحیح بلی بدیان گو کیا علاوہ اور کیسی مغفرت بیان ہر یہ سے امر و نہی کے لائق ہونی ہی مین کلام ہے فتدبر قولہ پہر تو خدا نے مجکو اپنا نائب کر دیا اور فرشتے غل مچاتے رہے اقول یہ تفسیر غالبا اس آیت کی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـــُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْـھُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَھُمْ بِاَسْمَاۗىِٕهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ یعنی جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجکو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھیگا اوسمین جو شخص فساد کرے وہان اور خون کرے اور ہم پڑہتے ہین تیری خوبی بیان اور یاد کرتے ہین تیری پاک ذات کو کہا مجکو معلوم ہے جو تم نہین جانتے اور سکہائے آدم کو نام سارے پہر وہ دکھائے فرشتونکو کہا بتاؤ مجکو نام اونکے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تو نے سکہایا تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا اے آدم بتا دے اونکو نام اونکے پہر جب اوسنے بتا دیے نام اونکے کہا مین نے نہ کہا تھا تمکو مجکو معلوم ہین پردے آسمان و زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور جو چھپاتے ہو فقط ظاہرا کوئی دوسری سند اس قول کی نہین ہے کہ آدم کو خدا نے زمین میں اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچایا کیے اب خاکسار یہ سوال کرتا ہے کہ جب آپنے فرشتونکا غل مچانا مان لیا تو کس منہ سے وہ فرمایا جائیگا جو سید مہدی علیصاحب کو آپنے لکہا ہے یعنے خدا مین اور فرشتونمین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہوتی ہوشیار نکی تو زمین مین ہوتی خدا کے نوکر ہمارے نوکر سے زیادہ برے نہین بلفظہم اتہو ساری بدزبانی اور بیباکی کا کلام ہوگیا اللہ اللہ آپکی جرأت پر مجکو کمال حیرت ہے پہلے تو آپ ہم غریب مسلمانون کے اکابر کو سب وشتم سے تناول فرمایا کرتے تہے اور مکار پر لیشا تیل ضال مضل بد سے بہائم جانور وحشی درندے ظالم وغیرہ القاب عنایت ہوتے ہی تہے بعدہ تبریۃ الاسلام مین حضور نے تحکم زیادہ دکہایا اپنے خیال باطل پر نفس استغراق کو شناعت عقلی مین داخل کر کے اوسکے مجوزین کو خوب ہی دل کہول کر گالیان سنائین کوئی سخت کلمہ نہوگا جو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم و انبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق نہ آجاوے

مگر ایک ذات واحد کسی قدر ایک حقیقتی کی باقی رہی تھی کہ اوسکی نسبت تجویز شناعت عقلی جائز
جو چاہے سو بوجہا پڑ جاہے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تہی سو ابہی بحث شیطان مین ہرا
حوصلہ نکال لیا تقریر الزامی کا پردہ ڈال کر اسنے خیالات طبعزاد کی بنا پر کبہی تو خدا اور فرشتے ہمیار
بناتے گئے کبہی ارشاد ہوتا ہے کہ سخن فہمی عالم بالا معلوم شد حضرت کو بہکر بولنے ہی نہین آتی
چہ جای جدائی بلنظلم واہ حضرت ہاوگ تو سمجہے تہے کہ تہذیب لاخلاق سکہائی جائیگی اور طرز تحریر
عالمانہ بنائی جائیگی یہ نہ معلوم تہا کہ تہذیب لاخلاق سے مراد ہے سب دشتم اکابر دین کا بلکہ رب العالمین
کالاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مین مجبور ہون کہ مراد اب تحریر مانع ہے ورنہ تقریر الزامی وجدانی
کسکو نہین آتی ہے اور جواب ترکی بہ ترکی لکہنے سے کسکا قلم رک سکتا ہے بعد سب وشتم خدا و
رسول وصحابہ وائمہ وملائکہ سے کے بیچارے مسلمان گو کہ شریف یا عالم ہین کیون نہون کس شمار
قطار مین ہین اب کسیکو حرف ورسے شکایت کا موقع نہ رہا مگر خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ
خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے قتل مچاتے رہے اور اب اس تقریر کا جو نتیجہ خود نکالا
ہے کہ ایک جملہ جامع ہزار تفصیل کا ہے کما لایخفی قولہ تمہارے اور تمام دنیا کی سمجہہ مین
آجانے کے لائق الخ اقول ہرگز تمثیلی زبان مین بیان نہین کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے معنی
حقیقی پائے جاتے ہین ورنہ محکمات ومتشابہات مین کیا فرق رہیگا اور تعریف ظاہر کی جو کتب
اصول مین کہی ہے باطل ٹہرے گی اور تمام محکمات قرآنی مین اسی قسم کی تشبیہات و استعارات
ومجاز قائم کرکے دین اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کہ اب حضور والا نے
ایجاد کی ہے آخر وہ بہی احتمالی ہے نہ قطعی تو جزم بالیقین کسی ایک معنے پر نہو سکیگا اور جب
یہ فرمایا جاتا ہے کہ تمام دنیا کے سمجہانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان مین یہ ماجرای بیان کیا
ہے تو پہلے سب سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بعدہ صحابہ وتابعین بعدہ آئمہ مفسرین محدثین
معنے حقیقی سمجہے ہونگے مگر افسوس ہے کہ کسی ایک نے بہی آپ کے موافق تفسیر آیات قرآنی کی نہ بنائی
نہ کچہہ ایسا دقیق مضمون تہا کہ حضور والا کے سوا بارہ سو برس تک کسیکو
نہ سوجہا سب کے سب غلط تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم چیستان اور معمی ہی بولتے رہے
قرآن سے بہی زیادہ شیطان کا وجود خارج احادیث سے نکلنا چلا آتا ہے پہلا اگر عوام نہ سمجہہ تو خواص

صحابہ تو سمجھ سکتے تھے یہ کیا بڑا مشکل مسئلہ تھا کہ انسان مین ایک قوۃ ایسی ہے جو اغوا کیا کرتی
ہے باقی قوی ویسے نہین ہین اوسی ایک قوۃ کو باقی رہا کر دا اور آدم بھی ذرا سی پیدا ہوئے پھر
بعدہ جب جوان عاقل بالغ ہوتے تو خدا نے اونکو بھی سمجھا دیا تھا کہ قوۃ منہیہ سے ہوشیار رہنا اسقدر
قصہ مختصر کو بیان کر دینے مین خدای تعالی نے کیا دشواری سمجھی ہوگی اور رسول صلعم جو نہایت
عمدہ حقائق و معارف بتاتے تھے کیا سخت مشکل مین پڑ جاتے خصوصًا ہمارے رسول صلعم کو
آپنے امی اسواسطے ٹھہرایا ہے کہ شعر کے پابند تھے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کر دیتے اور اخیر
ہے کہ موسے کے زمانہ سے آجتک آپ ہی ایک حکیم اور فلسفی ایسے پیدا ہوئے ہین جنہون نے
صحیح معنے کلام الہی کے سمجھے باقی ہین تو خدا جانے پھر قرآن شریف کیون کر معجزہ رکھی گا شاید قرآن
آپکے نزدیک کسی معما کا نام ہے جو ہزار دن برس بعد کسیکو الہام کے ذریعہ سے حل سوجھتا ہے
اور آپ یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ہمارے موافق کسی ور عالم و مفسر کا بھی قول ہے کیون کہ اوسکی سند
پیش کی ہوگی یہان آپ مدعی تفسیر جدید کے ہین مجرد احتمال کافی نہین ہے ہم تو اتفاق جمہور ثبت
کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکھاتے ہین آپ فرمایئے سوائے ما الہمنی ربی کے کیا سند لاتے
ہین پھر بھی صوفیہ زمانہ حال پر چار حرف سناتے ہین **قولہ ملکی قوی کا نام فرشتہ دشمن کا
نام شیطان قوۃ علم و عقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ
ہے** **اقول** قوی ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہین ہین پھر وہ کیونکر مامور بہ سجود ہو سکتی
ہین اور ملائک کا لفظ قرآن شریف مین معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ نحن نسبح بحمدک و نقدس لک
اونکی شان ہے اور اونہین کا سوال جواب مذکور ہے جسکو آپ بھی فرماتے ہین کہ فرشتے غل
مچایا کیے اور اونہین کے سامنے آدم نے اسما اشیا خدا سے سیکھ کر بیان کیے تھے اور وہی پکارنے
لگے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم الآیۃ پھر یہ سب باتین کیونکر قوۃ باصرہ
و سامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ پر منطبق ہو سکتی ہین اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ وہی لفظ ملائک کا معنی
حقیقی و مجازی مین ایک ہی جگہ مستعمل ہو کوئی وجہ تعذر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی
نہین ہے علاوہ اسکے آپ خود ہی اوپر کی تحریر مین اقرار کر چکے ہین کہ جب آدم رائی کے دانہ
سے بھی چھوٹے تھے تب ہی تمام قوی ملکی و شیطانی اونمین موجود تھین اور قبل زمانہ بلوغ سے

بھی ایسا کام کر رہی تہین ذرا بھی خطا نہ کرتی تہین صرف ایک قوۃ کام مین نہ تہی تو پہر اونہین
قوی کو کس واسطے حکم دیا جاتا کہ تم اطاعت آدم کی کرو اور جو قوۃ پہلے سے شیطان بنی ہوئی تہی
اوسکی نسبت اَبیٰ واستکبر حکم کے بعد فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اور سب سے زیادہ حیرت
انگیز یہ امر ہے کہ تحریر جدید مین آپ نے شجرۂ ممنوعہ قوۂ علم و عقل کو ٹہرایا ہے مگر تبیین الکلام مین سدرۃ المنتہیٰ
کو شجرہ علم خیر و شر بتایا ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اوسکو زمین مین قائم کیا ہے اور ٹہراوسکی
جڑ مین سے دو نہرین چھوٹی دو بڑی آپ نے جاری ہوتی تسلیم کرکے مطابقت قرآن کے ساتھ توڑ دی
کی ہے اور جب سدرۃ المنتہیٰ شجرہ علم خیر و شر ٹہرا اور وہ زمین مین تہا تو وجود حقیقی ایک شجرہ علم
خیر و شر کا لازم آیا ورنہ دو نہرین فرات اور نیل کس کے جڑ مین سے نکلی ہین اور دو نہرین چھوٹی
کہان سے آتین اسی رسالہ مین ہم عبارت اوس مقام کی تبیین الکلام سے نقل کر چکے ہین
تو بعد تسلیم ایسے شجرہ حقیقی علم کے کیونکر آپ فرما سکتے ہین کہ معنی حقیقی شجرہ علم کے متعذر ہین لہذا معنی
مجازی سے قوای انسانی مراد لینگے اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہون کیونکہ غایت درجہ
آپکی کوشش سے ایک لفظ متشابہ ٹہریگا پہر آپکی تاویل صحیح کیونکر ہوسکتی ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ الحاصل
یہ فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہ یا مشترک المعانی بھی مان لین تب بھی تفسیر حضور کی قطعی
نہ رہیگی قندبر قولہ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا پہر اونکو صورت
پر جواب ہی بنایا جواب لقد خلقناکم ثم صورناکم قرآن مین ہے اور انسان نطفہ سے
نہایت باریک بہنگے کے مانند پیدا ہوتا ہے الخ اقول اس تقریر سے جیسا آدم کا
نطفہ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بھی واقع ہوگیا خیر آدم کی نسبت تو پہر وہی
سوال ہے جو سابقاً گذارش کیا گیا کہ وہ نطفہ کسکے صلب ترائب کا تہا اور کسکے رحم مین قرار
پایا تہا مگر حضرت حوا کی نسبت جو کچھ تبیین الکلام مین حضور نے ارشاد فرمایا تہا یاد دلاتا ہون

یعنی باب دوم مین لکہا ہے اہل الغابت ۲ خدا تعالیٰ نے حوا کو مٹی سے پیدا نہین کیا جسطرح
کہ آدم کو پیدا کیا تہا بلکہ آدم کی پسلی مین سے پیدا کیا تاکہ اون دونون مین زیادہ محبت ہو الخ
یہ تقریر حضور کی بلا نکیر ہے اور دلالت کرتی ہے کہ حوا کا نطفہ سے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا
بھی ایکا انکار ہی تہا اب آدھیا لی فرماتے ہین کہ آدم و حوا پہلے نطفہ مین رانی سے دانہ کے

چھوٹا اور بڑا ہونگے سے بھی باریک تھی پہلے اونکا نطفے مین وجود قائم کیا پھر صورت آدم وحوا کی بنی
جیساکہ تمام بنی آدم کا حال ہے کیونکہ آپکا سوال آدم وحوا کی نسبت تھا تو مطابقت جواب کی سوال کیساتھ ضروری ہے اگر آدم کا حوا کو
مستثنے کرنا منظور ہوتا تو صاف فرماتے کہ میرا یہ حال ہے اور حوا اوسی قاعدہ عام تحریر سے مستثنے ہے بیٹا تمہارے سوال کا جواب
ایک قسم کا نہین ہو سکتا ہے کہین کہین پھر ترک کردینا اپنی بات بنانے کی خاطر سے جائز ہے شاید استفہام ہو
جناب مخاطب یہ فرماوین کہ ہم ایسی تحریر مین لکھ چکے ہین کہ آدم نے ایکدن حوا کو اپنے پاس بیٹھا ہوا پایا اور
پوچھا تو کون ہے وہ بولی بھائی میرا نام حوا ہے اس سے نکلتا ہے کہ وہ جوان پیدا ہوئی تھین کیونکہ اونکو دیکھکر آدم کو
ایسی ہنسی آئی کہ اوچھلنے کودنے لگے تالیان بجانے لگے گیت گانے لگے مگر خاکسار یہ عرض کریگا
کہ جب آدم نے خود ہی نطفہ سے پیدا ہونا اور پھر صورت پکڑنا اور چھوٹے سے بڑا ہونا اپنا اور حوا کا
موافق سوال کے مان لیا تو آخر حوا کبھی جوان ہوتی ہونگی بعد جوانی کے یکایک آدم سے
ملاقات ہوئی ہوگی پس توافق قولین مین متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچھ چارہ نہین ہے
کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تبیین الکلام مین اور تالیف جدید مین مطابقت نہین ہے
یا یون کہو کہ تالیف جدید مین الہام ثانی ناسخ الہام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم کو ہنسی
نے خیال نہین کیا وہ تو اُد اُد اری اُد اُد کہتے ہین اور تالیان بجانے اور ناچنے کودنے مین مست
ہو رہے تھے اور میری طبیعت بھی اوسی حالت کے سکنے مین مصروف تھی چنانچہ جب سید مہدیعلی صاحب کی تحریر
اقسام مجازات مین مین نے دیکھی تو خود ہی خط مین لکھ چکا ہون کہ آدم کیطرح مین بھی کہنے لگا
مگر مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجرہ علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانور و بچہ
محض بے عقل تھے پھر کیونکر بی حوا کو دیکھتے ہی صفت واجب الوجود کی حاصل ہو گئی اور اختیار
تالیان بجاکر ایسی وقت کے گیت گانے لگے اور ایسی تال کی تالیان بجانے لگے ابھی تو علم بدن
چھپانے کا بھی اونکے واسطے حضور تسلیم نہین کرتے ہین چہ جائے علم ازلی و ابدی ہونے
خدا کا قولہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قوی سے ہے مگر پھر قوۃ اجزا
کا ہم جدا جدا اثر رہتی ہے الخ اقول مسلّما کہ انسان معجون مرکب ہے مگر بعد ترکیب معجون
کے اجزا مفردہ علیحدہ علیحدہ اثر نہین کرتی ہین نہ پھر اونسے بحث کیجاتی ہے بلکہ پھر معجون ایک
خاصیت اور مزاج پیدا کرتی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تریاق وارد قی مین جو مثلا افعی بھی

داخل ہے وہ سمیت دکہاتا رہتا ہے ہرگز نہین بلکہ سمیت کو زائل کرتا ہے اسی طرح
اگر انسان معجون مرکب ہے تو اب علحدہ علحدہ مفردات کے عمل اور خواص کسواسطے
قائم کیے جاتے ہین فتدبر اور اوس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہین اول آیہ مین انا نحن
کا لفظ وارد ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہین ہے تا انسان کامل اور انسان کامل نہین ہے
مگر مع تمام قوی کے جنمین قوۃ سرکش بہی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کر
خود متکلم کیطرف ہوا جاتا ہے اور یہی معنی ہونگے انا خیر منا فافہم دوم انسان مع انکے تمام قوی
کے اصل مادہ وجود مین مصداق خلقتہ من طین کا ہے کیونکہ جوہر وجود آدم طین سے ہے
اوس نفخ روح بعد طیاری اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوے جسمانی عرضیات اوسی الی
کی ہین جنکا تحقق اور ثبات بغیر ذات کی متعذر ہے اور جب کل قوی واعضا وحواس کا نام
آدم ہے تو اتحاد فی الحقیقۃ قابل تسلیم ہوگا پہر کوئی جزو اوس کل کا یا فرد اوس مجموعہ کا متغایر
فی المادۃ نہین ہوسکتا تو خلقتنی من نار وخلقتہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا
قول صحیح نہین ہے کما لایعلم الفطین لحبیسوم امر سجود کا کوئی وقت تو آپکی تفسیر کے موافق ہم
جزم ویقین کے ساتہ معین نہین کرسکتے کیونکہ ایک جگہہ تبیین الکلام مین ترجمہ آیہ قرآنی مین لکہا
ہے کہ سجدہ کرلو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلقت پر اشارہ کرتا ہے دوسری جگہہ اطاعت آدم
کا نام سجدہ رکہا ہے جیسا کہ تحریر جدید سے بہی پایا جاتا ہے اور وہ حالت بین بلوغ آدم پر
منطبق فرماتی ہے اور ایک جگہہ یہ بہی لکہدیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی
کی پہلے سے چلی آتی تہی خیر آپ ہی اپنے مطلب کو خوب سمجہے ہونگے یہان میرا اصل خدشہ
اور ہی کچہ ہے لیئے امر ونہی جسپر ثواب وعذاب مترتب ہے اور لازمہ تکلیف شرعیہ ہے کسی
قوت کیواسطے صحیح نہین ہوسکتا چونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہا صلاحیت تکلیف کی نرکہتی
تہی تو امر سجود کو خود بہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی رجیم
اور ملعون ہوکر تا قیامت زندہ رہے کیونکہ حکم ہوچکا ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت
المعلوم اور حضرت آدم کی وفات کو کئی ہزار برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الہی پورا ہو
لہٰذا لازم آیا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہے اور تا قیامت فنا نہو کیونکہ آدم کا خاصہ [illegible]

کا نام وہ ابلیس رکہا گیا ہے جسکے واسطے فنا تا قیامت نہین ہے تو آپ ضرور ہی کہ وجود خارجی لیسا
بلکہ زندہ رہنا ایک ابلیس لیجئے قوت آدم کا مان لیجئے چہارم ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً
مخلد فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قوی سبعہ کا جنکی شان مین آپ خود ہی یہ لکہہ چکے ہین لا یعصون
اللہ ما امرہم ویفعلون ما یومرون تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو ملائکہ حقیقی بہی ملائکہ قوی کے ساتہ
مامور بسجود تہے یا نہو شق اول مین لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام مین معنی حقیقی بہی مراد
ہون اور مجازی بہی وہو کما تری اور شق ثانی مین جو حضور والا تبیین الکلام مین مطابقت درمیان تورات
کی اس آیہ سے کرچکے ہین اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ترجمہ اوسکا یون لکہا ہے جب کہا تہے پروردگار
نے فرشتونکو مین بناؤن گا ایک آدمی مٹی گوندہی ہوئی سے پہر جب ٹہیک بنا چکون اوسکو اور پہونکون
اوسمین اپنی روح گر پڑیو واسطے اوسکے سجدہ کرتی فقط ظاہر ہے کہ غرض بیانات کا وجود قبل عہد
ذاتی سے نہ تہا صاحب قوی کے امر کے وقت معدوم مطلق تہا تو قوی کیون کر ملائکہ سے
مراد ہونگی اور کیونکر تطبیق تورات کی اور تبیین الکلام کی اور تحریر جدید کی ہوسکیگی اور یہی ارشاد
ہوجاتے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اسواسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہین ہے
مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے مین کیا تعذر واقع ہوا آیا اونکا بہی وجود غیر مسلم ہے اور جبرئیل
کی جگہ بہی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بنائی جائیگی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتہ مدعی
و مدعا علیہ بنکر آئے تہے اور حضرت ابراہیم کے گہر جو فرشتے آئے اور گہی مین تلا ہوا بچہڑا کہانے
سے انکار کیا تہا اور پہر حضرت لوط کے پاس پہونچے اور اونکی قوم نے ستانا چاہا کیا یہ سب قصص
مجازی ہین پہر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قوی انسانی اپنی ضروری سمجہی گئی ہین بہر کیف
جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہونگی تو لازم آئیگا کہ قوت بہیمیہ شیطان نہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ
حقیقی مین شامل ہتا تہا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرۂ ملائکہ حقیقی مین متعذر ہے اور اگر آپ کسیطرح
نہ مانین اور ملائکہ سے مراد قوائی آدم ہی ٹہہراوین اور اپنی بات پر بلا وجہ ہی اڑے رہین تب
یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی مین مومنین وکافرین کیواسطے وعدہ جنت و نار کا
ہوا ہے وہ سب مجازی ہوجائیگا کیونکہ ہر انسان کی قوی ملکی کے باب مین ملائکہ کا حکم جاری

ہونا چاہیے یعنے وہ دوزخ سے محفوظ رہینگے یعنے قوی ملکی خواہ جنت کو جاوینگے ہوا
بحالہم رہینگے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جاویگی ان اللہ لا یخلف المیعاد اور
باقی ابن آدم کے جو کچھ اجزای بدنی بیچ رہینگے وہ متردد فیہا ٹھہرینگے دیکھا چاہیے دوزخ میں جاوینگے
یا جنت میں اور اگر آپ دوزخ وجنت سے بھی منکر ہیں تو تنعیم وتعذیب روحانی شاید مانتے ہونگے
اور اوسکی کیفیت بیان کرنی آپکے ذمہ ہے اوس صورت میں بھی ایک انسان کامل کی تین
اقسام ہوکر میعاد کے احکام پورے ہونگے وہو کما تری ثم اگر تفرق اتصال آپکے نزدیک درست
نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو نہیں نہیں خلاف سمجھکے اور
علیحدہ علیحدہ تنعیم وتعذیب سے گریز کریں تو اوسوقت یہ خرابی پڑیگی کہ ابلیس محروم ہی جنت
اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم مستحق جنت کا ٹھہریگا اور شیطان بھی کہ جزو لاینفک اوسکا ہے
ضرور ہی داخل جنت ہوگا علیٰ ہذا القیاس قوی ملکی جو معصوم ومغفور ہیں دوزخیوں کے ساتھ داخل
نار ہونگے وفیہ ما فیہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدی کو
پورا کرے اور ہرگز شیطان کو کسی طرح جنت میں نہ جانے دے چونکہ انفکاک اوسکا ہر فرد بشر
سے متعذر ہے لامحالہ ہر انسان مخلد فی النار ہو نعوذ باللہ منہا آپ خاکسار آپ سے برہان طلب
کرتا ہے اس دعوی پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجالانا قوی انسانی کا اور اطاعت
انسان میں رہنا قوی کا کس اہل لسان کے محاورہ سے اخذ کیے ہیں اور کس لغت کی کتاب
میں دیکھے ہیں اور قیاس فی اللغت کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تھا مگر وقت واحد
ودفعہ واحدہ کے واسطے کہ اوسی پر رجیم ہونا ابلیس کا اور مقبول ہونا خدمت ملائکہ کا مترتب ہوا مگر قوی
ملکی بقول آپکے آدم کے روز ولادت سے نہ ایک دفعہ واحدہ بلکہ بار بار روز وفات اطاعت میں رہتے
ہیں اور قوت بہیمیہ سرکشی پر ہمیشہ کمربستہ رہی تھی پھر کیونکر وہ سجدہ جو قرآن میں مذکور ہے یہاں مطلوب
ہو سکیگا علیٰ ہذا القیاس فاخرج منہا کے معنی جو حضور نے تراشے ہیں کہ قوت کا سرکش ہونا
مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکش تھی فاخرج منہا عجیب حکم ہے اور خروج کے معنی
سرکشی کے بھی قابل تماشا اہل علم ہیں واقعی تفسیر قرآنی کے قطع نظر علم لغت میں بھی حضور کو
بڑا کمال ہے ششم آپکی تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ جب آدم سن بلوغ کو پہونچے تو قوت علم وعقل و

سامنے پیش کی تھی اور یہ کہا گیا کہ اسے مت لو مگر آدم نے نہ مانا خدا کی صلاح دینے پر عمل نہ کیا اور علم
وعقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجرہ ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام گناہ عرفانی ہے اور
علم وعقل پر عمل کرنے کا نام اکل شجرہ ہے تو ضرور ہے کہ مجبور نہیں ہونے علم کے قبول کرانہ کرنا واقع
ہوا ہو کیونکہ آپ نے کہیں یہ افادہ نہیں کیا ہے کہ پیدا ہوتے ہی آدم سے کبھی کہا گیا تھا کہ قوت علم کو جو عقل
ہم پیش کریں تو مت لیجیو لامحالہ حکم نہ قبول کرنے شجرہ ممنوعہ کا وقت پیش کرنے کے ہوا تھا اور آدم نے اسکو
جواب میں لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت میں مذکور نہیں ہے اور یہ بھی نہیں
ہو سکتا کہ مثلاً زید کے سامنے عمرو ایک کتاب پیش کرکے پوچھے کہ لوگے یا نہیں مگر نہ لینا چاہیے
اور عمرو جواب دے کہ ہاں لونگا اور اسی وقت عمرو اوس واحد میں بھول بھی جائے کہ زید نے
کہا ہے کہ نہ لینا چاہیے اسطرح کا بھولنا اگرچہ محال عقلی نہیں ہے پھر صحیح المزاج عالم الاسباب قوی
الحافظہ کے محالات عادیہ میں ضرور داخل ہے اب ارشاد فرمائیے کہ معنی اس آیت کے کیونکر
آپکی تفسیر جدید سے صحیح قرار پائینگی وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۞
اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجرہ سے اور کہہ دیا گیا تھا
فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۞ مگر آدم بھول گیا اور اوس عہد پر قائم نہ رہا ہم مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ جب
داخل ہونا آدم وحوا کا بہشت میں قرار پایا اوسی وقت حکم ہوا تھا کہ اے آدم وحوا سکونت اختیار
کرو بہشت میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے پاس بھی نہ جانا بعدہ آدم بہشت
میں رہے جسقدر مدت تک خدا نے چاہا آخرکار ابلیس نے وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کو
کھانے سے ہمیشہ زندہ رہوگے اور گویا فرشتہ ہو جاؤ گے خدا کی قسم میں تمہارے حق میں نیک
صلاح دیتا ہوں چونکہ زمانہ کثیر گذرا تھا آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ صرف نہی کھانے شجرہ کی ہی نہیں
ہے بلکہ فتکونا من الظالمین بھی فرمایا گیا تھا یہی نسیان نے اونکو جرأت دی کہ نہی تنزیہی ہے
کچھ عتاب نہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہو گیا بعدہ واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء وخلیفۃ اللہ کا
قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفارق ہے لہذا تھوڑے نسیان پر بھی وہ ارتکاب فعل
ممنوعہ کا باعث عتاب کا آخر بخش دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت میں ہونا آدم کا تسلیم نہیں
کرتے ہیں نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہاں مانتے ہیں وہی سوال وجواب قوت علم وعقل کا قصہ

بنا رست بین تولشبیق اذا نفسی کا متعذر ہے کما لایخفی قولہ کبھی روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بھی وہی قوۃ المصورہ مراد ہے الخ اقول مہربانی فرماکر اوس روایت کا نشان دیجیے جسمین تصریح ہو کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب اخذ کر کے قوۃ مصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہان ایک حدیث مشکوۃ شریف مین متفق علیہ بخاری ومسلم کے اسوقت میرے خیال مین ہے مگر اوسمین بھی فرشتہ کا صورت بنانا نہین آیا ہے بلکہ چار امر متعلق تقدیر کے مذکور ہین وہ حدیث یہ ہے
عن ابن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلعم وھو الصادق والمصدق ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک ثم یکون مضغۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی وسعید ثم ینفخ فیہ الروح فوالذی لا الہ غیرہ ان احدکم لیعمل عمل اھل الجنۃ حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل عمل اھل النار فیدخلہا وان احدکم لیعمل عمل اھل النار حتی ما یکون بینہ وبینہا الا ذراع فیسبق علیہ الکتاب فیعمل عمل اھل الجنۃ فیدخلہا
متفق علیہ یعنے ہمارے مخبر صادق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مان کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون جما ہوا رہتا ہے اور پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر بھیجتا ہے اللہ تعالی اوسکی طرف فرشتہ کو ساتھ چار چیزون کے پھر لکھتا ہے وہ فرشتہ عمل اوسکا اور موت اوسکی اور روزی اوسکی اور شقی اور سعید ہونا پھر پھونکی جاتی ہے اوسمین روح وحدہ لا شریک کی قسم ہے بعض انسان عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتھ بھر جنت اوس سے رہ جاتی ہے کہ سبقت لیجاتی ہے اوسپر سرگذشت اوسکی اور کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ مین داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہان تک کہ دوزخ اوسکو ہاتھ بھر رہ جاتی ہے پھر سبقت لیجاتی ہے اوسپر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے اور داخل ہوتا ہے جنت مین فقط اس حدیث مین صورت بنانا فرشتہ کا رحم مین مذکور

نہین ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب مصنف نے جو کام مین لانے پر تمام قوتونکی
ما الامتیازات وخذلان کا ذکر کیا ہے کیا اچھا ہوتا کہ اوسکی سند لکھہ دیتے اور اس حدیث سے
بھی اتفاق کر دیتے خیر اب سنئے اور بفرض تسلیم اوس حدیث کی جو حضرت ثابت کرینگے کیا
قباحت ہے کہ قوت مقدورہ سے عمل کرانا اور اوسکو رد دینا اوس فرشتہ کے سپرد ہو جسے
انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب مین علل ظاہری سے وقوع مین آتے ہین مگر خدا
کے ملائک بھی اوسکے متعلق ہین فکذا ہذا قولہ جس قوہ کو ہم تحریک دیا چاہتے ہین وہ
فی الفور تحریک مین آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان بردار ہے اسی کا
نام انکار سجدہ ہے اقول تمام قوی پر یکسان اختیار انسان کا ہے کوئی بھی قوت
ایسی نہین ہے جو سرکش ٹھہرائی جاتی ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان برا سمجھتا ہے
پھر بھی کرتا ہے مگر یہ بھی کرنا نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے دیکھو بعض مرتبہ
ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجھہ کر کرتا ہے مگر وہ واقع مین اچھا
ہوتا ہے اور اوسکو فائدہ پہونچتا ہے وکذلک بالعکس تو یہ سب غلطی اور نقصان عقل
سے سمجھنا چاہئے اور اس باب مین تمام قوی کا ایک ہی حال ہے قوت خاص غیر اختیاری بدن
مین نہین ہے ورنہ پھر اوسکو قوت بدنی کہنا ہی غلط ہوگا بلکہ ایک شے خارجی ہوگی
جو عقل کو دشمنی سے ہمیشہ دھوکا دیا کریگی قوت کی تعریف اوسپر کبھی صادق نہ آ
گی کیونکہ وہ قوت زائل کرنے والی سلامتی جسم کی ہو جائیگی اور دشمن ومخالف مزاج
روح کے قوی کا ہونا ممکن نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اگر قوت بھی مجازی
سمجھی ہو جیسا سارا طومار مجاز کا کھل رہا ہے تو پھر شیطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی
ہی کہہ دیجئے سب قصہ ختم ہی ہو جائے قولہ فبما اغویتنی سے یہ مراد ہے کہ وہ سرکش
قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت اوسمین رکھی ہے
یہی اوسکا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہین سکتی یہی نافرمانی ہے
اقول سبحان اللہ اب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور نئی حکمت ایجاد ہو رہی ہے
بہتر ہوگا کہ خود ہی معنی قوت کے اور اونکی تعریف بیان کرکے علم حکمت سے ثابت کر دیجئے

کہ ہر ایک قوت یا البعض دون البعض خود بھی جسمانی بمنزلہ ذاتیات کے ہین اور اونمین سے ہر ایک یا البعض کی عرضیات ہین جن مین سے ایک قوت ایسی ہے کہ اوسکا کوئی کام ایسا نہین ہے جسمین سرکشی اور دشمنی صاحب قویٰ سے نہو اور خود انسان بھی اوسکا دشمن ہو اور یہ بھی کہ اوس قوت سرکش مین سرکشی کی قوت علحدہ مثل انسان کے ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغوئینے کا مصداق نہین ہے کیونکہ قویٰ ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطب بات کی پرورش نہ چھوڑین اور خواہ مخواہ فرمائے جاوین کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے بھی قوے ہین تو ہم یہ عرض کرینگے کہ بدو پیدائش آدم سے وہ تو سرکشی و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ بارہا آپکا اقرار ہو چکا ہے پھر وجہ اغوئینی کہنے کی سن بلوغ مین عرض علم کے وقت کچھ بھی نہین ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور والا اب تک قویٰ کے معنی اور تعریف غالباً نہین جانتے ہین یا تجاہل کر رہے ہین تب تو بعض قویٰ کا اختیار انسان سے خارج ہونا او دشمن صریح قرار دینا یقینی صحیح سمجھ لیا ہے اور اسی مقام پر مجکو یہ بھی بیان کرنیکا موقع ملا ہے کہ جناب مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کر کے اوسکو ابلیس ٹھہراتے ہین چنانچہ شروع بحث مین فرماتے ہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش بھی الخ مگر جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ پھر جنود ابلیس اور ذریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو ہم تبیین الکلام مین ایک جگہ صفحہ ۹۳ مین یہ عبارت پاتے ہین قوای بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کیطرف ترغیب دیتی ہین اونکا نام شرع مین شیطان رکھا گیا ہے بلفظہ دوسری جگہہ اوسی تبیین الکلام مین صفحہ ۱۵۲ مین یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے کبھی اوسکے اثرات کو بطور وجود وسکے تعبیر کیا جاتا ہے اور جو انتظام کہ اون اثرات مین ہے اونکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلفظہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قوای بھی متعدد ہین اور اسیواسطے صیغہ جمع کا اختیار کیا ہے تو لازم آتا ہے کہ جس ابلیس کا ذکر انکار سجدہ مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ متعدد ابلیس حضرت آدم کے جسم مین بھرے ہوں حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اس خیال پر شہادت نہین دیتا ہے مین اوسی فعلیۃ البیان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ٹھہرائی جاوین

اور اوسکا انتظام کو ایک لشکر قرار دیا اوسے تب ہی توافق آیات قرآنی کا تفسیر درست ہیں کہ تو
عین موثر نہین ہوسکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور ما حصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر جلانا
تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلانا کسی انسان کا بہی اوسکے لشکر کا ایک سوار
یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اغوای قوت موہومہ مخاطب سے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ
بہی اغوا کرتا ہے حالانکہ جنود و ذریت ابلیس کا اصل کام قاتل اور منحہ ہے یعنی سبب اغوا و [illegible]
بنی آدم کرتے ہین پہر کیونکر اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہوسکتا ہے اور یہ کس علم کے موافق باقی
رہا انتظام اگرچہ وہ بہی ایک معما ہے اور اوسکی کیفیت و ترتیب محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی
اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہین ہے تو اوسکا انتظام کیون کر لشکر ٹہریگا لا محالہ دونون تفسیر
مخالف ہے تفسیر صحیح مجازی کی بہی نہ بن پڑی آپ مہربانی فرماکر معنی جنود و ذریت ابلیس کے
الفاظ قرآنی سے پیدا کرکے ساتہ دلیل فارغ عن الاحتمال کی بیان کرکے اپنے دعوی کو ثابت
فرمادین اور ہمکو یہ بہی بتادین کہ تمام آیۃ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ
عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط اور دوسری آیت
أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي اور حدیث نبوی انّ ابلیس یضع عرشہ علی
الماء ثم یبعث سرایاہ الخ ایکی تفسیر جدید سے کیونکر مطابقت رکہتی ہے و دوسرے شرط القناو قولہ تمہارے
قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے
ہین اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اوس
ہی باقی قوتین اوس سے دبی ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے
کی آگ مراد نہین لیجئے اقول پہلے اس دعوی کا ثبوت دیجیے کہ قوی کسقدر ملکی اور کسقدر شیطانی ہین
کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہین ہے اور بعض علما نے جو ملکیہ و بہیمیہ لکہی ہین وہ آپ کے خیالات
موافق نہین ہین اور بہیمیہ مین بہی کوئی خاص قوت کسبیے الیسی نہین بیان کی ہے جسکا
کام صرف اغوا اور معاودت سماوی روح سے کے ہو جسپر تعریف انہ عدو مضل مبین کی صادق ہو
اور اطاعت سے باہر رہتی ہو اور یہ بہی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکبات ہین
اور اونکی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر آپکے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہین تیسرے علاوہ
حرارت غریزی کے واسطے انعقاد ترکیب جسمانی قوی موہومہ کی برودت غریزی وغیرہ بھی
شامل ہین یا نہین اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ بے اصل غریزی کو اصل مادہ
وجود قوی کا مان لیا کس دلیل سے صحیح ہے چوتھے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طور پر جز
تو او سپر تعریف جسم کی کسواسطے صادق نہین آتی ہے پانچوین ماعدای قوای ملکی و شیطانی انجاد
حضور والا کی جسم حضرت آدم کا جسقدر باقی رہا اوسمین بھی وہ ہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود ہے
یا نہین اگر ہے تو بغیر قوی کے جسم کیون نہ رہ جاوے مگر پہر امتیاز بین الجسم والقوی کیونکر صحیح ہوسکتا ہے
اور یہ قول قوی کا کسواسطے صادق ہوا انکا کہ خلقتہ من طین و خلقتنی من طین یا خلقتہ من نار و خلقتنی من نار چھٹے
وہ سر جوش حرارت غریزی کا کیا جزو ہے اور کس کتاب علم حکمت مین سر جوش لہ دم حرارت کا
بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپ کے پاس ہے پہلے تو مہربانی کر کے حرارت غریزی کا مین حدت
ثابت کر دیجیے جسکی وجہ سے جوش کہا سکتی ہے اوسکے بعد پہر جوش بتایئے پہر یہ ثابت کیجیے کہ
قوی حرارت غریزی سے مرکب ہو کر بنتی ہین افسوس ہے کہ آپ حرارت غریزی کی تعریف
بھی شاید نہین جانتے نہ قوی کی اقسام و تعریف سے خبر ہے جو جی مین آتا ہے بے تکلف ارشاد
ہوتا چلا جاتا ہے کاش کسی طب کی کتاب مین تعریف حرارت غریزی اور قوی کی دیکھہ لیتے ساتوین کیا دلیل
ہے کہ بشرط تسلیم سر جوش کی ایک ہی قوت اوس سے مرکب ہے نہ کوئی دوسری قوت بھی آٹھوین
کس دلیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی سے اوپر رہتی ہے اور اوسکے
نیچے باقی قوی رہتی ہین یہ تحت و فوق باعتبار محل و مقام کے ہے یا مجازی ہے اگر مجازی ہے
تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی پر ہے یا باعتبار افضلیت مادہ وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل
ہے لانسلم کہ قوت عقل و علم بھی مغلوب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ مغلوب ہین ورنہ
تکالیف شرعیہ باقی نہ رہین نہ قوت شیطانی کا کچھ علاج ممکن ہو اور شق ثانی بھی بیکار ہے کیونکہ ہم
ابتک کوئی برہان نہین پاتے ہین کہ قوت علم و عقل وغیرہ اصل مادہ وجود مین مفضول ہین اور قوت
شیطانی افضل ہے نہین معلوم کہ آدم ذہبی سنے آپکو کیا وساوس مین مبتلا کر دیا تہا نوین آپ نے
تو فرمایا تہا کہ آدم کو صرف علم اسمار کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق و ذاتیات نہ کا

بہت اہتمام سے آپکو کہان سے سکہاتے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل
دسوین آپ نے یہ نہین لکہا ہے کہ نار حقیقی کی سرخ جوش سے قوت بہیمیہ بنی ہے بلکہ ایک قسم کی
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی حقیقی پر محمول ہے تو اوسکے مقابل مین
نار مجازی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی تسلیم کرنیکا کیا موقع ہے ذرا غور کر کے معنی قرآن
کے بیان کیجیے کیا رہوین مولویصاحب کو چولہے کی آگ ہوتی تو غنیمت تہا کیونکہ حقیقت نار سے
خارج نہ سمجہی جاتی آخر طین آدم کی بہی زمین سے لی گئی تہی جیسا کہ تبیین الکلام سے ظاہر ہے تو
نار دنیا سے مادہ وجود جن و ابلیس بہی طیار ہونا کچہ بعید نہ تہا مگر جو ایک قسم کی حرارت حضور والا نے
پیدا کی ہے کیا وہ نار فرنگ سے مستخرج ہے جو قواعد تجربہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن
اسلام کو خاک سیاہ کریگی بہر کیف مجازی اور محتاج دلیل اور محض توہم ہے مولوی صاحب کی بلا سے
کوئی حرارت لاتی یا چولہے مین جای یا اپنی گرمی دکہاتی موافق منطوق وظاہر الفاظ کے مولویصاحب
تو باتفاق جمہور اہل اسلام کے اور بمطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان
کرینگے نہ بہ طبق وسواس آدم وہمی کی آپ کو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑگئی ہے کہ
ہر موقع پر چوٹ کرتے ہین خیر یہ تو آپ کی لطائف وظرائف کہاتے ہین اور تہذیب الاخلاق
سکہلاتے ہین اب یہ ارشاد فرماتے ہے کہ سرکش ہونا فوت کا مرادٹہرائی گئی ہے کلمہ فاخرج منہا کی
تو پہر واستکبر کے کیا معنی لیے جاینگے جو سرکشی و غرور پر دال ہے لیجیے اب یہ معنی آیۃ کے بقول
آپکے ہونگے فاخرج منہا سرکشی کی اون ملائکہ مین واستکبر اور غرور کیا یہ دونون معنی صیغہ ماضی کے
ہوجاینگے نہ امر کے حالانکہ فاخرج امر کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ سمجہ کر تفسیر
بیان فرمایئے قولہ سوال دادا جان یہ تو بڑی مشکل پیش آئی اسلیئے کہ انسان کا سن بلوغ
اور عقل و تمیز کو پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پہر خدا کا اوس درخت
کے کہانے سے منع کرنا اور انسان کا اوسکے کہانے سے نافرمانی کر کے
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تمنے کہا سچ ہے مگر یہان مسئلہ جبر و
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اقول سوال تو آپکا واقعی سچ ہے مگر
جواب آدم وہمی کا محض مغالطہ ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اپنے قویٰ کا انسان خود مالک

و مختار ہے اور اونکو کام مین لاسکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نہ ماننا بتایا گیا ہے
اور چونکہ اوس حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا مذاق بتایا شیعہ
کہ آدم اوس حالت پر پہونچنے کے بعد گنہگار ہوا ذرا انصاف کرکے ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جواب اوس
سوال کا کیونکر صحیح ہو گا نتیجہ سوال کا تو یہ تھا کہ منع کرنا بھی صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ ہر انسان موضوع
ہے واسطے پہونچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ صغر سن مین رہو یا بوڑہے
ہو جاؤ مگر پھر نابالغ ہی رہو حالانکہ قوت علم و عقل بھی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا تھا اور تمام
قوی قبل بلوغ بھی اپنا اپنا کام کر رہی تھین اور اطاعت آدم مین چلی آتی تھین اور جسکو خود
خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تھا اور اپنا نائب کیا تھا اور وجہ افضلیت کی اوسکے حق مین
تمام حیوانات پر وہی علم و عقل تھا جو اور کسی مخلوق مین نہ تھا تو پھر خود ہی اوس علم و عقل کا
بخشش کرنا اور منع بھی کر دینا کہ اسکو مت لینا کیسی لغو بات ہے اور کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے
گنہگار ہونا کیسا رضاء الہی کا موقع تھا تو پھر کیونکر ہم مان لین کہ دادا جان آپ کی تفسیر صحیح ہے
اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم و عقل ہو سکتا ہے آپ غور کیجیے کہ آدم نے اس مشکل
سوال کا یہ جواب نہایت دیا کہ انسان اپنی قوی پر قادر تھا لہذا اس بلوغ مین اونکو استعمال
کرکے گنہگار ہو گیا سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر پوچھا تو یہ جاتا ہے کہ کیونکر منع کیا گیا
اور خاصہ و لازمہ انسانی سے کسواسطے روکا گیا اور اوسکے عمل کرنے پر کیونکر گناہ کا اطلاق
ہو سکتا ہے اور جو فعل پہلے سے موجود تھا اوسکا پھر لینا دینا اور منع کرنا کیونکر ہو گا جواب یہ ہے
کہ آدم نے قوی کا استعمال کیا اور جوان ہوا تب گنہگار ہو گیا کوئی پوچھے کہ وہ جوان کیونکر
نہ ہوتا اور کس طرح اپنی قوی کو کام مین نہ لاتا کیا مثل شجر و حجر کے رہتا یا وہ ہمیشہ تکلیف مالا یطاق
مین گرفتار رہا آتا خقل حیران ہے کہ آدم وہی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجھنے کا شعور نہ تھا
تفسیر معارف و حقائق سکہانے کو تشریف لاتے اور جبر و قدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹھے
خیر آدم خیالی تو مجبور ہوتے مگر دیکھیے کہ جناب مخاطب اونکے متن کی شرح کرنے پر آمادہ
ہو کر مسئلہ جبر و قدر مین اپنی ایجاد کیا دکھاتے مین چنانچہ فرماتے ہین السعید من سعد
فی البطن امہ الشقی من شقی فی البطن امہ تھا صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول تھا

قول رسول صلعم کا مراد ہے تو انہیں الفاظ کے ساتھ صحت حدیث مذکور کی جناب مجیب نے
آپ نے ضرور سمجھ لی ہوگی تبھی تو زور شور سے فرماتے ہیں کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے
مین بھی مشتاق ہون کہ اس پوری حدیث کے سب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجیے انکے
ذریعہ سے ہمکو بھی ایک فائدہ حاصل ہو جاویگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مشکل نہ
نکلے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرمادیا غالبا موضوعات ابن جوزی و
تحریجات شرح عقاید وغیرہ کتب موضوعات حدیث تو جناب حالی نے ضرور دیکھی ہونگی تو
حال کھل جاویگا فافہم ولا تکن من الغافلین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر
کرکے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی بھی تسلیم کرکے مین یہ عرض کرتا ہون کہ حاصل تقریر
حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچھ سمجھ مین آتا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت
نہیں رکھتا ہے نہ آپکی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے شروع
تقریر مین آپکا غالباً یہ مطلب ہے کہ قول بین الجبر والاختیار تو محض ہنسنے کے لائق ہے اور
اوسکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک شکاری نے مچھلی کو گوشت بتایا تھا لاحاصل بین الجبر والاختیار
سے حضور والا کو انکار ہوگا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض سو جبر محض اسقدر عبارت
سے پایا جاتا ہے یعنے جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہان تک کہ
نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقونکا حسن عاشقونکا عشق
شاعرونکی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے
لیکر نکلے ہین وہ سب باتین اون سبکے واسطے لازمی ہین اور سب بے ہوئے رہ نہیں سکتی ہین
مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر الخ انتہی صفحہ ۱۰۶ ایسا ہی
جبکہ حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے یعنے انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور
نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام مین لانے پر ٹھہرایا ہے پس ظاہر ہوا
کہ اپنے قوی کا کام مین لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین انسان کی نجات منحصر
اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمین رکھے ہین اور جسقدر رکھے ہین اون سبکو بقدر
اپنی طاقت کے کام مین لاتا ہے اگر قوای بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قوای ملکیہ کمزور تو وہ

کہ در قوی کو بخود رہے اونکو سہی کام مین لاتا رہے یہی گناہ ہونکا علاج اور توبہ اور کفارہ
ہے اب مجکو حضور کی خدمت مین کئی التماس ہین اولا قول بین الجبر والاختیار کو آپ نے مخنث
مذہب کہا ہے مگر خود بدولت بہی اوسی قول کے موافق سابق مین ہو چکے ہین تو
جس آدم وہمی کا تالیان بجانا اور ناچنا گانا بیان کیا ہے اوسکی تعلیم بہ عبث افتخار ہے کیونکہ
عقیدہ بین الجبر والاختیار کو مخنث سے تشبیہ دیجاتی ہے ذرا زمانہ سابق اپنا تو یاد کیجیے اور
تصنیفات قدیمہ کو ہاتہہ مین لیجیے چنانچہ تبیین الکلام کے صفحہ ۷۶ مین یہ عبارت ہے کہ ہم
مسلمان یہ کہتے ہین کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہین ہے
اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا سرانجام کرنیوالا ہے خدا کی طرف منسوب
ہو سکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرماتے ہے کہ بین الجبر والاختیار اور کسکا نام ہے صرف کرنا قوت
ارادہ کا انسان کی طرف اور خلق کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کرکے انسان کو کاسب
اور خدا کو خالق آپکی تقریر مذکور سے مان لینا پڑیگا ثانیاً آپ نے اقرار کر لیا ہے
کہ جو کچہہ ظہور مین آتا ہے خواہ نیک خواہ بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے مان کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور اوسکا ظہور اور وقوع لازمی وضروری ہے لامحالہ تمام قوی کا کام مین لانا
یا نہ لانا ہی مان کے پیٹ سے لاویگا پہر اوسکو کیا اختیار ہے کہ کام مین لاوے یا نہ لاوے
ایمان یا کفر عبادت وزہد خواہ عصیان وفسق سب کچہہ ساتہ لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی ضروری
ولازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری ولازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا وکلا کافر
جبلی کافر ہی رہیگا اور مومن جبلی مومن ہی رہیگا ولا ینعکس کیف لا خود حضور والا نے
جب معارف وحقائق آدم وہمی سے سیکہے تو ارشاد فرمایا کہ ہم ہی ان حقائق ومعارف کا
آپکی زبان مبارک سے سننا اپنی مان کے پیٹ سے لیکر نکلے تہے بلفظہ جب یہ حال ہی
کہ کسی سے ہمکلام ہونا وہم وخیال مین بہی بطن مادر مین مقدر ہو گیا تہا اور اوسکا ظہور
لازمی تہا تو پہر قواے بدنی کا کلیتہً کام مین لانا نہ لانا کیون نہ ساتہ لایا ہوگا اور ایسے مجبور کو
کس طرح مختار ٹہرایا جائیگا اور کیونکر اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے اور قوی پر
اختیار ہوا جاتا ہے کسی ... اصل نجات ... مگر لا محالہ ... مختار ... اور ... ایجاد

حاصل یہ کام ... ہوتے ہیں کہ نجات منحصر ہے تمام قوی کے استعمال پر اب تو کہنا
چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا نتیجہ دیگا قوت شیطانیہ کا جسوقت پورا استعمال کریگا تو کافر مطلق
اور تمام کبائر کا مرتکب ہوگا اور جب ساتھ ہی اوسکی قوای ملکیہ کا استعمال پورا کریگا تو مومن کامل
اور زاہد و عابد متقی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت ہوتی رہینگی اور ممکن ہے
کہ دونوں قوتوں کا ایک ہی وقت میں استعمال کرنا چاہے تو جمع بین الاضداد ماننی پڑیگی وہو محال
اور آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک ہی وقت میں جمع اون قوای متضادہ کے استعمال پر قادر نہیں ہے کیونکہ
شروع بحث میں بغیر کسی استثنا و قید تخصیص کی یہ لفظ عام اختیار کیے ہیں کہ قوای انسان کو دیے
گئی ہیں وہ خود اونکا مالک مختار ہے اور اون سے کو خود کام میں لاسکتا ہے جسقدر قوی ہیں
وہی کام کرتی ہیں جسکے لیے مخلوق ہیں فافہم رابعًا جب نجات و درکات ایمان و کفر و زہد و فسق
آپکے اصول پر نہیں ہے تو پھر قوای ملکیہ یا شیطانیہ کا کام میں لانا بھی عبث ہے کیونکہ غایت مرتبہ قوی
ملکیہ کے ذریعہ سے مومن و زاہد ہوجائیگا اور قوی بہیمیہ کے اغوا سے کافر و فاسق ہوگا مگر پھر کیا حاصل
وہ دونوں کفر و ایمان نہ مستلزم ثواب و عقاب ہیں نہ اختیاری انسان کی ہیں خامسًا آپ فرماتے
ہیں کہ قوی بہیمیہ اگر غالب ہوں اور ملکیہ مغلوب ہوں تو اسقدر کافی ہے کہ اون مغلوب سے
بھی کام لینا رہے تب نجات ہوگی آپ فرماتے ہیں کہ اگر قوای بہیمیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہوگیا
اور قوی مغلوبہ ملکیہ کی بدولت صرف اسقدر ہوا کہ کوئی فعل حسن ظہور میں آیا تو کیا یہ فعل حسن دوزخ سے
بچالیگا اور نجات دلاویگا اور یہ بھی آپ نہیں کہہ سکتے کہ قوت بہیمیہ صرف فسق و فجور ہی تک آتی ہے
بلکہ کفر و شرک تک نہیں پہونچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا پہلا حملہ
یہی ہے کہ بنی آدم کو پکا مشرک بنادے اور قرآن شریف میں صاف وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ پھر قوی ملکیہ وغیرہ کا استعمال
بے فائدہ ہوا سادسًا آپ نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ شقی و سعید بھی بطن مادر میں ہوچکتا ہے اور انبیا علیہم
فرماتے ہیں کہ انا نبی وآدم بین الماء والطین سعدا یوں کہتے ہیں انا سعید وآدم بین الماء والطین
اشقیا کا یہ قول ہے انا شقی وآدم بین الماء والطین ہمارا یہ قول ہے انا ... وآدم بین الماء
والطین بلفظہ تو جنتی و ناری ہونا پہلے ہی ٹھہر گیا ہے اور وہ لازمی و ضروری ہوگی ... کہ وہ بھی پھیر سکتا

پھر استعمال تقوی سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایماد لیل کا کچھ بھی نتیجہ نہ نکلا وہ ہی بحث جبر و قدر کی
اپنے حال پر باقی رہی جسکو مشکلین لکھتے آئے ہین اور تمام مسائل مین مشکل سمجھتے رہے ہین
ہان اسقدر ہوا کہ دو چار اعتراض آپکی بدولت اور وارد ہو گئے وگرنہ جب کسی طرف سے نجات
نپایگی تو آخر حضور کو وہ ہی کہنا پڑیگا جو ہم لوگ کہتے ہین مگر گردن کے پیچھے سے ہاتھ لاکر ناک تک
پہونچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر و قدر کا نہایت آسانی سے طے کر کے پردہ مین آدم
وہی کا جواب جو حضور نے مان لیا تھا وہ تو غلط ٹھیرا اور اعتراض بدستور رہا اور بعد اوسکے تمام
تفسیر مدیہ خود بخود بے اصل ٹھر گئی اپنی ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہونا پڑا اور الحمد للہ
علی ذلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگر یہ فرماوین کہ ہمنے لفظ ایمان و کفر کا عدم نجات کا ذریعہ
نہین کہا ہے بلکہ صرف عبادت و فسق کا لفظ لکھا ہے لہذا ہمکو ابھی سر اوٹھانے کی جگہ باقی ہے
تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص مین لفظ ایمان و کفر کا نہین لکھا مگر مین ثابت
کر چکا ہون کہ آپنے شقی و سعید و مومن و کافر اور جملہ افعال ہر قسم کے بالعموم والاستغراق جبلی
اور بار اور زناد اور لازم الوقوع قبول کیے ہین تو کچھ تخصیص عبادت یا فسق کی باقی نہ رہے گی بلکہ ایمان و کفر
بھی اوسی اصل کے دو فرع ہین اور یہ بھی بیان کر چکا ہون کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق پر کچھ
لازمی کام نہین ہے بلکہ کفر سب سے پہلے اوسکا نتیجہ ہوگا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو نمو و کا خواہ
ہے تو آپ کی زبان قلم سے اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چھوٹ گیا کچھ فائدہ آپکو نہ دیگا اور
مضر ہوگا اور جب ہمنے جبر محض بھی آپکی تقریر سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق مرضی
صانع کے انسان کو تقوی کا استعمال کرنا چاہیے سراسر تحکم ہی ہو استعمال بھی کرنا مگر نامان کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید و انا شقی پکارتا تھا اور یہ سرگذشت آدم کا سنتا بھی ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا تھا فائدہ ہمکو اصل مسئلہ جبر و قدر کی بحث صرف اسواسطے لکھنی پڑی کہ مخاطب الامر انتساب
نے کچھ نیا خیال بنا کر دعوی کیا تھا کہ وہ مسئلہ نہایت سہل طریقہ سے حل ہو گیا حالانکہ اور بھی زیادہ
مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرتے ہین اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام
لکھنے کا موقع نہین اس رسالہ مختصر مین بھی بقدر ضرورت ہماری گفتگو الزامی ہی تنبیہ قول آدم
کا تائب ہونا اور فرشتون کی تکرار اور تعلیم خطابات کی قسم سے ہے کسی

ورز

فرشتے کیسی تکرار جسقدر قوی ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے لیے مخلوق
ہین لَا یَعْصُونَ اللّٰہَ مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ اور تعلیم اسمار سے مراد وہ ملکہ
علم ہے جو انسان مین ودیعت کیا ہے الخ اقول اس مقام کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے
کہ وجود ملائکہ سے بھی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسی فرشتے اوس شخص کی زبان سے نکلے
جو فرشتون کے وجود کا قائل ہوگا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب مین خود ہی سوچ سمجھہ کر ایسے فرشتے
جیسے قرآن مین مذکور ہین اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً الخ
اور پھر مزید فیہ یہ ہے کہ وہ آیت جو خاص فرشتون کی شان مین ہے یعنے لَا یَعْصُونَ اللّٰہَ
مَا اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ کو بھی ظاہر سے صرف کر کے قوای انسان پر جما دیا اور قوی کو ملائکہ
حقیقی بھی ٹھہرا دیا مگر پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہین کہ کہین کہین اصلی فرشتونکا وجود بھی خود بدولت کی تحریر
سے نکلتا ہے مثلاً فرماتے ہین کہ انسان ایسے اعلی درجہ تک ترقی کر سکتا ہے کہ جہان فرشتون کا
بھی مقدور نہین کیونکہ اونمین ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اب تو خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب عالی کی کیا ہے قرآن مین تو ایک ہی جگہ سلسلہ
کی ساتھ یہ مذکور ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا الی قولہ تعالیٰ
قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا الخ سوال جواب فرشتونکا ساتھ خدا کے اور علم اسمار کا عنایت ہونا آدم کو اور پیش کیا جانا
اشیار کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتونکا اور یہ کہنا سبحانک لا علم لنا سب کا سب اصلی
ملائکہ سے متعلق ہے نہ قوای انسانی سے پھر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کرنا اور تمام
آیت کا مضمون قوی مطبوعہ کے ساتھ چسپان کرنا کسقدر واہیات ہے اور کیونکر یقین آوے کہ جناب
مخاطب کی الہی مراد ہوگی اور اگر یہ مراد نہین ہے تو پھر کیسے فرشتے کیون فرماتے ہین اور قوای انسانی
پر کسواسطے جماتے ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب
کر دیا اور فرشتے غل مچاتے رہے الحاصل آدم جہی سے مسجود بون کی سی بڑے کو خود ہی حضرت سمجھتے
ہونگے اور جب مجرد دعوی ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا چلا جاتا ہے تو ہم کیا پوچھین اور کس سے
گفتگو کرین نہ ظاہر الفاظ و منطوق آیات و سباق و سیاق سے کچھ غرض رکھی ہے نہ اپنی قول کی سند میں
کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا لکھتے ہین نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاتے ہین محض تحکم کا

کیا علاج ہے کوئی پوچھے کہ جس جگہ آیت لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ کو ہے
وہاں تو بھی انسانی کا کیا ذکر ہے اور کسطرح تبادر اذہان بغیر سبق ذکر قوی کے اور بدون قرینہ
مقام کے ہو سکتا ہے کہ یہ آیت قوی کی شان میں ہے تنبیہ اس مقام پر ہم یہ شبہہ رفع کیے دیتے ہیں
کہ سوال وجواب ملائکہ کا بصورت اعتراض کے تہا جسکو حضرت نے ثمرائین تجویز کیا ہے یا کس
طریق پر واقع ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سوال بطور استفہام و تعجب کے تہا یعنے ملائکہ
نے جب یہ سنا کہ آدم خاکی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے تو انکو یہ شبہہ ہوا کہ لوازم مادۂ خاک سے جو امور ہیں
وہ لوازم مادۂ نور سے برتر نہیں ہیں پہر نوری نفوس قدسیہ کا خلافت کیواسطے اختیار نکرنا کس
مصلحت سے ہوگا اور خلافت کے واسطے علوم کی استعداد درکار ہے مگر سرشت خاک مقتضی
تکمیل واشرفیت کی نہوگی اور زمین میں فساد و خونریزی واقع ہونے لگیگی لہذا تعجب کر کے
جو سوال کیا وہ استفہام تہا اور استفہام منافی شان معصومین نہیں ہوتا ہے بعض انبیا نے بہی فرمایا
ہے کہ اے رب تو کسطرح زندہ کرتا ہے مردہ کو جواب ملا کہ کیا تو یقین نہیں لاتا تب عرض کیا کہ
ہاں مگر واسطے اطمینان قلب کے پوچہتا ہوں آیات قرآنی میں اس قسم کے امور مذکور ہیں
اسی واسطے خدا تعالے نے فرشتوں پر نافرمانی کا عتاب نفرمایا بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ میں سب کچہ
جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو اور پہر انکے اطمینان کر دینے کی یہ صورت کر دی کہ آدم کو علم اسما کا
عنایت فرما کر ثابت کر دیا کہ ملائکہ سے بہی زیادہ اس امر میں عالم ہے تب ملائکہ اقرار کرنے لگے کہ
سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا الآیۃ تفاسیر اہل اسلام میں اس شبہہ کا جواب مذکور ہے پہر کیا وجہ ہے
کہ جناب مخاطب خود ہی تفسیروں کو نہیں پڑہتے اور علوم شرعیہ سے نفرت کرتے ہیں اور باعث
ضلالت سمجھتے ہیں اور خود ہی اپنی اوہام وظنون سے خدا کو اور ملائکہ کو ہوشیاروں سے تشبیہ دیتے
ہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا باقی رہا یہ قول جناب مخاطب کا کہ خدا نے آدم کو نام چیزوں کا
اسطرح نہیں سکہاتی جیسے انا بچوں کو سکہاتی ہے بلکہ علم مراد ہے وہ بہی حرف اسمار کا علم نہ حقائق
اشیاء کا مجکو معلوم نہوا کہ حقیقت اشیاء سے کیا مراد رکہی ہے چونکہ ہر جگہ تشبیہ و استعارہ کو معیار بنا
رکہے ہیں حقائق اشیاء میں خدا جانے کیا فرما وینگے خیر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتہ
صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو بغیر علم کے اثبات اسکا کیونکر ہوگا اور یہی التماس ہے کہ علم اسما کا

بغیر علم ہے کیونکہ مراد ہو سکتا ہے اور مسمی کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ
اور أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ کے کیا معنی ہیں اور پھر اس جملہ کی کیا مراد ہے يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ
یہ ضمیریں کسکی طرف راجع ہیں اور اگر وجود مسمی کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کرنے حقیقت
اشیاء کی کیونکر مان لیا ہے کیا وہ سب معاملہ تشبیہی اور مجازی تھا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت
حقیقت اشیاء کی معلوم ہوئی تھی گو یہ نہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم
محیط تفصیلی مثل خالق اشیاء کے ہونا تحت غیب سے خارج ہے لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ
ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ اور وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ صحیح ہے اور ہم اگر یہی تسلیم کرلیں کہ
حقیقت اشیاء کی نہیں بتائی تھی تب بھی اسماء کی لفظ سے بلکہ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح
ہوگا کیا یہ معنی لغوی ہیں یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ
حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہوگا کیونکہ آپ تو حقیقت ذاتی بھی قوی
کی بیان کر رہے ہیں اور خدا کے اسرار کی نمائش ان کا لفظ جو لکھا ہے اور ظرافت خدا کی ذات کی
شان کی ہے یہ تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا اسلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے
نہ ہمیں الزام ہے قولہ خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت
انسانی کا بیان ہے جسکو نیچر کہتے ہیں الخ اقول آپ تو بالکل اولٹی تقریر کرتے
ہیں اگر خدا کو قوی انسانی کا بیان قاعدہ نیچر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل مسئلہ تھا جسکو قوم
وہی بیان کر کے اسکو سمجھا سکتے مگر خدا تعالی آیات بینات میں ظاہر نکر سکے خدا جانے آپ
ہر مقام میں نیچر نیچر کیا پکارا کرتے ہیں اور جو کچھ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جمہور اہل اسلام نے
اپنا اختیار کیے ہیں وہ کیونکر قانون فطرت کے خلاف سمجھی گئی ہیں اور کس نیچرل است کا قول
آپکے موافق ہے ذرا حوالہ تو دیجیے قولہ قرآن میں شیطان کا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت
و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی اقول محض غلط ہے اوسکی حقیقت صاف بیان ہوتی
ہے کہ وہ ایک نوع ہے جن کی اور مادہ وجود اوسکا عنصر نار ہے کما مر اقول۸ کچھ صفات
اوسکے قرآن اور روایت سے پائی جاتی ہیں بڑی صفت یہ ہے کہ وہ مغوی
آدم ہے کما قال اللہ تعالی فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ الآیۃ اقول ہاں یہی صفت

اوسکی ہے اور انہ عدو مضل مبین ہے دشمنی بہی اوسکی سات بنی آدم کے ثابت ہے اور بنی
آدم بہی دشمن شیطان کے ہین جو عباد مخلصین اور مومنین مین داخل ہین اور احادیث میں
سب کچہ حالات اوسکے بیان ہوئے ہین چنانچہ کسی قدر شروع رسالہ مین ہم لکہہ چکے ہین
قولہ بہی اوصاف حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہین الخ **اقول** ہان یہ بہی
صفات مذکور ہین اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہین کما عرفت سابقا اب ان
صفات کے سات حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجہکر عین انسان قرار دیجئے خواہ ذات
سمجہکر لاحول بہیجئے مگر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ عین ذات انسان مان لیا ہے تو نزنگی ہین جیسا کلام
ہے **قولہ** اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی
کو محسوس نہین پاتے الخ **اقول** ہمنے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا
اپنے مین اثر بیشک پاتے ہین مگر انکار وجود خارجی صحیح نہین ہے وجود خارجی
سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام بنی آدم یا حجر و شجر کے مراد ہے تو محض غلطی ہے کیونکہ مادہ وجود
ابلیس کا نار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی مہدی علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہین
کہ وجود خارجی کے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہین لیا جاتا ہے پس وجود ناری ہونا
اوسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ و جن سے بہی انکار کرنا پڑیگا معلوم
نہین ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہین آیا یہی کہ ذہنی و خیالی نہو بلکہ عنصری ہو یا کوئی
وجود محسوس البصر خواہ مخواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہین اور شق ثانی پر
آپکا دعوی بلا دلیل ہے ہان اسقدر ہم اور بہی بیان کرتے ہین کہ شیاطین و جن کو صورت
انسان و حیوان وغیرہ کی بنا لینے پر بہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح فرشتونکو بہی
وہ بہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت مین آدمی کی جن اور ملائکہ اور شیاطین کا آنا
اور دیکہا جانا بہی ثابت ہوا ہے کما مر سابقاً **قولہ** ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے
رستے سے پہیر لی ہے شیطان سمجہکر اوسکی داڑہی پکڑ لیتی ہین الخ **اقول**
اوس قوت کے متعلق ہم مجملی جواب دے چکے فلا نعیدہ اور شیطان کی جگہ ہو یا اپنی
کی داڑہی سفید آجاتی ہے اور اوسکے گال بدلے آپ ہی کا مونہہ لعل ہو جاتا ہے اسکا کیہ

تعجب نہین ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو شیطان ٹھہراتے ہین تو عین جزو انسان قرار پاوے گی پہر اتنی
داڑہی اگر پانہ مین آوے یا گال لعل ہوجای تو آپ کے اصول پر کچہ بعید نہین ہے نہ ہمارے اصول پر
کہ ہم اوسکو جنی ٹہراتے ہین فافہم قولہ میرے پیارے مہدی مین آپکو ہمیشہ کہاکرتا ہون
کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپ کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے
کبہی امین نرہین آپ سمجہتے ہین کہ نبی صلعم کو امی محض رکہنے مین کیا حکمت
تہی الخ اقول آپ بیٹہے تو ہین بنارس مین مگر لندن سے حساب مشرق و مغرب کا کرتے ہین
مشرقی علوم جو قرآن و حدیث و تفسیر و اصول و فقہ و کلام و عقائد اہل اسلام ہین اون سے آپکو
نفرت ہو تو ہو مگر ساری خدائی کے مسلمان تو اوسکو کمال دین سمجہتے ہین خدا نکرے کہ اوسکا
اثر دل سے جاتا رہے اوسی کے تماحصل نکرنے کی وجہ سے آپ اس خرابی مین پڑے ہین
کہ نہ تو موافق اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی تہی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے
جو حکیمانہ و فلسفیانہ کوئی بات عمدہ نکلی اپنا جی تو چار وان طرف آپ دوڑاتے ہین قرآن و حدیث
کو بہی فلسفیت موہومی سے ملاتے ہین مگر ہر مقام پر ٹہوکر کہاتے ہین کسی ایک قوم کے علوم میں
بہی پوری استعداد ہوتی تو کچہ گردکہاتی بعض معتزلہ کی بہی تقلید کچہ باتو نمین اختیار کی یا طبعیہ
کیطرف بہی رجوع کیا تیسوا امیہ کی بہی مدد لی مگر اب تک کوئی طریقہ ٹہیک نہوا آخیر ہی خطا معاف ہو حضور نے
عقائد اہل اسلام لکہنے شروع کیے لوگ خوش ہوتے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوٹہاینگے
مگر دوسرے عقیدہ کی تقریر دیکہتے ہی علما قہقہہ مارکر ہنس پڑے اور کم استعداد شک مین پڑ گئے
کہ شریک باری کی امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری الہی متکلمین پر افسوس ہے سنیے پہلے
تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجہے بوجہے خدا کو واحد مان لینا واجب نہین ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ
دلیل عقلی نہایت ضعف کے ساتہ بیان کرکے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنے فرمایا ہان ٹہیک
ایک شبہہ اسپر وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکہتے ہین اور سمجہتے ہین خیال
مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور
کوئی صانع اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی وابدی ہو الخ معصنا اس شبہہ کے سوکرا
اپنے کچہ بہی قدرت نپائی اور یہ جواب دیا کہ ہم اس شبہہ کو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شبہہ

یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہیں ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد خیال پر نہیں ہے فلسفیہ
اور عقلیہ مباحث کو جو حالت غیر وجود ہے ہوتی ہیں یقین سے اور ایمان جسے کہ مناسبت
نہیں ہے مولانا روم نے اوسکے حق مین نہایت خوب فرمایا ہے شعر پای استدلالیان چوبین
بود پای چوبین سخت بی تمکین بود * یقین کے لیے ضرور ہے کہ حضرت انول رسالت کا تغیر
دلانے کہ تو حقیقت ایسا ہی ذو ہنر کارخانہ قدرت موجود ہے اور اوسوقت ہے کہ خدا کی
توحید ثابت نہین مگر وہمی و فرضی باتون سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہین ہو سکتا
الخ بلفظہ مختصر اخاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تہا کہ یہ مسئلہ عقلی ہے
اور جا بجا نیچر اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر مدار مذہب ثابت ہوتا چلا جاتا ہے منقول تو کوئی
چیز ہی نہین رہی تہی معقول ہی معقول پکارے جاتے تہے آخر کو جب ایک شبہہ حکیمانہ
وارد ہوا تو کس واسطے فرمانے لگے کہ دین و ایمان و مذہب اسلام کو عقلیہ و فلسفیہ دلائل
سے کچھ علاقہ نہین ہے مولوی روم مباحثے کے قدمون پر جا گرے اگر ایسا ہی کرنا تہا تو صاف
کہدیا ہوتا کہ قل ہو اللہ احد کافی ہے یا این شور اشوری یا این بے نمکی این اینچنین اغیر کو جو
آخر بحث مین لکہی ہے ذرا یاد رکھیگا آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین و ایمان کے متعلق رد و قدح
کیا کرتے ہین اب مین بہی کہدیا کرونگا جو آپنے خود فرمایا ہے خیر یہ تو آپ کی معلومات علم کلام
کا ذکر ہوتا تہا اب مین پوچہتا ہون کہ معترض ممکن ہونا شریک باری ہی کا بیان کرتا ہے اور
آپنے اوس امکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اوس سے ثبوت موجود ہونے کا طلب کیا وہ بہی
اس خوبی کے ساتہ کہ حضور کو اگر نہ دکہا دے تو جہوٹا ہو جاے فرمائیے آپ نے تبیین الکلام مین
اقرار کیا ہے یا نہین کہ بہت سے مخلوقات ایسے ہین جو اوپر ہو چکے ہین جسکا انکار نہین ہو سکتا
کیون نہین فرمایا ہو کہ اگر دو خدا ممکن ہون تو عجز ایک کا خواہ عبث ہونا دوسرے کا خواہ دونون کا
ناقص ہونا اپنے تکملہ ذات مین خواہ معدوم ہو سکنا مخلوق ایک خدا کا دوسرے کی قدرت سے
خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم و قدرت دونون کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس
اجمال کی بہت بڑی تفصیل درکار ہے کیا علم مین لہ وجدان سلیم و عقل مستقیم حضور والا نے
جو عالم موجود کو گورکنندہ اور گہری سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع و خدا

تجیب تقریر سے جاتا ہے کہ ایک اگر کسی کے برابر سے متعدد کار ہو بلکہ بنیادون اور جہت سے سب برابر ہوں فقد بر مستحضر تو ممتنع عقلی ہونا شریک باری کا رد کرنا تھا اور ممکن الوجود ثابت کرنا تھا سو اوس قدر آپنے خوشی سے تسلیم کرلیا پھر جو کچھ بحث کی وہ بہی منقول و معاور دہ عقلی اور پر تمام ہوگئی کیا کوئی جواب لیا کہ شبہ معترض عقلا باطل ہوجاوی نہیں ہوسکتا تھا جو آپ بسقدر مضطر ہوکر اسنا صدقنا پکارنے لگے یہ رسالہ مختصر اس قابل نہیں ہے کہ امتناع شریک باری کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم لکہدین اور اصل مقصود سے بعد واقع ہوتا ہے لہذا اسقدر پر قناعت کیجاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب اور اوسکے اثر کو باعث ضلالت سمجھتے ہیں اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہیں جب ہم مسلمانونکا علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول دنیا سے جاتا رہا اور ہم نیچرل اسٹ خدا نخواستہ بنگئے تو پہر اپنے خاصہ منکر معجزات و معاد ہوجاوینگے جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر پیدا کریگا جسمین معاد یا معجزات کا ذکر ہوگا اور اوسکا ظاہر الشان نیچرل مین نکلیگا تو مغربی تعلیم یافتہ لوگون سے پوچھتے پہرینگے وہ فرماوینگے کہ یہ سب خلاف نیچر ہے تو بہلوگ خدا جانے کس تدبیر سے کنوئین مین گر پڑینگے فرماتیے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر نہوتا تو آپ کے خیالات سے اصل کا جواب کہان سے لکہا جاتا اگر یہی نیچر ہے تو انبیا بہی ایک حکیم نیچرل اسٹ ٹہرینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبرئیل کا آنا کیونکہ محسوسات ظاہری کے موافق ہوگا اور کون مانیگا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کے شق القمر واقع ہوسکے یا وہ باتیں صحیح ہون جو خاصیت اشیاء و علم طبعی کے ساتھ موافقت نہیں رکہتی ہین مثلا قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ بہر کہانے سے ہزار آدمی سیر ہوکر نہیں کہا سکتے ہین خصوصا ایسی حالت مین کہ وہ کہانا بدستور موجود رہے یا جس بکری نے ابہی بچہ نہیں دیا ہے وہ دودہ دیسکے یا جانور انسان کا سا کلام کرسکین یا پلک مارنے مین بلقیس کا تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہوجاوے یا پتہر سے ناقہ پیدا ہو یا ہوا کسی انسان کی مسخر ہوجاوے یا لکڑی کا سانپ بن جاوے وغیر ذلک من المعجزات نہیں معلوم یہ سب کچہ کیونکر نیچر سے موافق ہوگا اگرچہ آپ صاف صاف نہیں فرماتے ہین اور

ابہی مسلمانونکو نہین بہرکاتے ہین اور حتی المقدور تاویلات رکیک کرکے قرآن کو نیچر سے
ملاتے ہین اور اقوال اکابر دین سے نفرت دلاتے ہین تاکہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ
رجوع لاوین دربردہ تو آپ سب کچہ کر رہے ہین اپنے دوست سید مہدی کو نیچر کیطرف کہینچ
بلاتے ہین اور ینہی امید پر نیچر کی پابندی جماتے ہین تہوڑا عرصہ نگذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی
حرص ہوا مین گرفتار ہین قید نماز و روزہ و پابندی احکام شرعیہ منقولی مین عقلیات کو دخل
دینا پسند کرتے ہین علوم شرعیہ سے بیزار ہو کر بکی منکر شریعت بن جاوینگے خصوصاً جس وقت
کتب دین و ایمان کی جگہہ نیچریون کے اقوال پر عقیدہ جمانے کی ٹہرے گی تو کوئی دہریہ کوئی
ملحد ہوگا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی سلام کرکے رخصت ہو معاذ اللہ ہمارے
رسول مقبول کیون حکیم نیچرل اسٹ ہونگے کسی ایک حدیث مین نفرمایا کہ قوی ملکی و شیطانی
کا قصہ قرآن مین مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور آمی ہونا تو حضرت کا اسواسطے ایک معجزہ ہے
کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرتے تہے اور برملا فاتوا بسورۃ من مثلہ پکارتے تہے
سامعین حیران تہے کہ جو شخص خود اُمّی ہے کسی سے تعلیم نہین پائی وہ کہان سے یہ کتاب
لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی و تعلیم ربانی ہو اور اگر
نیچرل اسٹ ہوتا کوئی بہی تعریف کی بات ہے ہزارون نیچرل اسٹ گذرے ہین اور
ہوتے جاتے ہین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکر ہو سکے گا
ہر ایک حکیم نیچرل اسٹ نبوت کا مصداق ہوجایگا غنیمت ہے کہ مولوی مہدی علی صاحب نیچر کے
چشمہ کا پانی ہنوز چہ جای جاری رکہنے کی ہم تو یہ دعا کرتے ہین کہ خدا ایسا مقلب القلوب ہے
کہ انکو بہی خیالات نیچریہ سے بچاوے اور اجماع امت کی طرف لاوے آمین یا ارحم الراحمین آور جس
علم کی نسبت آپ حجاب الاکبر کا لفظ لکہتے ہین معاذ اللہ وہ علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہرگز
نہین ہو سکتا ہے ہان اوسکا خلاف حجاب الاکبر ہوگا قولہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود
خارج من الانسان مراد لیجاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعوذ باللہ غلط یا خلاف
واقع ماننا پڑیگا الخ اقول ابہی کیا ہے آیندہ ارشاد ہوگا کہ احکام معاد و معجزات انبیا اگر حقیقت
پر محمول ہون تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہین قرآن مین حقیقت مراد نہین ہے تمثیلاً کہا ہے

سمجھایا گیا ہے ورنہ قرآن غلط و خلاف واقع ٹھہریگا آپنے ابتک ثابت نہین کیا ہے کہ ایک
قوت بدن انسان مین الیسی ہے جو اطاعت روح کی نہین کرتی ہے بلکہ روح کے ساتھ
معادات واقع ہے نہ آپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت عزیزی سے کوئی قوت خاص کسب ترب
پاکر مخلوق ہوتی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے
آپنے ثابت کیا ہے کہ قوت انسان کا نام ابلیس ہے پہر کیا فائدہ ہے کہ اپنے خیالات و توہمات پر
اپکو جزم و یقین جو کچھ ہو جاے وہ مان لیا جاے اپنے دعوی مین آپ ہی مدعی ہین اور سکی
برہان کوئی نہین ہے ہم تو اپنے دعوی کا ثبوت قرآن و حدیث و اتفاق جمہور اہل ملت سے
دیتے ہین اور نرا اسے الفاظ و منطوق آیات سے تائید ہوتی ہے پہر آپکے مخترعات کو صرف نامعقول
کہدینا تو غنیمت تہا ہون کرنا چاہیے تہا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ہر جگہ تاویل مرفوع القلم ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج و صوم سے معنی لغوی مراد
ہین نہ مصطلح شرعیہ یا خمر سے مراد یہ ہے کہ اسقدر پیتا ہو جو عقل کو زائل کر دے مگر خمر قلیل جو فتور
عقل پیدا نہ کرے حرام نہین ہے تو وہ شخص کیا معذور رکہا جائیگا حاشا و کلا ظاہر ہے کہ اسقدر
اور مین آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہین کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور مکلف
ساتہ ایمان کے ہے اور جابجا قرآن شریف مین جو لفظ جن و انس کا وارد ہوا ہے انس سے
مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہین اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسنے سجدہ
نہ کیا اور تا قیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود و قبیلہ و ذریت کے دشمن اور مغوی اور
اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے نہ قوای بدنی کی اطاعت پہر
کیونکر اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہوگا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی
ملائکہ مین بہی کوئی آیت نص نہ ٹہری بلکہ آدم کا وجود بہی غیر منصوص ہو کیونکہ تمام تصویر آدم
کی اور ساری تفصیل اونکی قرآن مین کب مذکور ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام و کمال کہان
موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوٰۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم رمضان کے
اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت مین موجود ہین یہان تک کہ بصراحت تمام
اوقات پنجگانہ نماز کے بہی مذکور نہین ہین تو کیا نماز بہی منصوص نہوگی اور اونکا ماول

ورنہ وہ معذور سمجھا جاویگا کتاب و سنت کو ساتھ اجماع امت کی ملا کر دیکھیے اور اوس سے عمداً چشم پوشی نہ کیجیے ورنہ سارا قرآن متشابہات مین داخل ہوگا کہ کوئی آیت محکم نہ رہیگی کہ کسی لفظ پر بھی ظاہر کی صادق آویگی قولہ بھلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ قال کا بہ نسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آتا ہے اوسکے معنی حقیقی مین مستعمل نہین ہے الخ اقول حقیقت کلام کی باعتبار حقیقت ہر ایک ذات کی صحیح ہے خود حضور معلی نے تبیین الکلام کے صفحہ ۲۶ مین فرمایا ہے ہم مسلمان اس ورس کی لیوان تفسیر کرتے ہین کہ یہ آواز خود اوسی خدا کی تھی جو اپنی ذات مین اور اپنی صفات مین سب طرح بروا حد حقیقی ہے اور خود وہی بغیر کسی معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوسی کی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان یہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام صفات سب جیسے سُننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہما سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہین ہے بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح کی مشابہت نہین ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور آپ ہی اپنی آواز سنتا ہے الخ مختصراً غور فرمایئے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہمکلام ہوا تو حقیقت قال رب مین کیا شک رہ گیا ہان بذریعہ آلات متکلم کے نہین بولتا ہے مگر اوسی سے نفی حقیقت کلام کی کیونکر مراد ہوگی اور مجاز کس واسطے ٹھہریگا اور کیا فرماتے ہین گے جناب عالی قرآن شریف کے باب مین آیا وہ کلام اللہ حقیقی ہے یا نہین حالانکہ خود ہی تبیین الکلام کی جلد اول کے صفحہ ۳ امین لکھ چکے ہین کہ ہمارے پیغمبر صلعم پر جو وحی نازل ہوئی اوسمین بالذات ایک ور معجزہ فصاحت کا بھی مقصود تھا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہ نازل ہوتا کہ اوسکی بھی فصاحت النسان سے نہ بن سکے چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو پڑھ سنایا اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین کلام الہی کو ایک خاص معنون مین سمجھا ہے یعنے وہ وحی کہ جسکے لفظ بھی خدا سے ہون اور ایسی وحی کو ہم کہتے ہین وحی متلو یا کلام الہی انتہی بلفظہ باقی رہا کلام فرشتہ کا اوسکی بھی حقیقت آپ ہی نے تبیین الکلام سے ہم نشان دیتے ہین صفحہ ۷ پر لکھا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا اوسی

کی صورت مین بنکر اوسے اور خدا کا پیغام پہونچاوسے اور اس قول کی تائید مین انا فرشتہ کا اوسکا کلام کرنا حضرت مریم سکے ساتھ آیت قرآنی سے لکہا ہے انصاف کیجیے کہ کلام فرشتون کا کیون حقیقی نہوگا اور شیطان کا کلام بہی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل انکار نہین ہے اور شیطان بہی ایک قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام بہی باعتبار ذات آدم کے حقیقی ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہین ہے تو وجود واجب الوجود کو بہی غالبًا مجازی سمجھے ہونگے اور لفظ شجرہ کا بہی معنی مجازی پر محمول نہین ہے جسنے مانا کہ بقول جناب کے لاوکا لگایا ہوا نہ تہا مگر لاوکا کے خالق کا پیدا کیا ہوا تہا جب کہ خود آپ ہی اقرار کر چکے ہین کہ طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ سے مراد یہی ہے کہ جنت کے پتون سے بدن کو چہپانے لگے تو وہ پتے کہان سے آتے فرض کیا کہ آدم بقول حضور کے باغ دنیا مین تہے مگر اوسمین درخت بہی تہے جنکے پتون سے بدن چہپایا پہر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہون اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطابقی رکہتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہین ہے پہر بغیر تعذر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اس مقام پر یہی لکہنا ہم مناسب سمجہتے ہین کہ الفاظ آیت قرآنی صرف وجود شجرہ کیواسطے نص ہین مگر قرآن کی کسی آیت مین یہ نہین بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا مزہ کیا تہا اور اشجار دنیا مین اوسکو سنبلہ یا عنب وغیرہ مین کس کیساتہ مماثلت تہی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تہے جائز ہے کہ اوسکی خاصیت یا مزاج یا مزہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکہین یا انگور کا سا ہو اور شجرہ عنب نام لین یا اوسی شجرہ مین ایسے خواص ہون کہ انواع اقسام کے نیک و بد مزے دیتا ہو اور چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدمؑ کو علم اوس قسم کے نیک و بد مزے کا نہ تہا اور تجربہ جدید سے اونکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کہا جاے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کہا جاوے کہ اوسکی خاصیت مزاجی ایسی تہی کہ قوت علم کو بڑہاتی تہی بہرکیف نام رکہنا کسی موجود حقیقی کا باعتبار مناسبت صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہین مراد ہوتی ہم دنیا مین دیکہتے ہین کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کی

اکثر مختلف ہوتے ہین اور خواص بہی ایسے پائے جاتے ہین کہ بعض نباتات سے تقویت
اعضاء رئیسہ وقوی بدنی کی بالخصوص ہوتی ہے اوسی اعتبار سے حکمای قدیم وجدید نام
بہی رکہ دیتے ہین مثلاً اسطوخودوس کہ اوسکو دماغ کے صاف کرنے کی خدا نے خاصیت
دی ہے لہذا جاروب دماغ نام ہوگیا مگر اختلاف اسماء سے اصلیت وحقیقت شجرہ کا انکار
کرنا بالبداہتہ باطل ہے اس صورت مین مفسرین نے اگر نام اوس شجرہ کا یا تو اوسکی خاصیت
کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت ومناسبت سے درخت گندم یا درخت عنب
یا درخت انجیر یا درخت کافور یا درخت علم استعمال کیا تو بہی حقیقت اصل شجرہ سے کچہ واسطہ [انکار]
نہین ہے اور ایسا ہی حال حور وقصور وحوض کوثر وانہار وسدرۃ المنتہی او شجرہ طوبی وغیرہم کا
ہے اور ہمکو نہین معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہان سے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی
آیتہ مین بعض الفاظ مجازی معنی پر بہی محمول ہون تو پہر سارے معنی آیۃ کے مجازی ہی
ٹہرائی جاوین علاوہ اسکے جو تفسیر آپ نے لکہی ہے وہ تو الفاظ آیۃ سے کسیطرح مطابقت
نہین رکہتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین شروع حالات آدم وحوا وملائکہ وابلیس سے آخر تک یعنی
ابلیس کا مردود ہونا اور اوسکا آدم وحوا دونون کے دلمین وسوسہ ڈالنا مذکور ہے اسی اکثر
حال قال ابلیس کا بصیغہ واحد اور آدم وحوا کا بصیغہ تثنیہ ہر جگہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تہا جسنے سجدہ سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہیگا اور
اوسی کا فعل ہے کہ دونون کو اغوا کیا آپ ذرا انصاف کیجیے کہ حضور نے جسقدر تقریر لکہی ہے
وہ قوت بہیمیہ آدم سے متعلق ہے نہ قوۃ حوا سے بلکہ حوا کا صغر سن سے جوان عاقل بالغ
ہونا اور اوسکے سامنے بہی شجرہ علم وعقل کا پیش کیا جانا اور اوسکو اوسکا منظور کرنا اور پورا واقعہ
ہرگز بیان نہین کیا ہے تو کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ قوۃ آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو
بہی اغوا کیا بلکہ تعمق الکلام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ
کہایا تہا حالانکہ حضور کا تقریر جدید مین یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمیہ نے آدم کو اغوا کیا
تو حضور تو بہی ایک ہی قوۃ کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے مان لیجیے اور ذرا ابلیس
کے وجود خارجی سے انکار کرکے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرماتے یا یون فرماتے

که مردود ابلیس نے سجده سے انکار کیا گو وه سجده بمعنی شرعیه مقصود ہی کیون نه ہو تس تثنیه مین صیغه
واحد کی کچھ بھی تاویل نہین بن پڑیگی اور کیونکر کوئی ذیعلم کہسکتا ہے کہ ایک ہی آیه مین جس جگه دو
مراد ہے وہان صیغه واحد کا مستعمل ہو اور جس جگه دو مراد ہے وہان صیغه تثنیه کا آوے یہ بڑی معنی
خلاف اوسکے مراد لیجاوین اسی طرح شجره کا لفظ به صیغه واحد آیا ہے کہین ضمیر تثنیه یا جمع کی نہین
آئی ہے اگر سن بلوغ تک پہونچکر آدم گنہگار ہونا و شجره سے مراد دو قوه علم و عقل کی ٹہرائی جاوینگی
تو دو شجره کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکه ظاہر الفاظ آیه کے خلاف ہے اور یه تاویل تحلیل حضور
کے ارشاد سے نکلتی ہے که شجره واحد اسواسطے صحیح ہوگا که حلم کیواسطے عقل لازم ہے اور حالت
بلوغ مین عقل حاصل ہوتی لہذا شجره علم و عقل کا پیش کیا جانا و بروی آدم کے مراد ہوگا اسکی
نسبت خاکسار عرض کرتا ہے که جو کچھ دفع دخل مقدر آپ کی تقریر سے پایا جاتا ہے اور کمال اجمال
کے ساتھ آپ نے لکھا ہے وه ہرگز صحیح نہین ہوسکتا کیونکه علم کے واسطے کچھ عقل ہی لازم نہین
ہے بلکه بہت سی قوتین لازم و ملزوم ہین اور یه کوئی نہین کہه سکتا که اگر مثلاً قوه واہمه و حافظه وغیره
بیکار ہون تو مجرد قوه عقل واسطے حلم کے کافی ہے بلکه ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوئی ہے
که بعض قوی کے فقدان سے عقل بھی قائم نہین رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچھ لازم
و ملزوم ضرور ماننے پڑینگے اور لازم کا لازم بھی لازم ہوگا پھر کوئی وجه تخصیص عقل کی نہین رہتی اصل یه ہے
صرف اسی خیال سے یه تقریر بنائی ہے که سن بلوغ مین عاقل و بالغ ہونا منشاء عصیان ٹہرجاوے
اور شجره حلم کو ساتھ عقل کے چسپان کردیا جاوے اگر تنہا شجره علم مراد لیجاتی تو تفسیر مخترعه مین فتور
واقع ہوتا تھا اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہ کی کما لا یخفی علی ادنی التامل
قوله کیا سچ سچ آپ یه یقین کرتے ہین که لفظ فبدت لہما سوأتہما سے حضرت آدم کی یعنی گول
گول چیز دکھائی دینی مراد ہے یا حضرت حوا کی شرمگاه دکھائی دینے لگی الخ اقول خود جناب منشاء نبوت
مآب نے تبیین الکلام کے صفحه ۲۵ امین لکھا ہے قرآن مجید مین بیان ہوا ہے که جب آدم
و حوا نے اوس درخت مین سے کھایا تو اونکی برہنگی ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہے که کھانے ہی سے
منع کیا گیا کیونکه اگر پاس جانے سے بھی منع ہوتا تو مجرد پاس جانیکے کھانے سے پہلے اونکی
برہنگی ظاہر ہوجاتی انتہی بلفظه اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے که جو الفاظ مخمش

اور بہت سے خلاف تہذیب الاخلاق کے حضور والا نے زبان سے نکالے ہین اور دواب تحریر
عالمانہ و کہا ہے شاید لاحول ایڈیشن اسی کا نام ہے جب حضرت آدم و حوا اور انکی وجناب باری
تعالی کی نسبت فحش اور تمسخر سے حضور والا کو دریغ نہین ہے تو ایک پرچہ مین جو بہشت کو
چکلا اور حورون کو کسبیان اور امور معاد کو جا بجا کی تحویلین اپنے کسی دوست کے نام سے
چہپوایا ہے کس حساب و کتاب مین ہوگا بڑی تحریم کا اہتمام ہے کہ جس قول مین خود بدولت
بہی پہلے شریک ہون اوس سے تغافل بنا کر تقریر الزامی قائم کرین اور حضرت اول الانبیاء
علیہ السلام اور جناب حوا رضی اللہ عنہا کی شان مین فحش کلام لکہکر خوبی تحریر پر افتخار کیا جا
اور مفسرین اہل اسلام پر طنز و تعریض کا جو حصہ پایا ہو خیر یہ بیجا بولنا حضور ہی کو مبارک رہے
اصل بحث کی طرف ہم رجوع کرتے ہین کہ تفسیر کبیر کی جس عبارت کا آپ نے نشان دیا ہے
وہ متعلق معنی و مراد لفظ سوآتہما کے نہین ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البحث الثانی [illegible]
فرجہ الرجل والمرءۃ وذلک لان ظہوره یسوء الانسان قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما
کانہما قد البسا ثوبا یستر عورتہما فلما عصیا زال عنہما ذلک الثوب فذلک قولہ تعالی فلما ذاقا الشجرۃ
بدت لہما سوآتہما انتہی ملخصا اتنے پردہ فاش ہوگیا کہ تفسیر کبیر سے تو جناب ہین ہی سوآۃ سے
مراد عورۃ ہے ہان مراد اغوا سے ابلیس کی یہ تہی کہ آدم و حوا کو ذلت و نقص منزلت و
زوال منصب لاحق حال ہوجاوے اور کچہ تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہین ہے
بلکہ بخاری نے بہی اپنی صحیح مین جو تفسیر اپنے اسناد سے لکہی ہے اوسکے یہ الفاظ ہین یونان
الورق و یخصفان بعضہ الی بعض سوآتہما کنایۃ عن فرجہما و متاع الی حین ہہنا الی یوم القیامۃ
الخ اور عبارت تفسیر کبیر سے وہ شبہ بہی حضور کا رفع ہوگیا جو فرمایا ہے کہ کہاگیہون کہانا اور کہا
برہنہ ہونا ظاہر ہوگیا کہ برہنگی بسبب عصیان کے ہوئی کہ حلہ جنت بدن سے اوتر گئے تو اب کیا
مستبعد باقی رہ گیا جسپر تنقیحے اوڑائے جاتے ہین فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور بالفرض حلہ نعیمہ
ہی مراد لیجاوے تب بہی مجازی معنی کسواسطے ٹہہرینگے ہم کہہ سکتے ہین کہ ہان یہ معنی حقیقی ہین
اور مراد یہ ہے کہ کہل گئے عیب آدم و حوا کے اور وجہ کہل جانے عیب کی دوسری آیات سے
ہم مطابق کردینگے یعنے عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہوجانا اور پتون سے بدن کا چہپانا آگے

فانقلبتا یعنی شیطان علیہما ما وری عنہما الخ تو غیر سے بہی ثابت ہوا تو یہی عیب ظاہر ہے ثابت ہوا
اور عیب جو معیان کا بہی خود محتاج ثبوت نہین ہے جسکے واسطے شجرہ آدم پر نہی وارد
ہے پہر نہین معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بہی کس طرح صادق آئینگے فتدبر قولہ اسی
سورہ مین آیا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الآیۃ اور یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج
ابویکم الآیۃ الخ اقول دونون آیتین ہمارے ہی قول کی تائید موجود ہے اور آپ کی مراد حاصل
نہین ہوتی تفسیر معالم التنزیل مین پہلی آیۃ کی شان نزول یہ لکہی ہے کہ ایام جاہلیت مین برہنہ
ہوکر لوگ طواف کعبہ کا کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ لا نطوف فی ثیاب عصینا اللہ فیہا یعنے ہم
طواف نہ کرینگے کپڑون کے ساتہ جنمین نافرمانی کی ہے خدا کی اوس رسم کو خدا تعالے نے منع فرمایا
اور اپنا احسان جتایا اور خلق حسن سکہایا کہ ہمنے لباس پیدا کیا ہے تا کہ تم اپنی عورات کو چہپاؤ
اور بال و زینت بہی دیا گیا ہے اور سب سے اچہا لباس تقوی کا ہے الغرض سوا اسکے
کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب مخاطب کے ثابت نہین ہوتے ہین پہر اس آیۃ کا
تذکرہ بہی عبث تہا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیۃ کے وہ تو بالکل ہماری ہی دلیل ہے
کیونکہ خدا تعالے خبر دیتا ہے کہ ای اولاد آدم کہین تمکو گمراہ نہ کردے شیطان جیسا کہ تمہارے
ماں باپ کو بہشت سے نکالا اور اوتروائے اونکے بدن سے کپڑے تا کہ کہل جاوین اونکی
عورات چنانچہ تفسیر معالم مین ہے ای یبدی کل واحد منہما الآخر اور اگر صاحب معالم کا اعتبار نہو تو
خود ہی حضور اپنا اعتبار قائم رکہین لیئے تبیین الکلام مین برہنگی کا آپ بہی لفظ لکہہ چکے ہین
کما مر سابقا تو پہر طول کلام سے کیا فائدہ ہوگا مع ذلک اگر کہل جانا عیب کا بہی مراد ہو تب
بہی مجاز کیونکر ہوگا حالانکہ لفظ مشترک المعنی ہے اور اوسکے متعلق آیت اوسیلے مین ہم تقریر
لکہہ چکے ہین قولہ اگر قرآن کے یہ معنی لیے جاوین تو بیچوپری کہنا پڑیگا سخن فہمی عالم بالا معلوم
حضرت کو ایک ٹولنی بہی نہین آئی چہ جائی خدای الخ اقول اب تو ہمارے جناب عالی حامی ملت نیچر
خوب ہی کہل کہیلے صاف صاف خدا تعالی کی شان مین اپنے مکنونات خاطر کو لکہنے لگے اور سب
و شتم کے تہہرنے لگی واہ رے تہذیب الاخلاق اور کیا کہنا ہے اس سبیل الرشین و تعلیم مغربیہ
روشنی جدید کا کیا اچہی ہدایت تو ہم جدید بہی ہے بہلا اوسکو نہ سمجہکر اوسنے تو آپ کی تقلید سے

لوگ بیکلیہ جادو سے بگر حضرت آپ چاہین احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہراوین چاہین فہم سے
نے بہرہ بتاوین ہمارا تو دینی خدا ہے اوسیکو ہم مالک جن وانس سمجھتے ہین اوسی کے کلام بلاغت
نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلہ بہشت کا اوترجانا بسبب نافرمانی کے واقع ہوا تھا جیسا کہ
عبارت تفسیر کبیر سے واضح ہے بعد ظہور نافرمانی کے جب حکم جنت سے نکلنے کا اور دنیا مین
اوترنے کا ہوا تو جامہ بہشتی کیونکر باقی رہ سکتا تھا نہ یہ فرق بہی ہے ننگے اوڑانے کا ہے نہ خدا کو نافہم بتانا
ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہوگئی چہ جا اجتہاد وایجاد دین **قولہ** جب زیادہ حقیقت جنت وآدم
وغیرہ کی بیان نہین کی گئی تو پہر آیات کو نصوص کہنا بیجا ہے **اقول** حضور ہی ارشاد فرماوین کہ
وجود آدم کا منصوص ہے یا نہین اگر ہے تو وجود جنت وملائکہ وابلیس بہی منصوص ہے ہان اگر
نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فوٹوگراف سے تصویر بہی لی گئی ہو اور البم مین رکہدی جاوی
تو بیشک نص نہین ہے مگر پہر بہی حضور سے یہ پوچہا جائیگا کہ دربارۂ قوای انسانی کی نص کیونکر
مان لی گئی ہے ہان مین بہول گیا ما الہمنی ربی کے ذریعے سے تشخیص ہوگئی ہے **قولہ**
یہ سب مضامین نیچریہ ہین روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا وجود خارجی
کوئی شخص خیال کرکر ایک لمبی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاحول پڑہے اوسیطرح ایک دانا
نیچرل اسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجہے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونوں کو قرآن
سے فائدہ برابر پہونچیگا **اقول** الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹہاتے ہین تو بقول
حضور کے نیچرل اسٹ صاحبون کے برابر ہین تو اب ہمکو اپنی تقریرات ومسلمات کے ترک
کرنے کی کوئی وجہ نہ رہی مگر جناب نیچرل اسٹ کو اپنی خبر لینی چاہیے اور ثابت کیجیے کہ نیچر آپکی
مطابقت معنی قرآن شریف کی کیونکر صحیح ہوگی مہربانی کرکے کتب نیچرل سے قصہ پیدا ہونے
آدم کا اور اوسکے تمام حالات کا مجکو بتا دیجیے ورنہ مجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ حضور اب تک اپنے دین سے
بہی ناواقف ہین چہ جای مذہب اسلام اور مجکو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان
کی دم سے کیا سمجہکر آپ نے تشبیہ دی ہے کیونکہ باقرار سرکار کے لاحول پڑہنا شیطان رجیم پر بذریعہ
تسبیح کے معمول اہل اسلام کا ہے اور لاحول سے شیطان کو صدمہ پہونچتا ہے تو ہماری تسبیح
شیطان کے واسطے [illegible] آپ یا [illegible] کی بدانسی ہوگی مگر کہنا لگا جناب باری تعالی کو یاد فرما کر تفسیر الکلام

کے صفحہ ۱۵۳ مین فرمایا ہے ہم خود ہی شیطان ہین اور ہم خود ہی رحمان ہین بلفظہ اور افادات
جدیدہ مین جو کچھ ارشاد ہوا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہہ اپنی ہی ڈاڑہی سفید دست
مبارک مین آجاتی ہے اور اپنا ہی گال لال ہوجاتا ہے جب حضور اپنی ریش سفید کو ایسی
تشبیہات سے یاد فرماتے ہین تو تسبیح اہل اسلام کی کس شمار مین ہے ہان حقیقت اور مجاز کا
فرق ہے کیونکہ ہم لوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہین سمجھتے ہین مگر حضور شیطان کو انسان کا
جزء لاینفک جانتے ہین لطیفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تسبیح کو تشبیہ
دی تو وجود مشبہ اور مشبہ بہ کا مع وجہ شبہ بہی ضروری ہی لامحالہ وجود خارجی شیطان کا لطائف
طرائف مین بہی ثابت ہوگیا اور تقریر الزامی کا لطف سبکو معلوم ہوگیا فافہم **قولہ** اگر اسکا نام بدعت
ہے تو ہدایت کسکا نام ہے الخ **اقول** شر الامور محدثاتہا کا نام بدعت ہے اور کتاب و سنت
کا نام ہدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر نیچریہ کو خود ہی مطابق کرلین کہ بدعت ہے یا ہدایت
لوگون سے پوچہنے کی کیا حاجت ہے **قولہ** علمای سابقین نے مصلحتاً یہ اسرار ظاہر نہین کیا الخ
اقول یہ شہادت علی النفی و تصدیق امر معدوم غالباً مما النہی عنہ مین داخل ہوگی یا شاید ملت
نیچریہ کی کسی فتاوی مین اس قسم کا ارشاد جائز ہوگا خیر علمای سابقین کی سند تو آپ دیجیے
مگر اپنی بہی تالیفات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵ مین دکہاتے
ہین یعنے آپ فرماتے ہین رونا بچہ کا بر وقت پیدا ہونیکے ہوتا ہے بسبب تحریک قوای
بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چہونے سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت مریم و حضرت مسیح علیہ السلام
کو اس بات سے اسلیے مستثنے کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسانمین ہے اور جو
اوسکی عفت اور عصمت مین خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت
کیا جاسے انتہی بلفظہ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے
پاک تہے اونمین وہ قوت ہی نتہی جسکو شیطانیہ قرار دیا گیا ہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۴۲ مین
جو لکہا ہے اوسکو بہی ملاحظہ فرماتے حضرت مسیح نے بہی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ چالیس دن
اور رات امتحان مین ڈالے گئے بلفظہ اب تو کچہ شبہ نہ رہا کہ یہ شیطان قوت بہیمیہ نتہی جسکا وجود ہی
مفقود تہا تو امتحان مین ڈالنے والا شیطان وہ ہوگا جسکے وجود خارجی کے انکار پر جناب عالی

مستعد ہوتے ہین اور اپنے ہی کلام سے ساکت ہو جاتا اس سے زیادہ کیا بحث ہیں کہا ہی
المجیب علیٰ احسانہ قولہ اب وقت فرصت عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت اختلاف کا
الخ اقول آپ خود نیچرل انسٹ ہین تو حرام و حلال و منخنقہ کی قید کیونکر ہوگی جو چیز عقلا مفید بدن
انسانی اور باعث سرور و تقویت ہو مذہب نیچر کے موافق جائز ٹھہرے گی بعد اختیار کرنے
مذہب نیچر کے تسمیہ کی ضرورت کیا باقی رہتی ہے او تخصیص ذبیحہ اہل کتاب کی بہی عبث ہو
کیسی حدیث سنن ابی داود کی اور کہان کی آیت قرآن مجید کی نیچرل انسٹ صاحبون کے فتاویٰ
پر عمل ہوگا پہر مرغی کی کیا حقیقت ہے حضور تو بڑے بڑے جانور حلال کر سکتے ہین + کچہ اور
امر وہی تو آتا نہین مگر جو زاہد جسے حرام کہے وہ حلال ہے تنبیہ ہمارے جناب مخاطب کے دستور آت
و معمولات اس قابل ہین کہ اونکا ذکر کرنا میرے نزدیک ضرور ہے اول تمام تالیفات سے
ظاہر ہوتا ہے کہ جب خود کسی خیال کو تقویت دینا چاہتے ہین تو اپنے ہی اصول سے آپ ہی
کنارا کرتے ہین یعنے دعویٰ تو یہ ہے کہ جو اقوال محدثین و مفسرین و علمای دین و اہل سیر کے
ہین نہ کہ اجماع امت و اقوال صحابہ و تابعین بہی ہم نہ مانین گے اور کسی کی تقلید نہ کرینگے جیسا کہ
رسالہ تبرئۃ الاسلام وغیرہ سے پایا جاتا ہے باقی رہی حدیث وہ بہی جب تک اپنے واسطے مفید
یقین نہو قابل تسلیم نہوگی خواہ صحاح ستہ کی ہو خواہ غیر صحاح ستہ کی اور مفسرین نے جو تفسیر
لکہی ہین تو یہود دیون سے سن سنا کر لکہے ہین یا اپنے جی سے جوڑے ہین یا روایات بی اصل پر
حمل کر لیا ہے اور سیرت کی کتابین تو مہا بہارت اور الف لیلہ سے زیادہ نہین ہین اسی واسطے
ہم مسلمان جب حوالہ مجرد اقوال علمای دین کا دیتے ہین یا اخبار صحیح الاسناد کو بہی پیش کرتے ہیں
تو ارشاد ہوتا ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ و اشخاص جائز التقلید محض اندہا پن اور ضلالت اور ظلمت اور
پیروی رسوم اور تعصب کی ہے الی غیر ذلک من التشنیعات مگر خود بدولت کی یہ کیفیت ہے
کہ جب توریت کا مطابق کرنا ملت اسلامیہ سے منظور ہوا اور یہ بہی ارشاد فرمایا کہ کتب سماوی
سابق پر ہمارا معمولا اعتقاد ہے تو تبیین الکلام مین تمام اقوال مفسرین ہر قسم کے بیانات تحریفات
کی بلکہ معتزلہ و نیز محققین کے بہی اقوال اپنی سند مین پیش کیے اور اکثر جگہہ لکہدیا کہ ہم
مسلمان کذا و کذا کہتے ہین اور فلان لقب کے اس قول مین طرفدار ہین اور بعض متقدمین

مین حوالہ تک نہین دیا تمام تبیین الکلام اسی عنوان سے مرتب ہوئی ہے سبب ہم یہ عرض کرینگے کہ اپنے ہی مقبولہ و مستند عبارات کتب و احادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیے تو دیکھئے کہ کیا اعتراض کرینگے مثلاً ہم یہ بیان کرتے ہین کہ تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۱۹ مین آپکا مستند اور مقبولہ عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے یعنے آپ نے لکھا ہے اسکی صحت پر ہمارے بیان کی کتابون کے بموجب ایک یہ دلیل بھی لائی جاسکتی ہے کہ قابیل نے بعد اس واقعہ کی آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسلیئے مین پہر دوبارہ بین فارس کے کہتا ہون تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بہائی کو مار ڈالا تو وہ بہاگ گیا عدن کیطرف زمین یمن سے پہر آیا اوسکے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ کہا گئی اوسکا سبب یہ تہا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تہا الخ بلفظہ اہل انصاف غور فرماوینگے کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکہیے گا کہ حضرت اعلی اسکی تاویل مین کیسی کیسی عرق ریزی کرینگے اور ہرگز یہ نفرماوینگے کہ ہان عبارت تفسیر کبیر کی ہماری مقبولہ ہے اور شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر بخوبی دلالت کرتا ہے بہرکیف یہ حال ہمارے جناب مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت حتی رکہی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بہی پایہ ہو و قول کسی شاعر کا بہی ہو تو اوسکو بہی بے تکلف قبول کرکے حوالہ دیتے ہین مگر ہم مسلمانون کی زبان بند کرنے کیواسطے کیسی کیسی تاکیدین ترک تقلید غیر کی ہوتی ہین تاکہ مذہب نیچریکا رواج ہو کر ملت اسلامیہ سے تنفر پیدا ہو گیا ناظرین تہذیب الاخلاق بہول گئے ہونگے کہ جناب حالی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام مین خطبہ بلیغ سنایا اور اوسمین ارشاد فرمایا کہ نوشیروان جو ایک آتش پرست بادشاہ مگر عادل اوسکے عہد مین ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلفظہ اب کوئی پوچہے کہ اس حدیث کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس مونہ سے دعوی اجتہاد ہے و ترک تقلید و اتباع اشخاص جائز الخطا پر طعن و تشنیع کا حوصلہ کیون پیدا ہوا ہے ذرا مہربانی کرکے ہمکو اپنی حدیث مستند کی سند عنایت کیجیے اور قواعد محدثین سے تصحیح کر دیجیے اگر خدا نخواستہ ہم لوگ ایسا بیان کرتے تو پہر دیکہتے کہ کیسے کیسے الزام افترا و کذب کے لگائے جاتے اور حدیث من کذب علی متعمدا

ولتبکوا مقعدہ من النار ہس زور شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ
درست ہے تَأمُرُونَ النَّاسَ بِالبِرِّ وَتَنسَونَ أَنفُسَكُم اور کیا کسی نے تہذیب الاخلاق مین نہین دیکھا
ہوگا کہ مؤرخین نصاری کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہین جتنے کہ ایک مورخ
نے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکہا تہا اوسکے قول کو بہی ابتدا انہی نے
مین مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن تشنیع کر کے اوسکو مطابق کر دیا حالانکہ یہ جواب دے سکتے
تہے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر بنظر حالات بعض
اہل اسلام کے اوسکو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال نامشروع و مخالف عقائد اسلام خود اسلام
سے بے علاقہ ہین مذہب اوسکا نام نہین ہے مثلاً اہل اسلام شراب کو حرام سمجہتے ہین
مگر شامت اعمال سے اوسکے مرتکب ہون تو مذہب اسلام کیون خدا کی مرضی کے خلاف
یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اسکے جسقدر قول مورخ عیسائی کا نقل کیا ہے اوسمین ہرگز
حالات موجودہ جہلای اہل اسلام و فساق و فجار و مبتدع و فرق ضالہ سے بحث نہتی بلکہ
ذکر بہی نتہا حضرت نے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کر دی اور مذہب حق سے
شرمانے لگے اور اوسپر طرفہ یہ ہے کہ نام تک مورخ کا نہ لکہا اور نہ اوسکی کتاب کا حوالہ
دیا اور جب حضرت کو یہ خطرہ ہوا کہ لوگ ہمکو بہی مجتہد سمجہکر ہمارے ہی اقوال سے تقلید ہماری
باطل اور باعث ضلالت ٹہرائینگے تو شیعہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لاتے
اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر مین بیان کی اور یہہ شاہ ولی اللہ صاحب کے قول پر
استدلال کو تمام کیا اگر اپنے اصول پر قائم تہے تو کسواسطے نص سے مسئلہ مذکورہ کو ثابت
نکیا اب مہربانی فرماکر جن لوگون کے اقوال کا حوالہ کتاب انتباہ مین ہے اونکی کتب ہی کا
عبارت نقل کر کے اپنا استخراج صحیح کرو بین چہ جای نص قطعی آوے جس احادیث کا ذکر ہوا ہے
صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہین ہے نہ حضور کے اصول پر وہ حدیث مفید یقین ہے
چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی طرح تہذیب الاخلاق مین اکثر دیکہی جاتی ہے لہذا اونہین کی
کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے ہم ثابت کرتے ہین کہ شیطان کو خدا نے نوعیت اس قسم کی دی ہے
کہ وہ صورتین بہی بدل لیتا ہے اور خاصان بارگاہ ایزدی کو نظر بہی آجاتی ہین اسیواسطے رسول

صلعم نے فرمایا ہے کہ شیطان اوسکے ہاتہ سے کہاتا ہے وغیر ذلک من الاحادیث عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کی یہ ہے واعلم ان من قولہ صلعم ان الشیطان یاکل بشمالہ ونحو ذلک من نسبۃ بعض الافعال
الی الشیاطین علی ما فہمنی ربی تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدرہ اللہ تعالی علی ان یتشکلوا فی بالناس
ولابصارہم فی الیقظۃ باشکال تعطیہا امزجتہم واحوال طاریۃ علیہم فی وقت التشکل ثم اعلم ان الرجل الصالح
بلفظہ اور کیا کسی نے گردن مروڑی مرغی کی باب مین اور طعام اہل کتاب کی بحث مین جناب
عالی کی تقریر نہ دیکھی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلت کا فتویٰ دیا ہے حالانکہ یہ طریقہ
ہرگز دعوی کے مطابق نہین ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سواد اعظم
اور جمہور امت کی منظور ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اسکے واسطے اس قسم کے امور جائز کر لیا کرتا ہے
کہ اگر کہین شاذ قول بے اصل بلا سند بھی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد
شخص کا بھی بلجائے غنیمت سمجھکر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارضہ واقع
ہوتا ہے تو ائی بری منات بکارتا ہے دوم ہمارے جناب مخاطب کا طریقہ تحریر عجیب قسم کا واقع
ہوا ہے کہ پہلے ایک تمہید ایسی لکھتے ہین جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی تہذیب
بھی اون رسوم آبائی مین داخل ہے جو نہایت خراب ہین اور جو شخص پکا پابند شریعت و سنت
نبوی کا ہو وہ بھی متعصب ہے مگر کسی کسی مقام پر گول گول ایسا فقرہ بھی لکھ دیتے ہین جس سے
مفر باقی رہے تا کہ صاف کہدین کہ ہم تو مخالف شرع امور کی ایجاد کرنے کے خیال در پے سب
اوسکو سمجھتے ہین جو احکام خدا و رسول کا پابند نہو اور بدعت و شرک کے رواج پر کوشش کرے
پھر تو اہل اسلام مین یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف [illegible]
توہین بتاتے ہین تو خدا جانے کیا فرماتے ہین کوئی سمجھتا ہے کہ فلاسفہ کی نیچر یا تہذیب الہی کے سوا
سب امور کو مذموم ٹہراتے ہین کوئی کہتا ہے نہین نہین فقط امور نامشروع کو برا سمجھاتے ہین
ایسی حالت مین داب تحریر سے بعید تہا کہ بالعموم طعن و تشنیع ہونے لگے اور ہر ایک بات کی
تصریح نکردی جاسے غرضکہ عجیب قسم کی عبارتین دیکھنے مین آتی ہین وعلی ہذا القیاس
پیری و مریدی پر در پردہ طنز و تعریض ہوتی ہے ایک عام لفظ اختیار کرکے ایسی تقریر کرتے
ہین کہ مرشد مین طریقت مکار و دغاباز و بے ایمان و بیہودہ و رجیم قرار پاوین اور کثرت عبادت

واذکار واشتغال ونوافل جو موصل الی اللہ کے ذریعے ہین عوام کی نظر مین سے وقعت بلکہ بے
شہر جاوین تاکہ وہ مین بھی جاہی کر زیر کر لیتے ہین کہ ہم تو ہمدردی قومی واکتساب علوم جدیدہ کو ترجیح
دیتے ہین حالانکہ خود ہی سمجھتے ہین کہ اونکا کیا مقصود ہے گو وہ صاف نہین کہسکتے جانتے ہین کہ فی زمانہ
ضرورت تحصیل علم جدیدہ کی بہت ہے جس طرح علم حکمت ومنطق کی تحصیل ہوتی تھی اب علوم
جدیدہ کی ہونی چاہیے پھر بھی اپنے علوم دینی تفسیر وحدیث وفقہ واصول وطریقہ ذکر وشغل و
ذالک وعبادات واخلاق حسنہ کو مقدم سمجھنا چاہیے کہ نجات اخروی اوسپر منحصر ہے اور باقیات
صالحات سے غافل نہ رہنا چاہیے اور کو فی زمانہ بعض اشخاص متصوف بھی ہین نہ صوفیہ حقیقی
مگر بمقتضای تلون المؤمنین جبکہ ہر شخص بھی پوستین مین پڑگیا ضرور ہے شعر خاکساران جہان را
بحقارت منگر ٭ توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ٭ جو امر خلاف شرع ہوا وس سے پرہیز کرو
اور شرک وبدعت وفساد وعقائد سے بچو ہر شخص کے دہوکے مین بھی نہ آیا کرو کیونکہ بعض نے نیا
بھی دینداری کے پردہ مین ایسے امور سکہاتے ہین کہ اچھا خاصا ملحد وزندیق بناتے ہین
بہر حال ایک دام اعتراض نکال رکہا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ ریاضی سے ناواقف
ہین لہذا جاہل اور جانور اور بدعقیدہ اور مکار اور وحشی اور ضال ومضل ہین غور سے دیکھیے
کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سوم تمام تالیفات مین بلفظ قانون فطرت وقانون قدرت ونیچر مسلمانون
کو اپنے مذہب نیچر کی طرف بلاتے ہین اور ہر ایک بات مین نیچر نیچر پکارتے ہین کبھی ارشاد ہوتا ہے
کہ یہ مسئلہ نیچر کے خلاف ہے کبھی حکم ہوتا ہے کہ نیچر کے چشمہ کو جاری کرو مگر اصول وفروع نیچرل
تھیالجی کے صاف نہین لکہتے نہ یہ بیان کرتے ہین کہ موجد ومقتدای نیچرل کے کون لوگ تھے
غرض اصلی یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نیچرل کا مسلمانونکو پہلے سے معلوم ہوجائیگا کہ
نیچرل تھیالجی فلاسفہ کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور ملحد تھے اور بعض خدا کے منکر تھے
اور بعض عقلی حسن وقبح کرنا تابع تھے اور بعض حشر ونشر وحساب وکتاب وعذاب وثواب کے بھی منکر
تھے اون کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے تھے تو تمام اہل اسلام سنتے ہی لاحول
بھیجین گے اور کان لگاکر بھی نہ سنین گے اسیواسطے پہلے آہستہ آہستہ اہل اسلام کے دلمین
حضرت جماتے ہین کہ دوسری تہذیب اور ملت کی بات نہ سنی اور اپنی ہی عقیدہ پر اڑجانا تو

تعصب اور پیروی رسوم آبائی کی سبب ابتداءً اس القاء وسوسہ سے فراغت پائی تو وقعت
وعظمت اقوال اہل یورپ کی اور اونکے ساتھ ارتباط پیدا کرنیکی اور اونکی وضع بنانیکی
تلقین شروع ہوئی تا کہ پابندی شریعت واتباع سنت جو سد راہ ہے ٹوٹ جاوے اور بسبب تحصیل
رغبت ترقی دنیا وحب جاہ وحظ نفسانی وافتخار شرکت قومی اس قابل ہوجاوے کہ آیندہ غرض
اصلی اتباع نیچر سے متنفر نہونے پاوے آخرکار وہ شبہہ بھی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت
ونار وعذاب وثواب خوف ورجا کا لگا ہوا ہے کبھی کسیکی تقریر اوسکے نفی حقیقت مین منظور
کرکے چھپائی جاتی ہے کبھی در پردہ خود بھی اوسکی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام اسکے
قابل کیے جاتے ہین کہ اپنے عقائد اسلامیہ ومسلمات ومقررات مذہبیہ دحقیقت معاد کے
احکام سے بیگانہ ہوجاوین اسکے بعد صرف ایمان خدا ورسول پر رہا جاتا تھا اوسکی باب مین
ارشاد ہوا کہ رسول بھی نیچرل اسٹ تھے اور عقل بھی ہربات مین حاکم ہے اور خدا بھی گویا
علت العلل ہے اور واقعی وہی بات ہے جو نیچرل سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان
جو آزادانش اور قیود شرعیہ سے بھاگنے والے تھے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس کے
بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ تخویف عذاب وخوف کفر ومحرمات ومنہیات کے احکام سے نجات
ملی اور عقل بھی ہربات مین حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا جسکو ہم سب لوگ متفق ہوکر
کمیٹی سے اچھا ٹھہراوین وہ ٹھیک ہے کہان کے ابوحنیفہ اور شافعی کہان کے عقائد
وفقہ واصول وتفسیر وحدیث کیسی فتاوی اصل حاکم تو عقل ہی ہے مگر ہیچ بعض متوسطین
گھبرانے لگے ہین کہ نیچرل تو یا الہی کیا چیز ہوگی جسکی مخالفت مین کتاب وسنت واجماع امت
بھی بیکار ہے بعض علمای محققین حیرت مین گرفتار ہین کہ الہی یہ کیسا زمانہ آیا ہے اور اس کا کیا انجام
ہوگا شامت نفس سے ہزارون مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہوتے جاتے ہین
مگر اب تو دہریہ وملحد وزندیق صاف صاف ہوجاینگے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور بربادی اسلام سے
کانپ رہے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ یا مقلب القلوب ہمارے اسلام قائم رہے کہین ہمارا
مذہب بھی برہم سجادہ کا سا نہوجاے آمین یا ارحم الراحمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت
خیر الفاتحین ٭

فائدہ جلیلہ

اب مجکو ضرور ہوا کہ جس نیچرل نہیالجی کے طرف ہمارے جناب نیچرل اسٹ دعوت کرتے ہین اور تائید مذہب نیچریہ کی کر رہے ہین اور اوسکو ابہی صاف صاف کہنے کا موقع نہین پایا ہم اوسکو کسیقدر بیان کردین واضح ہو کہ لفظ نیچر کا معانی متعددہ مین مستعمل ہے لغت انگریزی کی کتب مین جو مجکو جسقدر معنی معلوم ہوئے ذیل مین لکہتا ہون — مخلوق و کائنات علت و معلول علت اول سلسلۃ العلل خالق علت حقیقی ہستی جسکو دنیا پیدا کرنیوالا سمجہتے ہین قوت و خواص اشیاء مادہ وجود اشیاء طبائع اشیاء قواعد انتظام عالم دستورات عالم وعالم دستور پیدائش و قدرت خواص انتظام عالم واقعیت وحقیقت اشیاء خواہش قلبی اصلی مادہ اشیاء ہیئت مجموعی ترکیب موالید ثلثہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ و انداز حالات و حرکات و تاثیرات موجودات علم طبعی اور اسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہین نیچرل یعنے مسائل علم طبعی نیچرل اسٹ پیروی کرنیوالا نیچر کا نیچرل تہیالجی عالم طبعی متعلق مذہب — نیچرل ازم یعنی مذہبی مسائل علم طبعی وغیر ذلک من المشتقات فلاسفہ متقدمین و متاخرین کا اصل طریقہ تہا پابندی قواعد نیچر کی اور اونمین اکثر کا یہ عقیدہ تہا کہ عالم ازلی و ابدی ہے گو اوسکی تشخصات بدلتے رہین مگر نوعیت اوسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہین ہے بلکہ ازلی و ابدی ہے اور قاعدہ انتظام عالم و خواص اشیاء و دستور مستمرہ عالم کے خلاف ہونا ممکن نہین ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیاء و مادہ وجود اشیاء و انتظام تمام عالم و حقیقت موجودات کا منحصر تہا عقول انسانی پر لہذا ہر ایک حکیم فیلسوف اپنے اقوال و عقائد مین اپنی رای کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ اونمین پیدا ہوئے جیسا کہ دستور اختلاف آرای انسانی کا ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب الوجود سے انکار کر کے عالم کو ازلی و ابدی و غیر مخلوق مانتے تہے بعضے کہتے تہے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اوسکی ہدایت ایک علت اول سے ہے اوسکو چاہو جس نام سے تعبیر کرو خواہ خالق کہو خواہ علۃ العلل و علت تامہ و علت اول سمجہو لاکن اوس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول سے متعلق ہونے علت آخر کی اور اسی طرح ہر ایک معلول و علت کے ظہور مین آنکی اور کوئی

تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہیں کرتے تہے تمام عالم سے علت العلل کو
تعلق تخلیق کا بالواسطہ سمجہتے تہے نہ استقلالا بلا واسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود خالق
ہوا اور علت ہر معلول کی سمجہی جاوے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تہی
اور عالم کو لم یزل ولا یزال ٹہراتی تہی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت مین تسلیم نہین
کرتی تہی اور فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب مین اقوال شتی بیان کیے ہین اکثر ونکا یہ قول تہا
کہ روح بادی اور فانی ہے بعضے متردد فیہ تہے اسقدر کہتے تہے کہ بعد مرنیکے کچہ نہ کچہ انسان کے
واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعضے کہتے تہے کہ دلائل فنا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین نہین
ہین مگر فنا ہو جانا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث و نشر و حشر اجساد و حساب کتاب و
عذاب ثواب کا عقیدہ نہین رکہتی تہی بلکہ اور بعضے تناسخ کے قائل تہے مگر یہ نہین جانتے تہے کہ کس جانور کا
جسم بعد مرنے کے ملیگا اور وحی والہام و معجزات انبیا علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانون فطرت
و انتظام عالم تہا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہین جاتا اکثر ونکا یہ قول تہا کہ جو چیز انسان کے
حق مین واسطے تفریح طبع و حظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کی عقلاً مفید ہے وہی اختیار
کرنی چاہیے اور جو کچہ عقلاً مضر ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجہنی
چاہیے اور چونکہ حسن و قبح افعال کا مدار صرف عقل انسانی پر تہا اور تمام عقلا کا اجماع ہر شے کے
حسن و قبح پر محالات عادیہ مین سے ہے لہذا آپس مین اختلافات کثیرہ واقع ہوے بعض نے کہا
کہ زنا کرنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعض کا یہ قول ہوا کہ تمام قواے جسمانی کا جو کچہ اقتضا
ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا نچاہیے لہذا جو کچہ جبل انسان کی طبیعت چاہے
وہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام امور نفس پروری مین مبتلا رہتے تہے اور چونکہ باریتعالی کی
احکام اور انبیا کے اتباع سے محروم تہے لہذا ایت پرستی اور افعال ذمیمہ سے اجتناب نکرتے
تہے اور بعض اس قسم کے تہے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے ضرورت الہام کی سمجہتے تہے
اور خود بہی منتظر الہام کی رہتی تہی اور جب یہ حال اونکا تہا تو حکما عیسائی بہی اوس ملت
نیچریہ کے باب مین دو قسم ہوگی بعضے بالی چلی تقریر کرنے لگے اور ملت نیچریہ کو نہایت عمدہ سمجہکر کہنے
لگے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے خود خدا نے مجسم ہوکر مسیح کے جسم مین ظہور کیا اور مسیح کا

مصلوب ہونا ذریعہ نجات کا ہو گیا اب بتاع شریعت موسوی کا انبطا ہر ضرور نہ رہا روحانی برکت باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خداکے نیچر نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسرے قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت نیچر یہ مخالف ہے شرائع والہام و احکام انبیا کے اور فلاسفہ کے حالات کا کتب نیچرل سے استدراک کرکے اونکی الحاد و زندقت و کفریات سنے نفرت کرنے لگے اور اونکے حالات کو اپنی کتب مین نقل کرکے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الہی کا محتاج ہے اور الہام و وحی اور بعثت انبیا کی ضرورت ہے مجرد نیچر سے کوئی انسان نجات حاصل نہین کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بہی مختلف طور کی تقریرین لکہتے ہین رفتہ رفتہ یہانتک نیچر کے مذہب نے یوروپ مین زور پکڑا ہے کہ فی زمانا شنا لاکہ اہل یوروپ جنمین خاص انگلنڈ کے چہیاسٹہ ہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس ہزار آدمی ہین اس بات پر متفق ہو گئے ہین کہ خدا کوئی نہین ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتائج طلبیہ و قواعد عقلیہ پر عقید رکہنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی بہی قید نہین ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم کا اتباع بہی برا جانتے ہین الحاصل جب سے ہمارے جناب نیچرل اسٹ لندن کو تشریف لیگئے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی مین نیچر کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان مین اگر وہ بہی منصوبہ باندہا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانون کو بہی ویسا ہی بنا دین لیکن اگر پہلے ہی صاف صاف فرمانے لگتے تو برا مطلب فوت ہو جاتا کیونکہ دفعةً واحدةً مقررات و مسلمات مذہبی سے تمام اہل اسلام کا منحرف ہو جانا مشکل تہا لہذا آپ ہی خدا کو علت اولیٰ اور رسول کو نیچرل اسٹ ماننے جاتے ہین باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی و تعصب قرار دیتے ہین اور علم اصول و تفسیر و حدیث و فقہ و تقلید و اعتماد اقوال علماء دین و زہد و عبادت وغیرہ کا اچہا طرح استیصال کرتے جاتے ہین اور اپنے نام سے خواہ غیرون کے نام سے اس قسم کی تقریرین بہی چہپاتے ہین جنمین احکام اخروی و حقیقت معاد و جنت و نار وغیرہ سب باطل ٹہہ جاوین اس تمہید کو خیال کیجیے کہ تہذیب نے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبہالا اور ایڈیٹین نے نہایت مفید اخبار جاری کیا ہم ہی وہی کر رہے ہین حالانکہ تہذیب وہ شخص ہے جسنے دین پر دشمنٹ

بجای رومن کیتہولک کے جاری کرنے مین کوشش کی تہی اور ایڈیشن تصر
نثار آدمی ہے اوسکی تحریرات حرف واسطے زبان دانی انگریزی کی بڑہائی جاتی ہے نہ وہ محقق
مسلم الثبوت امر دین مین ہے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہان نیچرل کا مداح ہے وہ بہی سایہ اعتقاد
تثلیث کے اوسکی تقریرات وتحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیا کی دربارہ اصلاح
ونجات اخروی وامور معاد کی نسبت توحید کی پائی نہین جاتی انٹرنس پاس کرنیوالے لڑکون کو
فن انشا سکہانے کے واسطے اوسکے اسپیکٹیٹر پڑہائی جاتی ہے وگر ہیچ فرض کیا کہ اپنے
اخبار مین ہر قسم کے توہمات وخیالات لکہتا ہے نرگس کام کے ہین تہیٹرے اخبار نویس کیا
کیا کچہ نہین لکہا کرتے ہین غالبًا ایڈیشن ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوتے
ہین کہ تہذیب الاخلاق اور ایڈیشن کے اخبار کا مضمون واحد ہے اور لوتہر ثانی قرار پانیکا
اسی واسطے افتخار ہے کہ جس طرح لوتہر نے بنا دین پر پروٹسٹنٹ قائم کر دیا حضور بہی حالت
موجودہ اسلام کو مثل رومن کیتہلک کے سمجہکر ملت نیچریہ بر اہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہین
مگر ہم لوگ خدا سے امید رکہتے ہین کہ ہمارا دین اسلام جسطرح فلاسفہ قدیمہ کے ہاتہ سے محفوظ
رہا او معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ پہونچا اب بہی غالب اور قائم ہی رہیگا چند
فلاسفہ نیچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تضیع اوقات ہے ہم مسلمانون کو اونکی شناخت
سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے مقتدا ہین کہ اونکی جرح وتعدیل سے بحث کیجای نہ وہ
ہمارے اصول مذہب کے موافق ہین کہ اونکی ملت نیچریہ ہماری نظر مین کچہ حقیقت رکہتی ہو
مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفت مآب ہر مسئلہ شرعیہ مین نیچر نیچر کے سوا کچہ بہی نہین
کہتے لہذا بعض کتب سے بقدر ضرورت تہوڑا سا حال فیلسوفان نیچرل اسٹ کا لکہنا پڑا
اسٹاروصاحب کا کلام مندرجہ کتاب ایڈوانسڈ ریڈر یہ ہی کہ مذہب نیچر اپنے
بعض شکلون مین اکثر تربیت یافتہ لوگونکو مرغوب ہے مگر وجوہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بتقویت
مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہین ہے کہ آدمی کو
نیک پاک اسپر بنا سکے فلاسفہ قدیم وجدید کی مکاری اور دور وغگوئی اور نفس پروری اور رذالت
وضعف ایمان وعادات وخصائل اگر بیان کیے جاوین تو اونکو زیادہ تر ناچیز سمجہاوینگے شبہ

بڑے علیم اور عقلمند خواقوام کی ہوشیدہ انسان کی جہالت کی معترف اور خدا کی تعلیم کے محتاج رہے ہین
کیا یہ ثبوت کافی نہین ہے کہ اکثر عقلا مذہب نیچر کی ناقابلیت کے معترف رہے ہین اور کیا فی حد ذاتہ
خود نیچر بالبداہت باطل نہین ہے وہ اسقدر سوالات کے جواب مین عاجز ہے کہ خدا کون ہے
اور خدا کو مخلوق کے ساتھ کیسا اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر
پیدا ہوا اور اوسکی ہدایت کب سے ہے انسان کی فنا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زمانہ
اخروی کی نسبت سخت تاریکی مین چھوڑتا ہے یہ نہین بتا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معاف
ہو سکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راست باز ہو سکتا ہے اور انسان کی بھلائی
کس بات مین ہے اور نیکی و بدی کیا ہے یہ مضطرب کم زور تجسس کرنے والون کی
رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ معین نہین رکھتا ان سوالون کے جواب ہمیشہ غیر مقرر اور مخالف
ہو لیے ہین جیسے کہ ایک شہر عظیم کی ہل چل آواز مین نیچے سے اوپر کو جاتی ہین پس ایسی حالت مین
کہ آفتاب کلام الہی کا آسمان پر تابان موجود ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کمزور رہنمائی
کی پیروی کیا کرے انتہی مسئلا وتخفر آدم تجا اور کتاب ہارن صاحب لٹرکسن تو اسکے جواب مین
آفسوس صد افسوس کہ نیچر خاص خاص ضروری سوالون کے جواب دینے مین سراسیمہ و بالکل
نہین جانتے کہ نجات کسے کہتے ہین کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اوسکی ضرورت ہے اور
کیا ہے اور سزا و جزا کس چیز کا نام ہے اگر تسلیم کیا جاوے کہ ہر زمانہ مین عقلا ہوتے رہے تو ممکن
نہین کہ کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار نکیا ہوگا اور اپنے مذہب کی سچائی اور مذہب نیچر کے
بطلان پر بھی اقرار نکیا ہو سقراط اور پلیٹو جو مشہور فیلسوف تھے الہام ربانی کے محتاج تھے اور
کہتے تھے کہ کوئی ترکیب انسانی ایسی نہین ہے جو اوسکے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید
رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہوگا جس سے یہ تاریکی دور ہو جاوے گی گو ہماری عقل
علت اول کو ثابت کر سکتی ہے مگر یہ دھندلی روشنی اوسکی مشیت اور ارادونکو جو ہر ایک
کام مین مخفی ہے جیسا نہین سکتی جو کہ فلسفہ و انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل کافی
ہے ۔ اگر زمانہ سلف کے فیلسوفون کی تحریر کو ملاحظہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ نہ وہ صرف ضروری
دقائق مذہبی سے ناآشنا تھے بلکہ ضروریات مین اختلافات نا انتہا ہی پھیلی ہوئی تھی بعض کی

تعلیم اور مسائل ایسے تہے جنکی پیروی سے بیا گناہ عظیم سے بہر جاتی کوئی خدا کی ہستی کا قائل تہا
کوئی منکر تہا کوئی بہت سے خدا مانتا تہا جسکو ہوائی یا جنی یا خاکی یا ناری قرار دیتا تہا کوئی خدا کو
جسمانی اور مادی کہتا تہا اور اوسکو جوہر کے ساتہ ایک علاقہ لابدی مین گرفتار سمجہتا تہا اور خدا کو
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجہتا تہا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تہے
فیلسوف ظاہر اسلطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تہے اور اوسیکی پیروی کرتے تہے
دستور آبائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تہے اور بتخانون مین عبادت کو جاتے تہے نیچر سے
علم پیدایش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی طاقت ہے
جو سب سے نیست اور چیز سے ناچیز کر سکتی بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فیلسوف دنیا کو
قادر لایزال قرار دیتے تہے بعض اوسکی پیدایش کی وجہ ذرون کا اتفاقیہ یکجا جمع ہوجانا بتلاتے
تہے اور بعض جو عالم کی بدایت کے قائل تہے وہ نہین جانتے تہے کہ یہ کیونکر اپنی اس حالت اور خوبی
موجودہ کو پہونچا ہے فیلسوف نہین جانتے تہے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی
ہوتی وہ نہین جانتے تہے کہ خدا مین اور انسان مین کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہون سے
بچنے کی کوئی ترکیب اونکے پاس نہ تہی اور نہین جانتے تہے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے
اور اوسکا غضب کیونکر فرو ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تئین معبودون کے برابر جانتے
تہے اتنا فرق تہا کہ معبودونکی لیاقت جبلی اور اپنی کسبی کہتے تہے سسرو کہتا ہے کہ فلاسفہ کی
رای اسقدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تہا کہ نیکی [illegible]
بہلاتی ہے اور خود اپنی اجر ہے دوسرا فرقہ کہتا تہا کہ حالت مصیبت مین نیکی کرنا جائز نہین ہے
بلکہ دنیا کی عمدہ چیزونکو انسان کی خوشی کی بنا سمجہتا تہا تیسرا فرقہ رنج و درد سے آزاد رہنے کو خوشی
کہتا تہا جب اونکا ایک ایسے امر مین یہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زیست انسانی کے متعلق
اختلافات کسقدر ہونگے ـ بقای روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل تاریک و بے
بنیاد تہا ارسطالیس کے پیرو روح کا بعد موت کے قائم رہنا نہین ٹہہراتے ہین اور
دوسرے فیلسوف کی بہی ایسی ہی رای معلوم ہوتی ہے البتہ بعض اسکی نسبت بالکل خاموش
ہے اور جنہون نے اسکی نسبت کچہ کہا ہے [illegible]

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستون سے کہا مین امید رکہتا ہون کہ بہتر ہونیکو پاس جاونگا
اور ایسے حاکمون کے پاس جو اس سے نیک ہین مگر یہ امر یقینا نہین کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی
امور پر جائز ہو تو اعتقاد اکہتا ہون پہر کہتا ہون کہ کسی قدر اوپکے لیے باقی ہے جو مر گئے ہین اور جو نیک
کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہے ممکن ہے کہ میری رای غلط ہو مگر اس امید سے تا زیست
مجکو کم بیقراری رہی اور میری خطا میری زیست ہی کے ساتہ طے ہو جائیگی سپنسر کی تحقیقات
بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفون سے زائد ہے پہر بہی جب وہ قیام روح کی نسبت
رای لکہچکا تو کہا کہ خدا جانے کہ انمین سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انمین
سے کون شدنی ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ جب تک مین بقای روح کی نسبت دلایل
پڑہا کرتا ہون تب تک میری دلجمعی رہتی ہے لیکن جب چہوڑتا ہون اور دل مین سوچتا
تو سارا ثبوت ذہن سے جاتا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی
نسبت اسقدر مشتبہ اور مشکوک ہین تو اونکی رای سزا و جزا کی نسبت کیونکر صاف ہو سکتی
وہ فلاسفر شہوات نفسانی کی پورا کرنے کو برا سکہاتے تہے ارسٹس حکیم انکے
واسطے چوری اور زنا کرنا بوقت ضرورت کی جائز ٹہرایا تہا مسٹر بلونٹ جو سترہوین صدی کے
اخیر مین تہا خدا کو مانتا تہا مگر دنیا کو ازلی و ابدی قرار دیتا تہا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا
خدا سے ضروری نہین سمجہتا تہا بقای روح کا قائل تہا مگر اوسکو مادی جانتا تہا جو کہ سراسر
ناممکن ہے مسٹر کالنس جو اوسی صدی کے اخیر مین تہا اور جسنے بہت سے اعتراض
الہام پر مشتہر کیے ہین کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی
ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہین لارڈ ہربرٹ تمام الہامی مذاہب کو بے بنیاد
قرار دیتا ہے مسٹر ہانس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اسپر دعوی کرنا بیہودگی
ہی اور جائز ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرے خدا ہے
مگر جو شے مادی نہو وہ کچہ قابل اعتبار نہین ارل اف شفسبری کہتا ہے کہ نجات ایک مضحکے
کی بات ہے اور الہام بہی ایسا ہی ہے مذہب کو ماننا چاہیے اگر حاکم اوسکو قائم کرے
ڈاکٹر تنڈل کہتا ہے کہ مذہب بجز ایسا صاف وعمدہ ہے کہ خدا بہی اس سے زیادہ صاف

نہین کرسکتا ہے مذہب نیچر کی تحقیق بہت لوگون کو نہین ہوئی جیسے خدا کی نہین ہوئی
ڈاکٹر مارگن جو ہم عصر ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہے کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہین
ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ثابت کی ہو لہذا ہمکو نہین چاہیے
کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کرین مسٹر جیب کہتا ہے کہ خدا دنیاوی کامون مین
دست اندازی نہین کرتا ہے نہ اوسکو دنیاوی نیکی و بدی سے کچہ تعلق ہے اور روح فانی
اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا ناترسی اور ناشکری خدا کا جوابدہ
نہین ہے ہر ایک مذہب یکسان ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول
ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا نہ چاہیے اور قضا پر راضی رہنا فرض نہین ہے لارڈ بالنگ
بروک لیڈ بہت سے لغویات کے کہتا ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہب نیچر خوب و شن
ہے مگر بہت لوگ اس سے لاعلم رہ گئے ہین اور کہتا ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو
خوش کرنا ہے ہر قسم کی اومنگ و رقوی ا. نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ
ہونا چاہیے اگر محفوظی کے ساتہ آسودگی ممکن ہو اور خاکساری بیہودگی ہے اور انسان
صرف دنیا ہی تک ہے غرض ہماری فطرت کی صرف رغبت و میلان طبعی کا پورا کرنا ہے
کثرت ازدواج قانون فطرت و مذہب نیچر کا ایک خاص حصہ ہے اور زنا بہی کرنا قانون
فطرت کے خلاف نہین ہے ڈیوڈ ہیوم جو اٹھارہوین صدی مین تہا کہتا ہے علت و معلول
مین کسی قسم کا لگاو نہین خیال علت اول کے تعلق کا ایک ستور کی بات ہے ورنہ تجربہ سے
ہرگز ایسا ثابت نہین ہوتا ہے ہم لوگ ایسا خیال نہین کرسکتے ہین کہ جب ایک نتیجہ ایک وقت مین پیدا
ہو تو پہر ویسا ہی ہوا کرے خلقت کے طریقہ سے ایک قسم علت اول کا قائم کرنا بے فائدہ ہے
بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہین کرتی کہ دنیا کسی علت سے پیدا ہوئی ہے کوئی تقریر ایسی مضبوط
نہین ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی مین داخل نہین ہے
بلکہ قوت مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال
قوائے جسمانی کا نیکی مین زنا کرنا بشرط مقدرت بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے رائج
ہو جاوے تو برا نہین معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جاوے تو رفتہ رفتہ اوسکی گناہ اور برائی کا خیال

جاتا رہیگا اسی زمانہ مین ڈاکٹر اور ڈوایڈی راٹ اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ سب
تھے ان لوگون کی باہمی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر متصوف اور بباطن ملحد تھے گو
خدا کا ذکر کرنے سے تھے مگر اکثر دل لگی اور مضحکہ مین خدا کو علت اول بتاتی تھی مگر عالم سے بعلاقہ
جانتی تھی روح کو مادی سمجھتے تھے اور بعد مرنیکے انسان کو معدوم مطلق جانتے تھے اور قیامت
اور سزا و جزا کے قایل نہ تھے و آلڑ جلوتیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجھتا تھا اور
زنا کرنا بنظر انتظام نیچر کے جایز سمجھتا تھا اور کہتا تھا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجھتا ہے مگر بعض
وقت ضروری اور مفید ہے روس سی اُس کہتا ہے کہ جو کام تم کرو سوچو کہ تمہاری طبیعت
اوسکو اچھا سمجھتی ہے تو بہتر ہے برا سمجھتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹھہراتا
تھا انتہی مختصر اً منتخباً و محصلاً البطولہ اور کتاب نیچرل تھیالوجی مولفہ ڈاکٹر جامرس صاحب مین
بحوالہ ڈائلکس نیچرلیسٹ بعض نیچرلسٹ کا یہ قول لکھا ہے کہ جہانتک ہمکو اب تک علم و تجربہ
ہوا اوس سے یہ نہین کرسکتے ہین کہ مادہ و ترتیب و اصل انتظام عالم مین بھی ویسا ہی ہو
ہوسکتا جو ایک ہنی اور عقلی خدا سے ہوسکتا ہے یہ بات سوچنی کچھ زیادہ مشکل نہین ہے
کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر عمدہ ترتیب و انتظام عالم کو پیدا کرسکتی ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم اس
سکے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ دونون
بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکھتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی ذہنی علت
کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بھی ایک دوسرا سبب دو عالم ماننا پڑیگا اور اسی طرح الی غیر النہایت
تسلیم کرنا ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر نظر کو نہ دوڑا و جب ہم
یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم مین موجود ہے تو فی الحقیقت ہم ایسے عالم
کو خالق قرار دینگے اتنی دور جانا کہ علیت ہوتے ہوتے ایک علت العلل تک پہونچ گیا
ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جای مگر جب ہم
اس زلی عالم سے آگے قدم رکھو گے تو تمکو اسقدر ایک کا البتہ شوق پیدا ہوگا جو کبھی ختم نہوگا
خیالات متفرق و اصول جیسا کہ نہ دلایل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے
معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہین ہے یہ کیون نہ مان لیا جاوے کہ اس مادی

جہان کی ترتیب خصوص کی ایسی ہی جو خود بخود منتظم ہوجاتی ہے جیسا عالم کا وجود کے واسطے اثبات
ویسا ہی علۃ العلل کے ہونے کے واسطے بھی ہے اور اگر دونوں کی ترتیب مساوی ہے تو علت بھی مساوی ہوسکتی ہے انتہی
محصلاً اس تقریر پر مصنف کتاب مذکور نے جو اپنی رای لکھی ہے اوسکا حاصل تقریر یہ ہے
کہ جہان کی ہدایت معلوم ہے لہذا اوسکے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی ہدایت نہین
ہے تبعدہ باب نقائص و فوائد نیچرل لیجن مین لکھتا ہے کہ اس عالم سے جسقدر صفات
خدا کی ہم پا سکتے ہین یہی ہین کہ وہ ازلی اور حاضر و ناظر اور واحد اور قادر اور دانا ہے مگر اسکے
سوا یہ نہین پا سکتے ہین کہ وہ پاک اور عمدہ بھی ہے نہ اوسکا رحیم ہونا پاتے ہین نہ کسی دوسری
صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم مین صرف مفید اشیا ہی نہین ہین بلکہ تکلیف و ضرر کی بھی
ترکیب عالم مین موجود ہے جس سے کہہ سکتے ہین کہ گو حکیم مطلق ہے مگر ہر جگہ نیکی کی طرف
رجوع نہین ہے مثلاً سانپ کے منہ مین زہریلا دانت ہے کہ مقصود اوسکا نیکی سے بھرا
ہوا نہین ہوسکتا گو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہوسکتی ہے مگر یہ کہا جائیگا کہ یا تو وہ
رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل بھی ہم ٹھیک نہین پاتے ہین آدمی کی
ترتیب اور سلسلہ اور حالات سے ہمکو کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر
نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیے بعض نیچرل اشٹ نے اس بات مین کوشش کی ہے کہ خلقت
کی برائی اور بھلائی کو تولے تو بھلائی کا پلہ گران ہوگا اور وہ لوگ علم حساب کو بھی دخل دیتے
ہین تاکہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکھا دین مگر ہم لوگ اوسکا فیصلہ نہین کر سکتے کیونکہ ہم کچھ
نہین پاتے ہین اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک سچا ہے اور نیکی کا پلہ بھاری ہے تا
بھی قابل قبول نہین ہے علاوہ اسکے یہ بھی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض لوگ
یہ دلیل لاتے ہین کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہتری
زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کی ہوسکتی
ہے الخ بلفظہ محصلاً قدر الضرورۃ الغرض فلاسفہ نیچراسٹ کے توہمات کا کہانتک بیان
کیا جائے گی زمانا جو کیفیت ہے وہ سن لیجیے کہ تہذیب یافتہ قومون مین ایسے ہی خیالات عقلیہ
و تجربہ سے کہان تک الحاد و زندقیت کی نوبت پہونچی ہے لیجئے مسٹر کارپنٹر صاحب

صاحب ممبر پالیمنٹ نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہند ڈیبیٹریٹ مورخہ ۴ وسمبر ۱۸۹۱ء کے
کالم ۵ مین نقل کیا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ ہم بہت خطرہ کرتے ہین اس حال سے کہ ایک
بڑا گرد دیتے شترلا کہ اہل یوروپ جسمین انگلنڈ کے چیاسی ہزار اور خاص لندن کے چالیس ہزار
آدمی ہین اس بات پر مستعد ہو گئے ہین کہ خدا کا انکار کرتے ہین اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم
آبائی کو ترک کرتے ہین اور بجای عقائد کے نتائج علمیہ کو اور بجائے قانون خدا کے
قانون عقل بشری کو قائم کرتے ہین اور ازدواج و سلطنت کے منکر ہین اونکے اصول مین حقوق
صرف محنت کے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اب ہم مذہب کو نہین مانتے ہین کیونکہ مذہب ہمارے
ذہنون کو کند کرتا ہے الخ مختصر اً فنده ا لضرورة عقلا ای اہل اسلام تمام تقریرین تہذیب الاخلاق
کی ملاکر دیکہلین کہ جو اقوال اون لوگون کے بیان ہوئے ہین وہی تعلیم رفتہ رفتہ ہم لوگون کو
جناب نیچرل اسٹ بہی کر رہے ہین یا اور کچہ ہے پہلی رسوم آبائی و مذہب کے اصول و فروع کو
خاک مین ملایا بعدہ یقین کر کے مذہب اسلام پر قائم رہنا داخل حماقت ٹہرایا اور پہر تلقین
ہوئی کہ دیگر مذاہب کو بہی جانچنا چاہیے جو مذہب موافق نیچر کے ہو اوسکو قبول کرنا واجب ہے
اجماع امت و جمہور اہل اسلام کا اتباع بہی غیر ضروری ٹہرایا حدیث صحاح ستہ بہی جن اصول
سے صحیح و معتمد سمجہی جاتی ہے اوس اصول کو محض ناقابل وثوق قرار دیکر ماننا خواہ نماننا کسی کی
عقل پر رہ گیا علم اصول و فقہ و سیر و پابندی قواعد کے واسطے اخذ معانی حدیث و قرآن کے
سب بیکار کر دیے گئے ایک قرآن رہ گیا تہا وہ بہی تعلیم روحانی و اصول نیچرل پر مبنی
کیا ہے نہ حقیقت و ظاہر پر بلکہ جس اصول پر اشخاص جائز الخطا کی اقوال و اجتہادیات و اجماع
ٹہرائے گئے ہین قرآن شریف کا بہی سا نہ الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکہنا نہایت مشکل
ہے فرائض پر عمل کیسا اور حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا چیز ہے ہر مسئلہ مین آیات
قرآنی متشابہ اور مجمل ٹہرینگے جب احادیث کی طرف رجوع لاوینگے ارشاد ہوگا کہ قطعی الصدور
کوئی بہی حدیث نہین ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلین گے تو حکم ہوگا کہ اجماع
ثانی ناسخ اجماع اول کا ہوتا ہے لہذا ضرور ہے کہ پہلے کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ تشخیص
ہم مین جیسا کہ از کل تہذیب الاسلام سے واضح ہوتا ہے اور احکام معاد جنکا خوف ہر مسلمان کو

وہ تو تہذیب الاخلاق کی بدولت ایسے واہیات ٹھہرے ہین کہ جاہلون کے ڈرانے کیواسطے
بنائے گئے ہین جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو رنڈیون کا چکلا ہے اور حورین کشمیر کی کسبیان
ہین لوتھر ثانی وایڈلسن لاثانی بنجانے پر اور مجدد دین ٹھہرنے پر افتخار ہے مسلمانون کی قدر
اور وضع اور اخلاق وعلوم وزہد وعبادت وپیری ومریدی ونشست وبرخاست وتمام حالات
پر سب وشتم کی بوچھار ہے غور کیجیے تو دین اسلام مین حضرت اعلی نے کیا باقی رکھہ چھوڑا ہے
اور آئندہ حلا جانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب الاخلاق کی سب تقریرونکو
تدبر وتعمق کے ساتھ سوچکر دیکھیے اور اون سبکے نتائج کو جمع کیجیے تب معلوم ہوجائیگا کہ حضرت
کیا چاہتے ہین اور اس بہروسہ پر نہ رہنا کہ کہین کہین محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھنا ہے
ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتوی بہی لکہدیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے
اجتناب کا تعین جسوقت بحث مین آئیگا اوسوقت سارا ملمع کہل جائیگا قرآن تو خود ہی ظاہر پر
محمول نہین ہے نعمای جنت وحالات دوزخ سے زیادہ کیا تصریح ہوگی اوسکو جسنے مانا ہو
جو کسی دوسرے حکم حرام وحلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث سو قطعی الصدور
ٹھہرنا کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جواز وہ تو عقلی ہے اور حسن وقبح اشیاء کا جب عقلی
ہے تو نیچرل انسٹ صاحبون سے پوچھتے پہرا کیجیے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان ہو
حرام جانتے ہین یا نہین جیسا کہ کمیٹی سے حکم ہوا کریگا چاہو مان لیجیو چاہو پہر بہی جلسہ آئندہ کے
منتظر رہنا علی ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب وتعین کو سمجہ لو اوس قسم کی نماز نہ سمجہنا جسے تہذیب
یافتہ قومین ہمکو حقارت سے دیکہین جنکی خاطر تمام دین وایمان کو سلام کرکے رخصت ہونے
آئے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہوگی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور
زکوۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر مین اوڑا دی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا
وہان تو بہت باتین قبیح موجود سمجہی گئی ہین اسی واسطے ایک تقریر مین صرف نماز روزہ کی قید
لگادی ہے زکوۃ اور حج کو اوڑا دیا ہے اور بالفرض وہ بہی فرض ہون مگر اونکی تفصیل مسائل
کا ہرگز ثبوت ممکن نہین ہے خیر یہ تو سب کچھ ہے ذرا حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنیے کہ علوم
جدیدہ کے ذریعہ سے جنکے مقابلہ مین قرآن بہی حجت نہین ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

ڈسنٹ آف مین جو لفٹننٹ داروِن صاحب کی ہے اور اوسمین علم طبعی متعلق حیوانات
کا ذکر ہے اوسمین لکھا ہے کہ آدمی پہلے جانور تھا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے
انسان ہوگیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نیچرل اسٹ نے پہلے سے تمہید شروع کردی
ہے یعنے سرگذشت آدم مین حضرت آدم کا پایا جانا دنیا کے جانور ونمین اور اونمین ہی مین
رہنا بسنا بُرا ہونا ارشاد ہوا ہے ایک کنایہ سی ہزار تصریح کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ تھا یہ قوائے
ملکی و بہیمیہ کا اسواسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجھین کہ مذہب حق کا ترک
کرنا خطرۂ شیطانی ہوگا ورنہ کیا اسقدر خود حضور حالی نہین سمجھتے ہین کہ کسی کتاب علم حکمت
و شریعت مین کوئی قوت ایسی نہین مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی نفس
انسان سے رکھتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور سوای وسوسہ فاسدہ دلون مین
ڈالنے کے اوسکا اور کچھ کام نہو پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوای بہیمیہ کو
بصیغہ جمع شیطان ٹھہرایا تھا اب اچھا خاصا ایک بلبیس آدم کے جسم مین قائم کردیا اور اس
نام کی قوت بھی پیدا کردی قطع نظر قرآن و حدیث کے بڑا وثوق اعتماد و رسوخ عقیدت
جناب حالی کو مسٹر ایڈیسن کے اسپکٹیٹر پر ہے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتھ نام
کرنے کے افتخار ہوتا ہے حالانکہ اوسکا بھی کوئی قول ایسا نہین لکھا جس سے قوت مخترعہ جناب
کا ثبوت دیکھا جاتا مین نے جہانتک غور کیا اسقدر قول حکما کا پایا کہ انسان مین دو قسم کی قوتین
ہین شریفہ و رزیلہ اول کو ملکیہ دوسری کو بہیمیہ کہتے ہین کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے درمیان
حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہین کہتا کہ قوای بہیمیہ عداوت روح سے رکھتی ہین
یا اونمین سے کوئی قوت خاص موسوس اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوای مذکور کی حفاظت کرنا
اور اونکے فوائد سے بقای زندگی اور اونکو خیرخواہ طبیعت جانتے ہین اور اونکو بمنزلہ ایک روح
انسان کی سمجھتی ہین علی ہذا القیاس بعض علماء اہل اسلام کا یہی قول ہے کسی محقق نے
کوئی قوت موافق ایجاد جناب حالی کے ثابت نہین کی ہے اور ہم پہلے یہ لکھ چکے ہین اور
بیان کرتے ہین کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجھتے ہین اوسکی بھی
وجہ یہ ہے کہ وہ لذت دنیاوی کی طرف میل کرکے خدا کی یاد سے کبھی غافل ہونے پر انھی

ہوجاتا ہے لہذا النفس کشی پر آمادہ رہتے ہین کوئی صوفی محقق بہی جو دلیس

قرآن شریف مین آیا ہے اور مینے اسپکٹیٹر مین ایک تقریر نمبر ۱۵۰ دیکہی اوسکا بہی حاصل مطلب
کہ نہایت عمدہ ہے سقراط کا مدار غور و فکر کا اوسی پر تہا افعال ذمیمہ جو انسان سے سرزد ہوتے ہین
وہ سب عقل کے کام نہین ہوتے ہین بلکہ پیشن سے ظہور مین آتی ہین یعنے جوش اور امنگ
سے اونکا عقل کے ساتھ وہ نسبت ہے جو جہاز کو ہوا کے ساتھ ہی پیشن عقل کو ابہارتا ہے اور
اوسکو اکثر برباد بہی کردیتا ہے اور کبہی عقل کو اوس سے مدد ملتی ہے کبہی خطرہ مین پڑجاتی ہے
انسان کو ایک سلسلہ متوسطہ بین الملائک والبہائم مین قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور
جسم سے ہے اوسمین ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہین چونکہ انسان کبہی مائل طرف قوای
بہیمیہ کے کبہی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا ملقب بہ نیک و بد ہوتا ہے اگر محبت و رحم دلی و
خوش مزاجی اوسمین ہو تو وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و سنگدلی وغیرہ غالب ہون
تو تاثیر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکماء قدیم کی یہ رائے ہے کہ چونکہ انسان اسی زندگی مین قوای بہیمیہ
اور ملکیہ کا تابع ہوتا ہے پس جسطرح سے اوسکا میلان اس زندگی مین زیادہ ہوگا بعد موت کے
وہ بہی ایک یا دوسرا ہوجاویگا یہ خیال کرنا زیبا ہوگا کہ جو حیوانات ہم دیکہتے ہین وہ پہلے انسان
بخیل یا متکبر وغیرہ ہی اصلیت قوای بہیمیہ کی ہر شخص مین ہے گو اوسکا اثر بعض موانع سے نہو مگر
تخم اصلیت کا موجود ہے لہذا تہوڑی تحریک سے ظہور ہوجاتا ہے مین نے ایک اچہے مذہبی شخص کا
حال سنا ہے کہ اوسنے بکری کے دودہ سے پرورش پائی تہی اور خلوت مین اوچہل کود کیا کرتا تہا
الی قولہ مگر خبردار رہنا چاہیئے کہ اس قوت کو ایسا کمزور نکردے کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہے کیونکہ
قوت مدرکہ نہایت سست ہے وہ خود اپنا کام نہین کرسکتی ہے اوسکو حرکت مین لانے کیواسطے قوای
غضبیہ ضروری ہین جو اوسکو کند ہونے سے باز رکہتی ہین یہ قوی درستی ذہن کیواسطے ایسی
ضروری ہین جیسے جسم کے واسطے روح حیوانی کی گردش ہے یہ ذہن کو کام مین آمادہ کرتی ہین
بغیر اونکے ذہن ہرگز اپنا کام انجام نہین کرسکتا ہے یہ قوی لوگون کے واسطے ایک چہوٹی روح ہین جو
ہمارے ساتھ پیدا ہوتی ہین ہمارے ساتھ مرجاتی ہین یہ قوی بعض اشخاص مین حلیم اور بعض
مین سرکش اور تند ہوتی ہین عقل اور پیشن مین ہم ایک مناسبت پاتے ہین پہلے مجہے

دیمین لوگون مین اکثر بہشتین زیادہ اور چھوٹون مین کم ہوتا ہے جسمین وہ بہشتین شدید ہو اوسکی جوانی کی آگ بجھ جاتی ہے اور اوسکے برے ہونے کی امید نہین ہے زور کا گھٹ جانا بڑا نقص ہے لہذا بہشتین کی حفاظت کرنی چاہیے اوسکو بالکل بجھا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اوسکے موافق کام کرنا چاہیے اسکول مین طالب علمون پر زیادہ سختی کرنے سے بہشتین زائل ہو جاتا ہے بہشتین کی بی ترتیبی قلیل کو گوارا کرنا اور اوس کے حفظان کی اعانت کرنا ضرور ہے ورنہ عمدہ عمدہ بائز کیونکر پیدا ہونگی بالجملہ مختصراً و مجملاً قدر الضرورۃ غور فرمایئے کہ قوای بہیمیہ خواہ بہشتین پر کیونکر ابلیس کی تعریف صادق آتی ہے اگلی جو آیات قرآنی مین مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ اور فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا وغیرہ آیات کا ہو سکتا ہے وہ تو بمنزلہ روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت ایسی نہین پائی گئی جسکی تعریف حضور والا نے لکھی ہے علاوہ اسکے جب قوائی بہیمیہ انسان کے ساتھ مرجاتے ہین تو آدم و حوا بھی انسانیت سے خارج نہ تھی اونکی قوت تا قیامت زندہ نہین رہ سکتی حالانکہ ابلیس جسکا انکار سجدہ سے قرآن مین مذکور ہے اور جسنے آدم کو اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور بہشتین ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای بہیمیہ کے نہین ہے بلکہ قوای شریفہ سے جوش کو بھی بہشتین کہتے ہین مثل جوش رحم جوش سخاوت جوش محبت وغیرہ لامحالہ قوت بہیمیہ ہرگز ابلیس نہین ہو سکتی اور سالکین مسلک نیچری بھی موافقت ساتھ ہمارے جناب نیچرل انسٹ کے نہین رکھتے ہین ہان بعض قدمای فلاسفہ کا یہ قول معلوم ہوا کہ وہ بعد موت انسان کی تناسخ کے قائل تھے انسکی تائید حضور والا سے ابھی باقی رہی ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کنایہ اور اشارہ مین ہو رہا ہے مخفی نہ رہے کہ ہمارے جناب حالی نے نیچرل تہیالجی کو مسلمانون کے دھوکا دینے کیواسطے رحمی کا ستا بنا رکھا تھا وہ تو خوب معلوم ہو گیا اب یہ بھی بیان کرنا ہمکو ضرور ہے کہ نیچرل فلاسفی کو بہت سے بھی زیادہ لقینی خود ہی اپنی تحریرات مین تسلیم کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ وجود افلاک اور سکون ارض اور حصر عناصر اربعہ کا اور مضمون مندرجہ تفسیر آیت کریمہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ الخ خلاف علوم جدیدہ کے ہے مگر اسقدر عرض خاکسار کی بھی یاد رہے کہ انکار وجود افلاک کا ہرگز قطعیات مین نہین ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہین ہمیشہ آلیس مین رای فلاسفہ

کی اونکی نسبت بدلتی رہتی ہے چنانچہ شروع رسالہ مین کسیقدر لکہا گیا اور سکون ارض کے
باب مین کوئی آیت قرآن شریف مین نہین ہے اور عناصر اربعہ کا حصر موجود ہے ہان فلاسفہ قدیمہ
وجدیدہ مین کچھ بحث جاری ہے وہ مانحن فیہ سے خارج ہے پہر بہی اسقدر عرض کیجاتی ہے
کہ اپنی کلام کو ساتہ برہان کے خود مدلل فرمائیے اور زیادہ عناصر کا نام لیجیے تقلید مذہبی چہوڑکر تقلید قومی پر نہ جائیے
سنی سنائی باتون سے الزام دینا اچہا نہین ہے جب مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کرنی منظور
ہو اپنی تحقیقات بیان کیجیے پہر اوسکا جواب لیجیے اس سے کام نہین چلتا ہے کہ فلان صاحب
نے ایسا خیال کیا ہے اور فلان حکیم نے یون سمجہا ہے کہیے کتاب کی عبارت بہی نقل
کیجیے اور دلائل بہی ظاہر کردیجیے افسوس ہے کہ اقوال علماے اہل اسلام بلکہ جمہور بلکہ اجماع
امت وکتاب وسنت کو توکسی استاد مین پیش کرنے سے قیامت نظر آتا ہے مگر اقوال
اہل یوروپ پر اعتقاد جم جاتا ہے مع ذلک غیر مرکبات بسائط سوای عناصر اربعہ کے بیان تو
کیجیے کہ کیا کیا ہین اور کیا ثبوت اونکے وجود کا ہے کہین مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپنے
عنصریات مین داخل نہ سمجہ لیا ہو اور اپنا مشاہدہ جو حضور نے لکہا ہے کہ بوتلون مین بہرے
ہوے نطفے سے لیکر بچہ تک سب دیکہے ہین عجیب استدلال ہے خدا جانے آپنے کیا دیکہا
ہے اور کیا سمجہا ہے کتب علم تشریح کے مضامین کا حوالہ دیجیے ورنہ اس قسم کی استدلال
سے ہمکو معاف کیجیے جب حضور معلی کسی مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کا ارادہ کرین اپنے کلام
کو ناتمام اور غیر مدلل نہ چہوڑین ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر مین کچہ وقعت نہ رکہینگے
ہمنے مانا کہ جناب بڑی نیچرل اسٹ ہین مگر یہ تو ارشاد فرمائیے کہ معجزات انبیا کے باب مین جناب
حالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا آنا اور تمام نظام عالم کا فنا ہوجانا کس قاعدہ نیچر کے موافق
ہے اور یہ بہی فرض کیا کہ خدا کو آپنے ایک علت اول مانا مگر منکرین علت اول کو غلطی پر سمجہا ہوگا
یا اونکو ملحد جانا ہوگا نیچرل اسٹ حکما مین بہی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اول کا وجود ضروری
ہے تو بہی فنا ہوجانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجہا ہے اور اگر نیچر مین یہ بات
جائز ہے کہ اوسکے خلاف بہی ظہور مین آتا ہے یا ماسوای مادیات ومحسوسات کے غیر محسوسات
پر بہی یقین لانا درست ہے تو وجود ابلیس کی بحث بیفایدہ ہے اور مجکو یہ بہی سمجہا دیجیے کہ

اور وجود خارجی مانا گیا نیچرل کرکش کا بدرست مطابقت رکھتا ہے اور حضور کی تحقیق اس باب میں کیا ہے
کہ بعد نیچرل کے علم انسانی ختم ہوگیا ہے یا آئندہ اسرار نیچر کے کھلتے جاتے ہیں اگر شق اخیر صحیح ہو
تو مخبر صادق کی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں ہے نہ ہونا حقیقت معنی قرآن و حدیث میں ہو سکتا ہے اور
میرا یہی سوال ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا اور تمام کیفیت اوسکی نیچرل کی کس کتاب سے
جناب نے تحقیق کی ہے جو صاف دعوی کر دیا ہے کہ قرآن میں نیچر انسان کا بیان ہی نہیں بہت
مشتاق ہوں کہ نیچر کی کتب سے مطابقت مضامین کی کر دیجیے اور کیا آپکے نیچرل تمامی امید نہ
کر سکتی ہے کہ انبیاء صاحب وحی تھے اگر تھے تو کیا دلیل اوسپر قائم ہے اور ختم ہو جانا نبوت کا حضرت
نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نیچر کی کس اصول پر سمجھا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے بھی
انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ میں دعوی کیا ہے کہ جو مذہب موافق نیچر کے
نہ ہو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گذارش ہے کہ نیچر کے عقائد تو پہلے بیان کر دیجیے اور یہ بھی ضرور
ارشاد کیجیے کہ نیچرل اشیاء فلاسفہ میں باہم اختلافات اقوال بھی ہیں یا نہیں اگر ہیں تو حضور
مستند اور مسلم کون کون حکیم ہیں اور کس کس کتاب نیچر سے حضور کو اطمینان ہے اور ان کے
اختلافات نیچرل اشیاء صاحبوں کا کیا علاج حضور نے سمجھا ہے خود بھی تحقیق کرنا ہے یا
بھی ایک شخص ملحد جو لندن میں حضور کا دوست تھا اور [illegible] کے ذکر جس کا تھا سب کچھ
اعتقاد درست کر لیا ہے اور جو قاعدہ تنقید منقولات کا حضور نے اسلام کے احادیث
و کتب سیر و اجتہادیات وغیرہ میں بڑے زور و شور سے لکھا ہے اور اجتہادیات صحابہ کو
بیکار ٹھہرائے ہیں اور اتباع جاہلانہ کے اتباع اور تقلید کا نام جہالت اور غلطات ٹھہرایا
زیادہ منقولات فلاسفہ اقوال حکمائے کہ اپنے مرنے کے بعد تک جنت سے وہ لوگ خدا و رسول
[illegible] و صحابہ کرام سے زیادہ معتمد ہیں کہ جن کی کتب میں جو لکھا ہو یا جن کا تمھوں نے بیان ہو تو
وہ اعتقاد و یقین کرنے کے لائق سمجھا گیا ہے اور تبیین الکلام کی جلد اول میں واسطے تمدن
نسخہ بائبل کے جو قاعدہ جناب نے بیان فرمایا ہے اسمیں [illegible] کیسا اسلئے نہ فرق
نہ سمجھا گیا اور وہ بھی قاعدہ کتب [illegible] اہل اسلام کے واسطے کیوں نہیں [illegible] و دلیل
مضبوط اعتقاد حضور کا کس اصول پر ہو گیا تھا نزا اتفاق جمہور اسلام و اجماع امت محمدیہ کو حضور نے

اسواسطے بیکار سمجہا ہے کہ اپنی متفقین وہم مشرب اشخاص کا اجماع لیس لاس ہے اور جا بجا
کہ غلط ہو مفید یقین نہین ہے اور آزادی رای کو بڑی دہوم دہام سے رونق دی ہے اگر کوئی
مسئلہ قطعیات مین سمجہا دی فرمایئے کہ اقوال فلاسفہ کے باب مین بہی وہی قواعد شرعی مین اپنجہ
اور قاعدہ ہے سبکو اونکی مسلمات کو قطعی کہدیا ہے اور شوق سے ہنسی فرمایئے وذو نحر خط القضا
اور میری سمجہ مین نہین آیا کہ جناب نے الاسنے دیباچہ خطبات احمدیہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کے تین
قول درباب تکالیف شرعیہ کی نقل کرنیکے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سمجہ کر لکہا ہے
کیونکہ قول ثانی بعینہٖ درج صفحہ ۲۰ تہذیب اخلاق مین ہے اوسکا حاصل مقصود یہ تہا کہ خدا تعالی
نے اپنے بندونکو ایک حالت مرض کثرت عصیان و ارتکاب صغیرہ کبیرہ مین مبتلا سمجہکر اپنی طرف سے
اور نیز انبیاء کو بطور طبیب حاذق کے بہیجا اور انکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اوس
مرض سخت کے اسباب علامات و کیفیات حادثہ و تدابیر دفع مرض و اصلاح سوء مزاج
عباد و تدابیر معالجہ جمیع اقسام و خواص ذوبہ مرکبہ و مفردہ و مزاج و تاثیرات و بدل و منافع و مضار
و مقدار و تعینات اوقات استعمال دوبہ و تدبیر پرہیز و انتظام ستہ ضروریہ وغیرہ قواعد کے جامع ہے
اگر وہ مریض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاوینگے اور اوسکی دوا نکرینگے تو خود ہلاکت مین
پڑینگے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی ذیعقل انحراف نہین کرسکتا ہے
کیونکہ عقل انسان کی اگر بہت کام دیتی ہے تو وجود باریتعالی و وحدانیت و بعض اخلاق مناسب حال
انتظام معاشرت و تمدن و سیاست کو سمجہ سکتی ہے بلکہ ادراک تمام امور مرضیہ الہی کا اور طریقہ
نجات اخروی و احکام معاد وغیرہ فوائد کثیرہ کا عقلاً محال ہے اور کوئی نہین سمجہ سکتا تہا کہ
عبادت معبود حقیقی کی کس طریق پر مقبول ہے بلکہ عقول عباد مین اختلافات کثیر واقع ہوئے ہین
یہان تک کہ جو لوگ ضرورت بعثت انبیاء کے قائل نہین انکے وجود باریتعالی و وحدانیت
و صفات باری و اخلاق انسانی مین بہی مختلف ہین حکماء نیچرل اشٹ کے حالات جانی دو حال
کے زمانہ مین بہی وہی کیفیت موجود ہے اور جمع ہونا تمام عباد مکلفین کا ایک سلسلہ اور
قاعدہ پر متعذر ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لامحالہ کوئی صاحب شریعت و الہام الہی آنا چاہیے
اس مرض اختلاف کے بہی دفع کرنیکا معالج ہوا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مریض کو ضرورت طبیب

حاذق کی رہنی ہی کیونکہ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے لگیگا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور
اگر یہ مریض خود بھی علم طب کو کما حقہ سمجھتا ہو تو دنیا مین بھی کسی طبیب کی حاجت نہ ہے بلکہ
ہر مریض طبیب سمجھا جاوے اور یہ محالات سے ہے اور احکام الٰہی کا عقل سے سمجھ لینا بغیر علم
انبیاء کے ممکن نہین ہے پہر تجربہ جملہ مرضون کا ادویہ کے نفع وضرر اور امراض کے رفع
ہونیکی تدابیر اور سبکا متفق ہونا طریقہ علاج واقعی پر متعذر ہے ایسی حالت مین جناب والا
کا یہ فرمانا کہ مین اسکو نہین مانتا اور پوچھتا ہون کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تہا یا مصاحب
کے حکم کا ماننا تہا اگر بے حکم صاحب کے بہی وہ دوا کرتا تو نجات ضرور پاتا اسلیے کہ اوس دوا سے
نجات پانا قدرت کا قانون تہا جو کسی طرح بدل نہین سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کیونکہ
بالبداہت ظاہر ہے کہ صرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہین ہوتا ہے جب تک
دونون باتین اختیار نکی جاوین یعنے طبیب جس امر کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور
جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جاوے اور جو دوا دی وہ استعمال کیجاوے پس اوس مثل
طبیب حاذق کا حکم ماننا اور اوسکی ترتیب پر بہی مستعد ہونا اور اوسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا
ضروری ہی کوئی مریض ایسا نہین ہے کہ وہ علم طب خود ہی جانتا ہو اور خود ہی خواص ادویہ
و طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام عباد انبیاء کے برابر ٹہرینگے حالانکہ ایسا کسی کا قول ہے نہ
نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جب ایسا نہین ہے تو مریضون کو وہ دوا یعنی شرع مرضی الٰہی
کیونکر خود بخود مل سکتی ہے جس سے مرض کفر وعصیان دفع ہو جاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن سے
مریضون کو دوا پوچھنی پڑتی اور جائز ہے کہ بسبب اختلافات رای بتانے والون کے مریض
کی مٹی خراب ہوتی پہر کیونکر وہ طبیب حاذق نہ سمجھا جاتا جسکا علم قطعی ہو اور علاج واقعی اور
وہ ہی ادویہ اور خواص ادویہ کے بہی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردون کو معلوم ہو
اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عقلاً معلوم ہو بہی جاوے مگر تمام ادویہ وتدابیر علاج خود بخود کیونکر حاصل
ہوسکتی تہی وہ اوسی طبیب کا کام تہا کہ ہر مرض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص وطرق استعمال
بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بعثت انبیا کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شرائع کی بلکہ ہر ایک
فیلسوف نہین ہین ہر ایک کافر ومشرک وفاسق وفاجر انبیاء سے مستغنی قرار پاتا ہے جیسا

منکرین انبیا کا کلمان تھا کہ الہام کی ضرورت نہین ہے اور اپنا مذہب جو حضور نے یہ لکھا ہے کہ خدا
کی ایسی طبیب کی تمثیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو امرت بناتا ہوا ور نہ کسیکو ہلاہل ٹھہراتا ہو بلکہ ہر چیز
قدرت نے جو اثر رکھا ہے اوسکو بتاتا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہین اپنی حفظ صحت کے اصول
جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا کو پہچانین اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار
علاجون ہی کے لیے ہو سب کے لیے عام ہو جاوے الخ اور بعد اس تحریر کے یہ بھی ارشاد ہوا کہ
یہ مذہب قانون قدرت و کتاب و سنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حلت و حرمت
جملہ اشیاء کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اوسکو ثابت کیجیے ورنہ قبول کیجیے کہ شارع نے بعض اشیاء کو امرت
اور ہلاہل بھی بتایا ہے کیا آپ غافل ہونگے کہ بلحاظ اختلاف اوقات و مصالح و حکمت الہیہ کے
بعض اشیاء بعض انبیاء کیوقت مین حلال اور بعض کے وقت مین حرام کیے گئے ہین اور یہ تغیر
تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایسا ہی حال مریضون کا ہے کہ تغیر
وقت کے مناسب استعمال ادویہ کا اور تدبیر علاج کی بدلنی پڑتی ہے بعض اوقات مین جو دوا
سم قاتل ہے اوسکو دوسرے کبھی وقت اور حالات مرض کے لحاظ سے طبیب حاذق امرت
ٹھہرا دیتا ہے وکذا حکمنا صرف اثر بتا دینے سے ہر وقت اور ہر مریض کے حالات اور ہر زمانہ
کے فساد کا علاج ممکن نہین ہے مثلاً تجربہ کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنکھیا قاتل انسان ہے
لاکن جائز ہے کہ اوسیکو ایک ایسے مرض مین دیا جاوے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جاوے
کہ وہ امرت ہو جاوے علاوہ اسکے ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ قبل بعثت انبیاء کے یا بحالت
نہ مبعوث ہونے کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تھے یا ہو سکتے تھے جو اپنا
حفظ کر سکتے بلکہ غایۃ الامر یہ کہا جاویگا کہ ایک مرض نکارو جود باریتعالی یا شرک سے حفظ صحت
کر سکتی تھی لا مرض ارتکاب امور نامرضیہ الہی کا علم بھی نہ تھا جو بذریعہ انبیاء کے مرض ٹھہرایا گیا
اور صاف صاف بتایا گیا دیکھو بہت آدمی ایسے ہین کہ بسبب ناواقفیت اقسام امراض کے
نہین جانتے ہین کہ بہت پھڑکنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہو گئی ہے
کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے امزجہ مین پیدا ہوگا تو وہ حفظ صحت خود نہین کر سکتے ہین
لا محالا کوئی طبیب حاذق اونکو پہلے سے تدابیر مناسبہ ٹھہرانے کیواسطے آنا چاہیے اور

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخلاط مین فساد موجود ہو جاتا ہے اور مریض تسہیل سمجھتا ہے
بلکہ ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مریض ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام و ظنون
سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تھے اور پھر بھی اتفاق آرا نہین ہوتا تو کیونکر مان لیا جاے
کہ ہر فعل کا حسن و قبیح ٹھہرانا اور اوسمین مرضی و نامرضی الٰہی کا بتانا بذریعہ انبیا کے ضروری نہین ہے
ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت مین کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جاے کیونکہ ہر نبی بقول
آپ کے صرف تاثیرات ادویہ کا موافق قاعدہ عقلیہ نیچریہ کے بتانے والا ہے دیکھو سجدہ تحیت
کہ انبیا سابقین کے زمانہ مین حرام نہ تھا اور شریعت محمدیہ صلعم مین حرام ہے یہ وہی ایک
دوا ہے کہ اب باطل ہو گئی ہے اور سبت کے روز جو امر حرام تھے وہ اکثر اب حلال ہین توریت کو
قرآن شریف سے ملا کر دیکھیے کہ انبیا نے ایک شی کو کبھی امر ت اور کبھی باطل ٹھہرایا ہے
یا نہین اور آپکے مسلمہ تقریر کی مخالفت کتاب و سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی
ہے اوس سے چشم پوشی کسواسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کر کتاب و سنت سے اپنے
دعوی کو ثابت کر دیجیے اور حجۃ اللہ البالغہ کی تمام عبارت کو دیکھکر ارشاد فرمایے کہ آپکی
مقررات عقلیہ و تاویلات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رد کر چکے ہین اونکا جواب بھی تحریر کرنا
مناسب ہے فافہم چونکہ آپ کا اعتقاد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور نیچرل اشرف اکثر انبیا کے منکر
ہین اور بعضے اونکو بھی مثل ایک حکیم کے جانتے ہین لہذا آپ بھی ہمارے سید عالم صلعم کو
نیچرل اشرف سمجھتے ہین اور خلاف نیچر کے جو قول قرآن و حدیث مین نظر آتا ہے اوسکو صاف
باطل کہنا خلاف مصلحت سمجھکر تاویلات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہین آور پھر بھی صاف
صاف فرماتے ہین کہ جو مذہب نیچرل کے خلاف ہو وہ باطل ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تحریر
مین ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے مگر کہین صاف صاف کہین پر دہ کنایہ
اور اشارہ مین ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو یوروپ مین ستر لاکھ
آدمی کا حال ہو گیا ہے ابھی تو قریب دس برس کے اجراے تہذیب الاخلاق کو گذرا ہے
نہین آیندہ دیکھا چاہیے کہ کیا افادات تازہ ہوتے جاوینگے اب حقیر زوالالکینی مت مین کیونکر
نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے عقیدہ نیچریہ کیطرف دعوت کر کے

اہل اسلام کو مسلمات و اجماعیات و عقائد و حدیث و تفسیر و تقلید ائمہ دین سے باز رکھنا چاہتے
ہین تو یہ بھی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ مفید الیقین سمجھتے ہین تاکہ باقی
احادیث سے انکار صریح آپکا معلوم ہو جاوے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باریتعالی و حکیم
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک اسلام ہے جیسا کہ گول گول عبارت سے ترشح
ہے یا فرائض و واجبات و حلال و حرام بھی آپ کے نزدیک ثابت ہین اگر ثابت ہین
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور تمام مسائل زکواة و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم ہین
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوة وغیرہ بھی قابل اصلاح ہین جو مسئلہ چارون
فرائض کا آپ تسلیم کرین اوسکی نسبت میرا یہی سوال ہے کہ آپ کے نزدیک وہ کس
اصول پر قطعی ٹھرا ہے اور اوسکی نسبت کیون کر تاویلات و احتمالات کا انسداد کیا گیا ہے
آخر وہی احادیث ہین جن پر یقین کرنے کی آپ نے کوئی راہ نہین رکھی ہے اور وہی
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استغراق و وجود ابلیس مین تھا اور جبیر
رجم کا مسئلہ قائم تھا اور آپ نے بے تکلف سبکو اوڑا دیا اور قول مجتہدین و صحابہ و تابعین تو
آپ کے نزدیک محض واہیات ہے لہذا ضرور ہے کہ چارون فرائض کے وہ مسائل
لکھ دیجیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ ارٹکل آزادی رای و تفسیر احادیث وغیرہ کی حاصل
ہو سکے بعدہ اسیطرح حلت و حرمت اشیاء کی اگر کل نہین تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی مین تاویل نہو سکے اور آزادی رای کا اوسمین دخل نہو اور اگر حدیث
سے بھی حرمت کسی شئے کی آپ کے نزدیک ثابت ہو تو اوس حدیث کو بھی اپنی اصول
سے مطابق کر کے قطعی کر دکھائیے نہ تو روایت بالمعنی ہو نہ احتمال غلطی فہم راوی کا ہو
نہ وہ نقص موجود ہون جو آپ نے بحث حدیث کی ارٹکل مین لکھے ہین اور اگر آپ مجبور ہون
تو یہ صاف لکھ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوة و زکوة و صوم و حج کے اور کچھ ثابت
نہین ہے علے ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صریح فرما دیجیے اسلیے مسلمان بیچارے
ایسے دہوکے مین پڑے ہین کہ حضور والا کے نزدیک نماز و روزہ حج زکوة بہیئت موجودہ
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور وجد مجبکو یہ بھی سمجھا دیجیے کہ قول الفیر کو

تو عقلاء نیچرل کے ذریعہ سے سمجھ مین آنے مشکل ہین یہ چارون دوا طبیب حاذق منہ صادق نے علم کے
بطور اشارہ ارشاد فرمائی ہین یا دوا موجود تھی اوسکے استعمال سے خود ہی قاعدہ تجربہ سے شفا ہوگئی
تھی اور پھر اگر ہان یہ ہے کہ جب الا اہل اسلام کے ایمان کو اپنے ایک اٹکل مین قطعی نہین
ٹھہراتے ہین بلکہ باعتبار منقولات کے اونکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگاتے ہین مگر خود حضور کے
ایمان کا جزو یا دیقینیاً مان لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح بلا مرجح لازم آتا ہے بلکہ عدم امکان وجود غیر
باری کا عقیدہ دوم سے صاف نہین پایا جاتا صرف عدم موجودگی مین گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر بھی
ہنوز محل بحث مین ہے کہ مواد الیہ خواہ عناصر کا آخر تک ہو چکر جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی رہتا ہے
وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علت سے ظہور مین آوے بلکہ استحالہ عقلی اصول نیچرل سے نکلتا ہے کہ
علت واحد سے معاول واحد ہی قائم ہو سکیگا نہ متعدد اور کیونکر ثابت ہو سکتا ہے کہ تینون مواد الیہ
آخر مین واحد رہ جائینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد رہ جانا یقینی نہین معلوم ہوتا ہے
رہ گیا تعلق کسی نسبت کا آپس مین وہ تو ذات مواد الیہ سے علحدہ داخل صفات ہوگا اور صفات
مواد الیہ اوسی وقت تک مان لیے جائینگے جب تک تشخصات وصور نوعیہ کا اطلاق رہیگا مگر
بعد معدوم سمجھنے تمام تشخصات کی سبب یکسہ ہی علت پر تمام کیا جانا فرض کیا جائیگا تو بجز ذات ایک
کے مواد الیہ ثلثہ مین سے کچھ نہ رہیگا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علت اخیر جدا گانہ ہو پھر کس طرح علت
اول کا لفظ لیکر ذات واحد باریتعالی پر آپ کے مذہب مین یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہو سکتا ہے
ہان احتمال کے طور پر اقرار ممکن ہے باقی رہے مسئلہ اول تو اصول تجربہ سے کیسے ایک انا ہم
سے بڑھ کر نہونگے ثانیاً جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک اسلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ
مراد نہین ہے جو ہم لوگ مانتے ہین اور اس قدر کی تعلیم کیواسطے بعثت انبیاء کی ضرورت تھی
بلکہ عقلاء نیچرل اسے سمجھ سکتے تھے اور وہ لوگ باتفاق الہام و وحی و نبوت کی طرف رجوع کرنے سے بھی
دور بھاگتے ہین اور بالفرض نبی کی ضرورت بھی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچھ
نہین ہے سوای معجزہ کے اور معجزہ صریحاً خلاف نیچرل کے ہے یعنے آتش کا واسطے ابراہیم
کے سرد و سلامتی ہونا اور موسے کی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوائے
پانی و ژالہ و شبنم وغیرہ معمولات کے دوسری چیزونکا برسنا اور ہوا و طیور کا سلیمانؑ کے حکم

تابع ہوجانا اور جانوروںکا کلام کرنا اور پتہر مین سے ناقہ کا پیدا ہونا اور مردہ کا جی اوٹہنا اور شق القمر واقع ہونا اور تہوڑے سے کہانے کو بہت سے اشخاص کا سیر ہوکر کہانا اور پہر اوسکا بدستور باقی رہجانا وغیر ذلک مین المعجزات کوئی حکیم نیچرل اسٹ ہرگز تسلیم نہین کرسکتا کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہووہ آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپکا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلیداً ہوگا یا بالکل نہوگا اور جب نبی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ حشر اجساد و فنائی انتظام عالم و غیر محسوسات و غیر مسلمات فلاسفہ امور معاد مین سکہاتے تہے تو اونکا خود ہی مذہب اصول جناب صحیح نہوگا یہ حال تو آپ کے اقرار خدا و رسول و عذاب ثواب و حلت و حرمت اشیاء و فرائض و واجبات کا ہے پہر آپ کس دین کیطرف دعوت کر رہے ہین اور بیفائدہ پردہ اسلام مین کتاب و سنت کا کیون نام لیکر عوام کو شبہ مین ڈالدیا ہے جب تک آپ کے اصول و فروع ملت نیچریہ کا حال اہل اسلام کو معلوم نہ تہا دہوکہ کہا رہے تہے مگر اب ذرا سوچ سمجھکر ہمارے اصول و فروع پر بحث کرنی چاہیے اور جبتک کسی دعوی کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز اقوال محتمل الخطا کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ ابتک حضور کسی ایک مذہب پر یقین نہین کرتے ہنوز وہی حالت باقی ہے جو پرچہ پندرہوین ذی الحجہ ۱۲۹۳ ہجری مین آپ نے لکہا ہے کہ مجہیر میری عمر مین ایک زمانہ ایسا گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا کہ شاید جینی مذہب حق ہے،

الی قولہ اور مصر کی سیر مین مجہیر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا

کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ ہر مقام پر جو خوبی اور عزت اور برکت خدا نے عیسائیون کو دی ہے وہ اور کسی کو نہین دی بالفظہ گستری عرض کرتا ہے کہ اسقدر اور بہی فرمانا ضرور تہا کہ جب سنا کہ ملحدونکا حال لندن مین سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہوگئی اور اونکے معقولات پر دل جم گیا تو یقین ہوگیا کہ مذہب نیچرل تہیا لجی حق ہے اور ابتک وسی پر وثوق ہے مگر پہر بہی خاکسار یہ امید رکہتا ہے کہ جب مذہب کے باب مین حضور کی ایسی طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہوجاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس رسالہ کی تالیف مین سعی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کرکے تابع معقول ہوکر ہمارے ہم

اسلام کو ساتھ تمام اصول کے اور مع اکثر فروع کے قبول کریں خدا سے میری توبہی دعا ہے
کہ ایسا ہی ظہور میں آوے آمین یا ارحم الراحمین خاتمہ آپ میں اپنے بھائی مسلمانوں کی
خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا دین اسلام مثل اُس چراغ کے ہے جسپر ہزاروں پروانے
گرتے ہیں اور بجھانے کا قصد کرتے ہیں مگر آپ ہی جل مرتے ہیں فلاسفہ اور ملاحدہ اور زنادقہ
اور فرق ضالہ نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو مٹا دیں مگر الحق یعلو ولا یعلی ابتک بدستور
قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہیگا مگر ہاں بھی فی زماننا علوم دینی کی تکمیل بہ نسبت
سابق کے کم ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوتے
جاتے ہیں لہذا جب کوئی تقریر کسی مخالف مذہب کی سنتے ہیں جسمیں شبہات گذرتے ہیں اب وقت
پر آشوب وہ ہو گیا ہے جسمیں ضرور ہے کہ کتاب و سنت و اجماع امت و دیگر آثار مستقیم شریعت
و سواد اعظم پر عمل کرنے میں کوشش بلیغ رہے اور علما جو وارث انبیا کہلاتے ہیں اور ہمیشہ
وقت بلا و آفات جدیدہ میں تقویت اسلام و تائید دین فرماتے ہیں ہدایت امت مرحومہ پر
زیادہ متوجہ ہوں ایسا نہو کہ تھوڑی سی غفلت میں کوئی فاسد العقیدہ ہو جاوے اور خدا
و رسول صلعم کے سامنے منہ دکھانے کی جگہ نرہے ایسی نہایت موٹی سیدھی بات یاد رکھو کہ گروہ ولا
علما و مفسرین و محدثین و مجتہدین و مرشدین اب تک گذرے سبکا طریقہ اعتقاد یہی قرآن
و حدیث و اجماع امت اتباع سواد اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث
صحیحہ میں وارد ہے کیا کوئی عاقل خیال بھی کر سکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو بارہ سو برس تک
گذرتی چلی آئی ہے سب کے سب معاذ اللہ ضلال اور تفسیق اور ظلمت اور جہالت و فساد عقیدت
میں گرفتار رہتے تھے حاشا و کلا ہمکو کی یہ دعا ہے کہ ہمکو انکے اتباع میں کر ساتھ قیامت کی روز خدا تعالی
اور مثل اسکے فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والآخرة توفنی مسلما والحقنی

تو جانینگے نہ مسئلہ علم و حکمت کے پوچھے جاوینگے وہی عمل خیر کام آویگا جو زمانہ شہود دنیا الے سے
اتبک مسلمات اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہم بیماری کے
علاج کے واسطے برا قانون حکمت حقیقی الٰہی کا قرآن شریف جو دیکر گئے ہیں اور اسکی
بڑی شرح اپنی احادیث سے عنایت فرما گئے ہیں ہمکو فلاسفہ و ملاحدہ کی حکمت سے ا
نجات آخروی رکھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اپنی بہاتیوں سے دردمندی سے اور تمہاری
خیرخواہی سے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور صاف صاف سمجھا دیا ہے کہ غلطی میں نہ پڑو
فساد عقاید و ضعف ایمان سے بچو حب جاہ و دنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو خیرباد
نہ کہو میرا اسیقدر کام ہے تو لعد اسکے جو نہ مانے اور بیسر الزام ہے جس وقت یہ حسنہ صوفی
علما کی باقی نہ رہینگی اور زمانہ آیندہ کا رنگ بنیاد ہوگا تو فقیر کی یہ نصیحت ہی یاد گار رہ جائیگی
اور یہ میری ہمدردی و خیرخواہی دینی اسی وقت تم کو یاد اویگی انشاء اللہ تعالیٰ وآخر دعوانا
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ ۱۱۴

قطعہ تاریخ رشحۂ قلم اعجاز رقم محمد حسین صاحب عاطر تخلص

یہی تصنیف مولانا علی بخش	کہ او تائید دین ہر آن باد ا
چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ	شہاب ثاقب شیطان باد ا

تقریظ و تاریخ کتاب شہاب ثاقب از نتایج افکار عالی مولوی غلام محمد خان صاحب

ایڈیٹر اودہ اخبار

ہزار شکر کہ روشن ہے ملت اسلام	ابھی ہے ہند میں باقی حرارت اسلام
جناب خان علی بخش افضل العلما	کہ جسکی ذات سے قائم فضیلت اسلام
وہ پاس شرع سے ہر دم نگاہ رکھتا ہے	کہ کس طرح ہے زمانہ میں حالت اسلام
محال کیا کہ خیال و قیاس سے کوئی	چلے خلاف طریق و شریعت اسلام

کہ فلاسفہ سے ہی مطلب نہ کچھ تصور سے — ادسی تو چاہیے تقلید سنت اسلام
لکھی کتاب اونھوں نے ہی کیا آپ تو — بجا ہے کہتے اگر اوسکو حجت اسلام
یقین ہے اونکو بہی آتے یقین ایسا یہ کو — سلام کرتے ہین جو بعض حضرت اسلام
سکے ہے عام جنہیں فی قلوبہم مرض — خدا کرے کہ اونہین سو ہدایت اسلام
فروغ پائی نہ کیون یہ کتاب عالم مین — ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام
مجہی خیال تہا تاریخ کا کہ کیا لکہئے + — فزون ہو جس سے زمانہ مین سطوت اسلام
کہا نیہ دل نے رقم کر تپش یہ مصرعہ سال — کتاب پرنور زیب حمیت اسلام

۱۲۸۹ ہجری

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفضل والکمال اولہا حضرت مولوی محمد علی بخش خان صاحب بہادر جج ماتحت گورکہپور ہین بماہ جنوری ۱۸۷۳ عیسوی مین مطبع جناب منشی نولکشور صاحب مین تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارس کے اون خیالات کے جواب مین ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار تہذیب الاخلاق مین چہپوایا چنانچہ وہ مضمون بہی اول اس کتاب مین نقل ہوکر بعدہ اوسپر حاشیے چڑہائے گئے ہین جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہین انشاء اللہ ولی التوفیق +

